اللہ

رہبرِ زندگی
مع
طبِ نبوی

تالیف :
سید محمد سعید احسن شاہ

مکتبہ نوریہ رضویہ

لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة

رہبر زندگی

در طب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف: سید محمد سعید احسن شاہ

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

041-2626046

تزئین واہتمام
سیّد حمایت رسول قادری

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- ''رہبر زندگی مع طبِ نبوی''
مؤلف ---------- سیّد محمد سعید الحسن شاہ
دیباچہ ---------- حکیم محمد سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد
سن اشاعت بار اوّل ---------- ربیع الاوّل ۱۴۰۵ھ دسمبر ۱۹۸۴ء
کمپوزنگ ---------- الحسین کمپوزنگ سنٹر لاہور
ایڈیشن ---------- سولہواں ۲۰۰۴ء
ڈیزائنر ---------- باہو گرافکس لاہور
صفحات ---------- 304
تعداد ---------- 1100
مطبع ---------- اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر ---------- مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
قیمت ---------- روپے

ملنے کے پتہ

ادارہ حزب الاسلام
201 ر۔ب فیصل آباد فون: 756692
موبائل: 0300-6696692

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
11 گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7313885

الحسن بکس سنٹر
رسول پلازہ امین پور بازار فیصل آباد فون: 2616290

روحانی امراض کے لیے

نسخۂ کیمیا

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک حکیم صاحب سے کہا کہ مجھے گناہوں کا مرض ہے اگر اس کی دوا بھی آپ کے پاس ہو تو مجھے عنایت فرمایئے۔ یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں اور سامنے میدان میں ایک شخص تنکے چننے میں مصروف تھا'

''جو تجھ سے لو لگاتے ہیں وہ تنکے چنتے ہیں۔''

اس نے سر اٹھا کر کہا شبلی! یہاں آؤ میں اس کی دوا بتاتا ہوں۔

حیا کے پھول' صبر و شکر کے پھل' عجز و نیاز کی جڑ' غم کی کونپل' سچائی کے درخت کے پتے' ادب کی چھال' حسنِ اخلاق کے بیج یہ سب لے کر ریاضت کے ہاون دستہ میں کوٹنا شروع کر دو اور اشک پشیمانی کا عرق ان میں ملاتے رہو پھر ان سب کو دل کی دیگچی میں بھر کر شوق کے چولہے پر پکاؤ۔ جب سب پک کر تیار ہو جائے' تو صفائے قلب کی صافی میں چھان لینا اور شیریں زبان کی شکر ملا کر محبت کی تیز آنچ دینا جس وقت تیار ہو کر اترے تو اس کو خوفِ خدا کی ہوا سے ٹھنڈا کر کے استعمال کرنا۔

حضرت شبلی نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ دیوانہ غائب ہو چکا تھا۔

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

عرض ناشر

اللہ رب العالمین جل وعلا نے اس کائناتِ عالم کی ہدایت و راہنمائی کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ پھر سب سے آخر میں اپنی قدرت کے شاہکار اول مرسل خاتم حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ ہی کی وہ ذات ستودہ صفات ہے جو تمام کائنات کے لیے رہبر و راہنما ہے۔ آپ ہی کی مبارک زندگی کل عالم کے لیے نمونہ قرار پائی ہے۔ آپ ہی کی وہ عالی مرتبت درگاہ ہے، جہاں سے ہر سائل کو گوہر مراد ملتا ہے۔

آپ ہی نے ہمیں اس دنیا میں رہنے کا سلیقہ سکھایا۔

آپ ہی کی ذاتِ اقدس نے ہمیں مہد سے لے کر لحد تک کی منزلوں سے روشناس کرایا۔ آپ ہی کی بلند مرتبت بارگاہ سے قاضی کو قانونِ عدل کا پتہ چلتا ہے۔

غازی کو جہاد کے اصولوں کی راہنمائی اسی در سے حاصل ہوتی ہے۔

باپ کو اولاد کی تربیت کا درس ملتا ہے اور اولاد کو والدین کی فرمانبرداری کا حکم اسی آستاں سے ہوتا ہے۔ یہی وہ آستانِ فیض ہے جہاں سے خداوند قدوس کی معرفت، اس کی عبادت، محبت و اطاعت کا جذبہ عطا ہوتا ہے۔

اسی معلم کائنات نے ہمیں کھانے، پینے، بیٹھنے، اٹھنے، چلنے پھرنے کا طریقہ سکھایا۔

آپ ہی کی ذات پاک نے ہمیں صحت کے اصولوں، نفاست و طہارت کی اعلیٰ منزلوں پر فائز ہونے کی راہنمائی فرمائی۔ غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والاصفات نے ہماری رہبری فرمائی ہے۔

ہمیں جسمانی، روحانی بیماریوں سے محفوظ رہنے کے لیے طبیبِ دوجہاں چارۂ درد نہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے در فیض پر حاضر ہونا پڑے گا۔

ہماری دیرینہ آرزو تھی کہ ادارہ الشفاء سے جہاں دوسرے اطباء وحکماء کی کتب شائع کی جا رہی ہیں، وہاں کوئی ایسی آسان اور عام فہم کتاب بھی شائع کی جائے جس میں طبیبِ دو جہاں، تاجدارِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تجویز کردہ نسخہ جات اور جسمانی صحت کے اصول وضوابط درج کیے ہوئے ہوں۔

اللہ رب العزت جل شانہ کے بے پایاں فضل وکرم سے جناب حضرت مولانا سید محمد سعید الحسن شاہ صاحب مدظلہ نے کتاب ''رہبر زندگی مع طب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم'' تصنیف فرما کر ہماری دیرینہ خواہش کی تکمیل فرمادی۔

''ادارہ الشفاء'' حضرت قبلہ شاہ صاحب مدظلہ کا از حد ممنون ہے۔

مالک الملک ہماری اس سعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

بحرمت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین

گدائے کوچۂ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سیّد حمایت رسول قادری

مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

دیباچہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ حَمۡدًا کَثِیۡرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ مُخۡتَارِ الۡخَلَائِقِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ مَعۡدَنِ الۡمَعَارِفِ وَالۡحَقَائِقِ O

امابعد! گزشتہ سال حضور سیّدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت محدثِ اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک کے دن راقم الحروف سنی رضوی جامع مسجد کے صحن میں آراستہ کتب خانوں پر کتب بینی کر رہا تھا کہ مکتبہ نوریہ رضویہ کے سٹال کی ایک کتاب پر آنکھیں مرکوز ہوگئیں۔ نام تھا ''رہبر زندگی مع طب نبوی'' مؤلف سیّد محمد سعید الحسن شاہ صاحب۔ کتاب حاصل کی' عادتاً ذوق وانہماک سے مطالعہ کیا۔ موضوع کتاب میرے لیے کوئی نیا نہ تھا' لیکن کتاب کی ترتیب ومتن سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ قرآنِ مبین کی حکمت ومعرفت کے امین سید الانبیاء والمرسلین کا ارشاد گرامی ذہن میں جلوہ گر ہوا:

''العلم علمان علم الادیان و علم الابدان''

کتاب کو اس کا مصداق پایا۔ مصنف ومؤلف کی طرف دھیان گیا' تو ان کی شخصیت کو اپنے لیے غیر معروف پایا' ان سے تعارف وملاقات کی چاہت طاق قلب میں انتظار بن کر بس گئی۔ لیل ونہار نے ایک سال کا فاصلہ طے کیا' لیکن ''خدا کو فضل کرتے نہیں لگتی بار'' آج سے صرف دو روز قبل اپنے مطب میں ایک پُرنور باوقار جوان باریش تر وتازہ چہرہ نظر آیا۔ آنکھوں میں علم کی چمک اور ہاتھوں میں کتاب مذکورہ تھی ___ سلام مسنون کے بعد فرمایا: ''مجھے اس کتاب کے کاتب ''محمد عاشق حسین ہاشمی'' نے آپ کی طرف بھیجا ہے اور میں اس کتاب کا مؤلف ہوں۔ آئندہ تقاریظ وآراء جو مجھے اس کتاب کے قارئین سے موصول ہوئی ہیں' منسلک کرنے کا ارادہ ہے' آپ بھی اظہار خیال فرمائیں۔'' میں اپنی

قسمت پر نازاں ہوا کہ گھر بیٹھے بٹھائے شرف زیارت سے نوازا گیا' لیکن کسی عظیم تصنیف و تالیف پر تقریظ لکھنے والا بھی بلند مرتبہ عالم و فاضل چاہیے۔ ایک طرف اپنی کم علمی و کم مائیگی کا خیال گزرا اور دوسری خانوادۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چشم و چراغ کا ارشاد گرامی۔ اس سعادت کو فرستادۂ خدا سمجھتے ہوئے میں نے اپنی قلم کو جنبش دینے کا وعدہ کر لیا' لیکن یہ تالیف میرے قیاس و گمان سے برتر ہے۔

انسان رُوح و جسم کا مجموعہ ہے۔ زندگی رُوحانی و مادی اقدار سے عبارت ہے۔ اس کتاب میں ہر دو روحانی و مادی لوازمات کا ذکر ہے جو روح اور جسم کی غذا بنتے ہیں۔ مؤلف نے اس کتاب میں تقریباً ایک سو چھبیس عنوانات ترتیب دیئے ہیں۔ باب اول میں اللہ تعالیٰ و رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کا ذکر ہے جس کے بغیر نہ تو کوئی مسلمان ہو سکتا ہے نہ انسان کامل۔ باب دوم میں سراپائے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان ہے جس کے بغیر محبّ کے لیے محبوب کا تصور ناممکن ہوتا ہے اور اس تصور کے بغیر تمام عبادات نامکمل ہیں' بلکہ مردود و نامنظور۔

---کہیں زلفِ معنبر کا ذکر ہے۔

مرا از زلف تو موئی پسند است　　فضولی مے کنم بوئی پسند است

---کہیں طاقِ ابرو کا نقشہ

وگر محراب خواہی بہر طاعت　　از ایشاں طاق ابروئی پسند است

---کہیں رحمت و شفقت کا تذکرہ

بہ آں رحمت کہ وقفِ عام کردی　　جہاں را دعوتِ اسلام کردی

غرضیکہ جب مومن محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گم ہو جاتا ہے' تو اطاعت و سنت کی منزل آسان ہو جاتی ہے۔ نعمت اسوۃ الرسول قریب' جس سے مالا مال ہو کر یہ غلام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کا درجہ پاتا ہے۔

اسی طرح باب سوم میں ذاتِ گرامی، اخلاق مکارم و عاداتِ جمیلہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان ہے۔ باب چہارم و پنجم میں سامان و متاع رسول کا ذکر ہے جس کے جاننے کے بعد معیشت و معاشرت کا شرعی تصور آ جاتا ہے۔

باب ہفتم میں خورد و نوش کی عادتِ مبارکہ کا تذکرہ ہے جس کو اپنا کر انسان صحت مند زندگی گزار سکتا ہے، اسی لیے تو ایک طبیب بدن کو مدینۃ النبی سے اپنی دوکان سمیٹنا پڑی۔ اس حصہ کے مطالعہ سے اقسام غذا، آدابِ تناول و مرغوباتِ حکیم العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کا پتہ چلتا ہے۔ حفظانِ صحت کے مسلمہ سنہری اصول واضح ہو جاتے ہیں، چنانچہ کئی موضوعات پر معلومات کا خزینہ سامنے آتا ہے:

۱۔ خوردن برائے زیستن است نہ کہ زیستن برائے خوردن۔

۲۔ حلال جانوروں کے گوشت اور مچھلی کا تذکرہ۔

۳۔ ثرید کو سیّد طعام و طعام العرب کا شرف بخشا۔

۴۔ کدو کو شوربے سے ٹٹول ٹٹول کر تناول فرمانا (جو اطباء کے نزدیک لطیف و کثیر الفوائد ہے)

۵۔ سرکہ کو مفید اور سالن گردانا۔

۶۔ جو دستو مقوئ معدہ اور میدہ مضعفِ معدہ ہے۔

۷۔ سرکہ گھر میں مفید اور سالن کا نعم البدل ہے۔

۸۔ روغن زیتون کو کھانے اور مالش کرنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ مبارک درخت سے پیدا ہوا ہے۔

۹۔ گھی، مکھن اور پنیر کا ہدیہ قبول فرمایا۔

۱۰۔ لہسن کو ناپسند فرمایا، مگر حرام نہیں کہا۔

۱۱۔ غذا میں ذائقہ و مزاج کے لحاظ سے اعتدال قائم فرماتے، چنانچہ ککڑی کو تازہ کھجور کے

ساتھ تناول فرمایا۔

۱۲۔ آپ کی غذاؤں میں تربوز وخربوزہ کا ذکر آیا۔ آپ دودھ وشہد کو نہایت پسند فرماتے۔

فاضل مصنف نے حصہ طب نبوی کو چار ابواب میں بیان کیا ہے جن میں قاری کو طب نبوی کے موتی ونوادرات جا بجا ملتے ہیں۔ علاج کی اہمیت وحکمت۔ عیادت مریض کے فضائل۔ حرام ادویہ شراب و افیون وغیرہ سے اجتناب۔ علاج بالدعا وعلاج بالدوا کا ذکر۔

ایک قولِ زریں: ''معدہ بدن کے لیے حوض کی مانند ہے اور رگیں معدہ کی طرف آنے والی ہیں۔ اگر معدہ تندرست ہو تو رگیں تندرستی لے کر واپس آتی ہیں۔ اگر معدہ فاسد ہو تو رگیں بیماری لے کر لوٹتی ہیں۔'' (صفحہ نمبر)

فصد' پچھنے اور سنگیاں کھچوانے کا بیان۔ امراض چشم وقلب' ذات الجنب۔ قولنج' بواسیر' درد گردہ' نقرس' عرق النساء' بخارا اور استسقاء اور زہروں کے علاج کا تذکرہ' کلونجی' سنا مکی' کمون' میتھی' قسط اور لوبان وغیرہ کے فوائد کا ذکر۔

غرضیکہ فاضل مؤلف نے قرآن حکیم' کتب حدیث وسیر' بخاری' مسلم' ترمذی' ابن ماجہ' مسند احمد' دارمی' نسائی' مدارج النبوۃ' شفا قاضی عیاض' خصائص کبریٰ' نزہتہ المجالس جیسی مستند ومتبرک کتب کو اپنی تحریر کا ماٰخذ بنایا ہے۔ اپنے موضوع پر ان کا خلاصہ نہایت اچھی ترتیب وانداز سے قلمبند کیا ہے' جس کا پڑھنا ہر انسان طبیب وغیر طبیب کے لیے انتہائی مفید ہے۔ خصوصاً طلباء طبیہ کالجز کو اس کتاب سے خوب استفادہ کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی عمر وعلم میں برکت دے اور ان کے فیوض وبرکات کو عام کرے۔

آمین! ثم آمین! بوسیلۃ سیّد المرسلین رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!

خاکپائے علماء وحکماء۔

(حکیم) محمد سلیم چشتی

یکم اپریل ۱۹۸۶ء

فہرست

عنوان	صفحہ
ابتدائیہ	۱۷
باب اوّل	
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت	۲۱
واقعاتِ صحابہ	۲۴
باب دوم	
سراپاء اقدس سرورِ انبیاء ﷺ	۳۷
روئے تاباں	۳۷
مبارک آنکھیں	۳۹
بینی شریف	۴۱
جبینِ انور	۴۲
بھنویں شریف	۴۲
گوشِ مبارک	۴۳
دہن مبارک	۴۳
دندانِ مبارک، سرانور و موئے مبارک	۴۴
ریشِ انور	۴۵
موعظت (حجامت کے مسائل)	۴۶
بال اور ناخن کٹوانا	۴۸
داڑھی شریف	۵۰
گردن شریف	۵۲
سینۂ انور	۵۲
پُشتِ مبارکہ و شکم انور	۵۴
دست مبارک	۵۵
قدم مبارک و رفتار	۵۵
قامتِ زیبا و رنگ مبارک	۵۶
مہرِ نبوت	۵۷
سراپاء اقدس میں طویل حدیث پاک	۵۸
باب سوم	
ذاتِ گرامی ﷺ	۶۱
پسینہ معطّر	۶۱
لعابِ دہن	۶۲
بول و براز مبارک	۶۴
اندازِ تکلم و آواز مبارکہ	۶۶
تبسم مبارک	۶۸
موعظت	۶۹
گریہ مبارک	۶۹
موعظت	۷۰

عنوان	صفحہ
مزاح فرمانا	۷۱
موعظت	۷۲
اخلاقِ کریمہ	۷۴
آرام فرمانے (سونے) کا ذکر	۸۲
موعظت	۸۳
باب چہارم	
بستر مبارک ولباس مقدس	۸۴
بستر مبارک	۸۴
موعظت	۸۶
تکیہ مبارک	۸۷
موعظت	۸۸
لباس مقدس	۸۹
موعظت	۹۰
عمامہ شریف	۹۴
موعظت	۹۴
خاتم (انگوٹھی) مبارک	۹۵
موعظت	۹۶
موزے ونعلین مبارک	۹۷
نقش نعلین مبارک کے فیوض وبرکات	
(حاشیہ)	۹۷
موعظت	۹۸
تیل اور کنگھی کا استعمال فرمانا	۹۹

عنوان	صفحہ
موعظت	۱۰۰
سرمہ اور خوشبو کا استعمال فرمانا	۱۰۱
موعظت	۱۰۲
مسواک	۱۰۳
موعظت	۱۰۴
باب پنجم	
آپ ﷺ کا گھریلو اور حربی سامان استعمال	۱۰۵
مدہن وآئینہ دان	۱۰۵
قصعہ، پلنگ، عصاء مبارک	۱۰۶
قدح مبارک	۱۰۷
(آلات حرب) تلواریں	۱۰۸
زرہ شریف	۱۰۹
خود، ڈھال،	۱۱۰
نیزے حربہ، کمان،	۱۱۱
خیمہ، علم مبارک	۱۱۲
باب ششم	
حضور اکرم ﷺ کے مویشی	۱۱۳
گھوڑے	۱۱۳
اونٹ	۱۱۵
بکریاں، خچر	۱۱۶

عنوان	صفحہ
دراز گوش (گدھے)	۱۸۸
باب ہفتم	
خوردونوش	۱۲۰
(غذائے مبارک) گوشت	۱۲۲
بکری کا گوشت	۱۲۴
بکری کے گوشت کی خاصیت (حاشیہ)	۱۲۴
نیل گائے (گورخر)، خرگوش	۱۲۵
نیل گائے کے گوشت کی خاصیت	
(حاشیہ)	۱۲۵
مرغ، ٹڈی، حباری	۱۲۶
خرگوش، مرغ، ٹڈی کے گوشت کی	
خاصیت (حاشیہ)	۱۲۶
مچھلی، قدید	۱۲۷
مچھلی کے گوشت کی خاصیت (حاشیہ)	۱۲۷
ثرید	۱۲۸
کدو	۱۲۹
کدو کی خاصیت (حاشیہ)	۱۲۹
سرکہ	۱۳۰
سرکہ کی خاصیت (حاشیہ)	۱۳۰
شکر نعمت کی ازوال مثال (حاشیہ)	۱۳۱
روٹی	۱۳۱
ایثار اہل بیت (حاشیہ)	۱۳۱

عنوان	صفحہ
روغن زیتون	۱۳۴
روغن زیتون کے منافع (حاشیہ)	۱۳۴
گھی، مکھن، پنیر	۱۳۵
کھجور و جو کا آٹا	۱۳۶
مختلف کھانے	۱۳۷
ناپسند کھانا	۱۳۸
جنت کا طعام	۱۳۹
(پھل) کھجور	۱۴۱
کھجور اور مکھن	۱۴۳
کھجور اور ککڑی	۱۴۳
مکھن اور ککڑی کی خاصیت (حاشیہ)	۱۴۳
کھجور، خربوزہ اور تربوز	۱۴۴
خربوزہ اور تربوز کی خاصیت (حاشیہ)	۱۴۴
انگور و کشمش	۱۴۵
انگور کی خاصیت (حاشیہ)	۱۴۵
انجیر	۱۴۶
پیلو، جنتی پھل	۱۴۷
پیلو کی خاصیت (حاشیہ)	۱۴۷
موعظت (بسم شریف کا پڑھنا)	۱۴۸
ہاتھوں کا دھونا، کھانے کی ابتداء و طریقہ	۱۵۰
کھانے کے وقت بیٹھنے کا طریقہ	۱۵۱
گرا لقمہ اٹھانا، انگلیاں اور برتن کا چاٹنا	۱۵۲
کھانا کھانے سے فارغ ہو کر	۱۵۳

عنوان	صفحہ
کھانا زیادہ نہ کھائے	۱۵۴
سونے اور چاندی کے برتن	۱۵۵
(پینے کی اشیاء) پانی	۱۵۵
کچی لسی (دودھ کی لسی)	۱۵۶
دودھ	۱۵۸
دست مبارک کی برکت اور ام معبد کا بیان (حاشیہ)	۱۶۲
جنتی دودھ	۱۶۲
شہد	۱۶۳
شہد کی خاصیت (حاشیہ)	۱۶۴
نبیذ	۱۶۵
ستو	۱۶۶
جَو کی خاصیت (حاشیہ)	۱۶۶
موعظت (پینے کا پانی)	۱۶۶
برتن ڈھانپنا	۱۶۸
حصہ طب نبوی ﷺ	۱۷۱
باب اوّل	
حکم علاج	۱۷۵
حرام ادویہ	۱۷۶
شراب کے نقصانات (حاشیہ)	۱۷۷
تندرستی	۱۸۰
بیماری	۱۸۱
حکایت محمود و ایاز (حاشیہ)	۱۸۴

عنوان	صفحہ
باب دوم	
عیادت مریض، حکم عیادت	۱۸۵
فضائل عیادت	۱۸۶
طریقہ و دعاء عیادت	۱۸۸
باب سوم	
علاج بالدعاء	۱۹۰
پھوڑا یا زخم، درد، بخار وغیرہ	۱۹۶
دیگر بیماری، دیگر بخار و درد	۱۹۷
سانپ یا بچھو کے کاٹے کا علاج	۱۹۸
دیوانگی (پاگل پن) کا علاج	۱۹۹
نظر بد	۲۰۰
نظر بد برحق ہے (حاشیہ)	۲۰۰
اٹھرا کا اسم گرامی سے علاج	۲۰۲
مایوس مریضوں کو مژدۂ جانفزا	۲۰۳
بے چینی و بے خوابی	۲۰۳
کرب و بے چینی	۲۰۴
جامع دعاء	۲۰۵
دعائے درد دنداں و ورم وغیرہ	۲۰۵
برائے دردِ سر، برائے مرگی	۲۰۷
پتھری و حبس بول	۲۰۸
بخار کی ایک اور دعاء	۲۰۸

عنوان	صفحہ
آگ سے جلے کی دعاء	۲۰۹
نابینا پن کا علاج	۲۰۹
افلاس وتنگ دستی	۲۱۰
حفاظتِ جان	۲۱۰
جسمانی صحت وحفاظت	۲۱۱
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت ایمانی (حاشیہ)	۲۱۱
موعظت	۲۱۲
مجنون کا علاج	۲۱۴
باب چہارم	
علاج بالدوا	۲۱۵
معدہ کی تشریح (حاشیہ)	۲۱۵
امراضِ سر	۲۱۶
سینگی لگوانا فائدہ بخش ہے	۲۱۷
قوت حافظہ پچھنے لگوانا	۲۱۸
موعظت	۲۱۹
امراض چشم (چندھیا پن)	۲۲۰
آشوبِ چشم	۲۲۰
کھمبی کی خاصیت (حاشیہ)	۲۲۰
کمزوریٔ نظر	۲۲۱
حفاظتِ چشم کا لاجواب عمل (حاشیہ)	۲۲۱
موعظت	۲۲۱
چہرے کی چھائیاں داغ اور دھبے	۲۲۲

عنوان	صفحہ
(حلق کی بیماریاں) گلے پڑنا	۲۲۳
قُسط کی خاصیت (حاشیہ)	۲۲۳
دیگر حلق اور ذات الجنب کے لیے	۲۲۳
ذات الجنب (نمونہ)	۲۲۴
ذات الجنب کی تشریح	۲۲۴
(قلب) حفاظت قلب	۲۲۵
دردِ دل	۲۲۵
تشریح قلب ورفتارِ قلب (حاشیہ)	۲۲۵
ضعف قلب	۲۲۶
نسخہ مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت (حاشیہ)	۲۲۶
دیگر برائے ضعفِ قلب	۲۲۷
"بہی" کی خاصیت	۲۲۷
کدو کی خاصیت	۲۲۷
(امراض معدہ) دردِ شکم (بدہضمی)	۲۲۸
شہد ہر بڑی مصیبت سے نجات	۲۲۹
شہد کے مزید خواص (حاشیہ)	۲۲۹
بہترین مسہل (جلاب)	۲۳۰
شبرم کی خاصیت	۲۳۰
قولنج کا علاج	۲۳۱
سناء کی خاصیت وزیتون مرقی (حاشیہ)	۲۳۱
کلونجی ایک بہترین دوا	۲۳۱
دیگر برائے دردِ قولنج	۲۳۲
کلونجی کی خاصیت	۲۳۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بواسیر، نقرس، جذام	۲۳۲	جادو سے بچاؤ	۲۴۳
انجیر کے فوائد (حاشیہ)	۲۳۲	گائے کا دودھ	۲۴۳
دیگر برائے بواسیر و جذام	۲۳۳	گائے کے دودھ کی خاصیت (حاشیہ)	۲۴۳
درد گردہ	۲۳۳	دیگر	۲۴۴
پتھری گردہ کی ایک دوا (حاشیہ)	۲۳۳	کلونجی، شہد وغیرہ میں شفاء	۲۴۴
عرق النساء (دردریگن)	۲۳۴	غدہ (گلے پڑنا)	۲۴۴
بخار	۲۳۴	استسقاء کے لیے آپریشن (جراحت)	۲۴۵
عرق النساء کی تشریح وطریق علاج		پیپ زدہ ورم کا آپریشن	۲۴۵
(حاشیہ)	۲۳۴	طب وجراحت	۲۴۶
بیمار کے لیے نرم غذا	۲۳۵	مٹی کھانا خودکشی ہے	۲۴۷
تقویت بدن وباہ	۲۳۶	لقوہ	۲۴۸
تازہ انڈہ کی پہچان اور خاصیت (حاشیہ)	۲۳۶	تنبیہ	۲۴۸
ضعفِ اعصاب، گرمی دانے	۲۳۷		
استسقاء	۲۳۷	**باب پنجم**	
قبل از وقت بڑھاپا	۲۳۸	جواہر پارے	۲۴۹
زخم کا علاج	۲۳۸	جمعرات کو ناخن تراشنے کا فائدہ	۲۴۹
دیگر (علاجِ زخم)	۲۳۸	ناک اور کان کے بالوں کا فائدہ	۲۴۹
موعظت	۲۴۰	گرا لقمہ اٹھا کر کھانے کا فائدہ	۲۵۰
سناء، کمون اور میتھی	۲۴۰	کنگھی کرنے کا فائدہ	۲۵۰
کمون (زیرہ) اور میتھی کے فوائد (حاشیہ)	۲۴۰	بدنظر کی سزا	۲۵۰
نفاس	۲۴۱	چار فائدہ بخش بیماریاں	۲۵۱
دوران حمل دوا، تریاقِ زہر	۲۴۲	قولنج سے بچاؤ	۲۵۲
لوبان کے فوائد، عجوہ کھجور (حاشیہ)	۲۴۲	دردزہ سے بچاؤ	۲۵۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
چھینکنے پر الحمدللہ کہنے کا فائدہ	۲۵۲	مسواک، حکمت	۲۷۹
جمائی روکنے کا مجرب طریقہ (حاشیہ)	۲۵۲	کھانے پینے کے آداب، حکمت	۲۸۱
آئینہ دیکھنا	۲۵۳	حکمت	۲۸۱
بانجھ پن کا استغفار سے علاج	۲۵۴	کھانے کے دیگر آداب، حکمت	۲۸۲
سیدالاستغفار	۲۵۴	کھانے کے بعد پانی نہ پینا، حکمت	۲۸۳
ہر مرض کا مجرب علاج	۲۵۵	کھانے یا پانی میں پھونک نہ مارنا،	۲۸۳
دیدار خیرالانام (ﷺ)	۲۵۶	حکمت	۲۸۴
کنزِ بے بہا	۲۵۷	کھانا اور نماز، حکمت	۲۸۴
رات کو سونے کے عملیات	۲۶۳	اشیاء خوردنی میں احتیاط	۲۸۵
ضمیمہ (طب نبوی)	۲۶۴	حکمت	۲۸۶
معمولاتِ نبوی کی حکمتیں	۲۶۷	تیز گرم یا باسی کھانا، حکمت	۲۸۸
رفع حاجت	۲۶۹	مشکیزہ یا ٹوٹی جگہ سے منہ لگا کر پانی	
استنجاء	۲۷۰	پینا، حکمت	۲۸۹
حکمت، پیشاب کرنا، حکمت	۲۷۱	ضروری وضاحت	۲۹۰
قوتِ مردمی کی حفاظت	۲۷۳	سعادتِ دارین	۲۹۱
حکمت	۲۷۳	اعلیٰ ترین درجے والا	۲۹۲
ہر زندگی میں مذکورہ بعض افعال مبارکہ،		دعا کی اہمیت، عدم قبولیت کا سبب	۲۹۳
اوران کی حکمتیں، سونے کا انداز وحکمت	۲۷۶	قبولیت دعاء کی بشارت	۲۹۵
حکمت، لباس	۲۷۷	رسول اللہ ﷺ کی ایک محبوب دعاء	۲۹۶
ریشم مردوں کے لیے حرام	۲۷۷	مقالید السموت والارض	۲۹۷
موزہ جھاڑ کر پہنو	۲۷۸	دعائے کثیر البرکت	۲۹۹
حکمت	۲۷۸	ہر مصیبت سے بچنے کے لئے	۳۰۲
عمامہ کا شملہ، حکمت	۲۷۹		

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

ابتدائیہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ خَالِقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ کَانَ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیۡنَ الۡمَآءِ وَالطِّیۡنِ اَجۡمَلِ الۡاَجۡمَلِیۡنَ اَکۡمَلِ الۡاَکۡمَلِیۡنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ شَفِیۡعِ الۡمُذۡنِبِیۡنَ رَحۡمَۃٍ لِّلۡعَالَمِیۡنَ سَیِّدِنَا وَ مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَھۡلِ بَیۡتِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاھِرِیۡنَ وَ عَلٰی اَصۡحَابِہِ الرَّاشِدِیۡنَ الۡمُرۡشَدِیۡنَ وَ صُلَحَاءِ اُمَّتِہِ اَجۡمَعِیۡنَ O

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کی حمد وثناء اور حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے حضور ہدیۂ درود وسلام پیش کرنے کے بعد بندۂ ناچیز محمد سعید الحسن عرض پرداز ہے کہ حکم خدائے لم یزل ہے: وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ O یعنی جن و انسان کا مقصدِ تخلیق ہی یہی ہے کہ وہ خدائے واحد القہار کی عبادت کریں، غرضیکہ ہر وہ عمل جو بھی عبادتِ خداوندی کے علاوہ ہوگا، وہ منشاء ایزدی اور منصب انسانی کے خلاف ہوگا۔

اگر تھوڑی سی احتیاط برتی جائے تو ایک عام مسلمان کا بھی ہر قول وفعل عبادتِ خدا وندی میں شمار ہوسکتا ہے، مثلاً حدیثِ مبارکہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص نمازِ عشاء باجماعت ادا کرے، تو اسے نصف شب کے قیام کا ثواب ملتا ہے اور جو عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرے، اسے ساری رات کے قیام (عبادت) کا ثواب ملتا ہے (رواہ ترمذی عن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی باجماعت نماز ادا کرنے والے کو رات سونے کا بھی ثواب ملتا ہے۔ کیمیائے سعادت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک آدمی صبح سویرے گزرا اور ایک دوکان میں داخل ہوگیا۔ صحابہ کرام کہنے لگے کہ افسوس یہ آدمی اگر اتنے

سو یرے اطاعتِ خداوندی میں اٹھا ہوتا' تو کیا اچھا تھا' یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: افسوس نہ کرو' یہ شخص اگر اپنے اہل وعیال کی ضروریات کے پیشِ نظر جا رہا ہے' تو وہ بھی عبادتِ خداوندی ہی ہے' لیکن اگر مالداری کا خیال ہے تو پھر یہ کام شیطانی ہے۔

(کیمیائے سعادت باب التجارۃ)

یعنی عمل کا دارومدار نیت پر ہے جس کی نیت اچھی ہے' اس کے لیے تو نیکی اور جس کی نیت میں فتور ہو' اس کے لیے وہی عمل گناہ ہو جاتا ہے۔

منقول ہے کہ کوئی شخص اپنے مکان میں روشن دان بنا رہا تھا' ایک اللہ والے کا ادھر سے گزر ہوا' تو دریافت فرمایا کہ تم یہ کھڑکی کیوں بنا رہے ہو' اس نے عرض کی کہ اس لیے کہ اس راستے سے روشنی اور ہوا آئے۔ فرمایا: اگر تم یہ کہہ دیتے (یعنی یہ نیت کر لیتے) کہ اس لئے بنا رہا ہوں تا کہ اذان کی آواز سنائی دے' تو جب تک یہ روشن دان موجود رہتا' مسلسل تمہارے نامۂ اعمال میں نیکیاں درج ہوتی رہتیں' حالانکہ یہ کہنے (یعنی اس نیت کے کرنے) سے روشنی اور ہوا کی آمد میں کوئی رکاوٹ نہ بنتی۔

زیرِ نظر کتاب کو مرتب کرنے کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ جب ہم کھانا کھانے بیٹھیں یا پانی پئیں' تو وہی انداز اختیار کریں جو رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار فرمایا اور نیت یہ ہو کہ چونکہ ہمارے آقا (فداہ امی وابی) نے بھی ایسے ہی تناول یا نوش فرمایا اور ہم بھی ایسے ہی کھاتے یا پیتے ہیں' تو پیٹ تو بہر حال بھر ہی جائے گا' لیکن ہر ہر لقمے یا گھونٹ پر سنتِ خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کا ثواب الگ مل جائے گا۔ ایسے ہی اگر ہر وہ پھل یا چیز جو آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے استعمال فرمائی ہو' اسے سنت سمجھ کر استعمال کریں اور سونے' جاگنے' اٹھنے' بیٹھنے' پہننے وغیرہ' غرضیکہ ہر شعبۂ زندگی میں سنت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا لیں' تو بالیقین ہمارے لیے فلاح دارین کا باعث ہوگا۔

اس کتاب میں مندرجہ ذیل باتوں کا بطور خاص خیال رکھا گیا ہے:

''حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے افعال شریفہ کو علیحدہ اور ارشاداتِ عالیہ کو جُدا (موعظت میں) درج کیا گیا ہے۔ نیز موعظت میں بعض ضروری مسائل بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔''

''مختلف احادیثِ مبارکہ کی تطبیق میں اپنا خیال پیش کرنے کی بجائے علماء و محققین کے ارشادات نقل کیے گئے ہیں۔

ضروری تشریح متن کی بجائے حاشیہ میں درج کی گئی ہے۔

تقریباً تمام غذاؤں اور ادویات کہ جن کا اس کتاب میں تذکرہ ہوا' جدید طبی تحقیق کے مطابق ان کی خاصیتیں تحریر کر دی گئی ہیں۔

طب نبوی (متن میں) صرف وہ علاج درج کیے گئے ہیں جو خود رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں' زورِ بیان یا محض کسی چیز کی تاثیر و خاصیت کی بنا پر کوئی علاج درج نہیں کیا گیا۔

حوالہ جات حتی الامکان درج کیے گئے ہیں تا کہ زیادہ وضاحت و تحقیق کے لیے اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جا سکے۔''

مجھے یہ تسلیم کرنے میں ذرہ بھر بھی عار نہیں کہ تصنیف و تالیف کا میدان بڑے بڑے شہسواروں کے لیے ہے' مجھ جیسے کم علم اور انتہائی ناتواں کے لیے اس میدان میں قدم رکھتے ہوئے لرزنا ایک قدرتی بات ہے۔

ایک بزرگ ہستی (علیہ الرحمہ) کے ارشادِ گرامی کہ ''جہاں بازار میں جواہرات کی دوکانیں ہیں' وہاں ایک بساطی سوئی' انگشتانے' پیچک' مٹی' ریت' سوت' نوار وغیرہ لے کر اگر بیٹھ جاتا ہے' تو خریدار اس کے پاس بھی آتے ضرور ہیں' بلکہ اکثر جواہرات والے اس بساطی سے ریل' پیچک خرید کر ہی اپنی ضرورت پوری کرتے ہیں'' کے مصداق یہ ایک عاجزانہ سی کوشش کر رہا ہوں۔

میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی شان کریمی و رحیمی، ستاری وغفاری اور حضور رحمتہ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عنایاتِ خسروانہ سے پُر امید ہوں کہ اس ناچیز کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمایا جائے گا اور یہ کتاب میرے لیے آخرت میں کفارہ سیئات ہوکر بخشش کا بہانہ بنے گی ــــــــ آمین ثم امین:

بحرمتِ سیّد الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم دائما ابدا برحمتک یا ارحم الراحمین○

بندۂ ناچیز
سید محمد سعید الحسن شاہ عفی عنہ
بن حضرت مولانا حکیم سید نیاز احمد شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باب اول

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے اپنی آخری کتاب قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ (المائدہ. آیت نمبر ۹۲) اور حکم مانو اللہ تعالیٰ کا اور حکم مانو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے اپنی اور اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ (النساء. آیت ۸۰) یعنی جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مانا اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیہ کریمہ:

وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰہِ (النساء. آیت ۶۴) اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

نازل ہوئی تو (منافقوں کے سردار) عبداللہ بن ابی نے کہا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بجائے اپنی اطاعت کروانا چاہتے ہیں تب مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ والی آیہ کریمہ نازل ہوئی (جس میں بتایا گیا) کہ اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اطاعتِ خدا سے جدا نہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کرے وہی خدا تعالیٰ کا مطیع ہے۔

(تفسیر ابن عباس)

گویا ہمارے لیے اتباعِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ترک کر کے اطاعتِ خدا ممکن ہی نہیں' اللہ تعالیٰ کی اطاعت صرف اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سچے دل سے اتباع کی جائے' اسی لیے ان لوگوں کے جواب میں کہ جنہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا:

''ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں' ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی کوئی ضرورت نہیں۔'' یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ ۝ (ال عمران. آیت ۳۱)

(اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) تم فرما دو کہ (اے لوگو) اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو' تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اور اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا مہربان ہے۔

(مدارج النبوۃ وتفسیر سیدنا ابن عباس)

گویا کہ اس آیۂ کریمہ میں فرما دیا کہ اگر تم محبوب خدا ہونے کے اپنے دعویٰ میں سچے ہو' تو پھر ہمارے حبیب لبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی غلامی اختیار کرلو' کیونکہ ہم (یعنی اللہ تعالیٰ) تو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں سے محبت فرماتے ہیں اور ان کے گناہوں کی مغفرت بھی فرماتے ہیں (حقیقت تو یہ ہے کہ) ہم اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کے لیے بڑے ہی معاف فرمانے والے مہربان ہیں۔ حاصل یہ کہ رضائے الٰہی غلامیٔ مصطفیٰ میں ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم دَائِمًا اَبَدًا)

''اور اطاعت بھی صرف وہی قابل قبول ہے جو سچی محبت کے ساتھ کی جائے بصورت دیگر منافقت ہوگی اور یہ کفر سے بھی بدتر ہے اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے۔

اَنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۔یعنی منافقین جہنم کے گہرے ترین گڑھے میں ہونگے۔اور اگر اطاعت جذبہ محبت سے سرشار ہے تو یہ ہی ایمان ہے اور یہ ہی قابل قبول ہے۔جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔''

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و سلّم) لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ○ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ کتاب الایمان)

(ترجمہ) ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے (اس وقت تک) کوئی بھی ایمان والا نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اس کو اس کے (ماں) باپ، اس کی اولاد اور تمام انسانوں (خواہ کوئی بھی ہو) سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

یعنی صاحبِ ایمان صرف وہ ہے کہ جس کے دل میں حبِّ محبوبِ کبریاء سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق کی محبت سے زیادہ ہو، اس کی نظر میں حکمِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں کسی بھی مخلوق کا حکم کچھ بھی اہمیت نہ رکھتا ہو۔اگر ایسے نہیں، تو پھر سمجھ لو کہ اس نے حلاوتِ ایمان کو چکھا ہی نہیں۔

ابن عساکر نے کعب احبار سے روایت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! تم میرے بعد میرے جانشین ہو، تم تقویٰ اختیار کرو اور جب بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرو، تو اس کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام ضرور لو، کیونکہ میں نے ان کا نام ساق عرش پر اس وقت لکھا ہوا دیکھا، جبکہ میں روح اور مٹی کی درمیانی حالت میں تھا (یعنی روح پھونکی جارہی تھی) پھر میں نے تمام آسمانوں کا چکر لگایا، تو میں نے آسمانوں میں کوئی ایسی جگہ نہیں دیکھی جہاں (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا نام نہ لکھا ہو، میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا، تو میں نے جنت میں کوئی محل، کوئی دریچہ ایسا نہ دیکھا

کہ جس پر اسم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تحریر نہ ہو (اے میرے بیٹے) میں نے نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) حوروں کے سینوں پر، فرشتوں کی آنکھوں کی پتلیوں میں، شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر لکھا دیکھا ہے، تم بھی کثرت کے ساتھ ان کا ذکر کیا کرو، کیونکہ فرشتے بھی ہر وقت ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔" (الخصائص الکبریٰ جزاول)

سبحان اللہ تعالیٰ کتنی بلند شان ہے میرے آقا و مولیٰ رسولِ عربی (فداہ امی وابی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی۔ بھلا ان کی رفعتِ شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے جن کو خود خدائے لم یزل فرمائے کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (الانشراح) اور ہم نے تمہارے لیے تمہارے ذکر کو بلند فرما دیا۔

اذان کیا جہاں دیکھو ایمان والو!
پسِ ذکر حق ذکر ہے مصطفیٰ کا

جب یہ ثابت ہو گیا کہ ہر صاحبِ ایمان کا دل خلاصۂ کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے سرشار ہے، بلکہ ایمان کا تو دارومدار ہی محبتِ خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے، تو یہ لازم آتا ہے کہ نہ صرف ان کے احکامات کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیا جائے، بلکہ جب ان کا اسم گرامی آئے، تو اظہار خشوع و خضوع اور انکساری بھی کرے اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے حضور ہدیۂ درود وسلام بھی پیش کرے۔

مدارج النبوۃ میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سامنے جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا، تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا اور غایتِ تعظیم سے ان کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ یہی حال تابعین (۱) اور یہی حال بعد والوں (یعنی تبع تابعین) کا تھا (مدارج النبوۃ جلد ۱)

واقعہ (۱) چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب ان

---

۱ جنہوں نے صحابہ کرام کی زیارت کی، انہیں تابعی کہا جاتا ہے۔ ۱۲ جنہوں نے تابعین کی زیارت کی انہیں تبع تابعین کہا جاتا ہے۔

کے سامنے شہنشاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا' تو وہ اتنا روتے کہ لوگوں کو ان کی حالت پر رحم آنے لگتا۔ (مدارج النبوۃ جلد اوّل)

واقعہ (۲) مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرادو' چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حجرۂ انور کھولا اور زیارت کرادی' تو وہ عورت زیارت کرتے ہی رونے لگی اور اتنا روئی کہ روتے روتے وہیں انتقال کرگئی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) (مدارج النبوۃ وشفاء شریف قاضی عیاض)

کتبِ احادیث وسیر میں ایسے بہت سے واقعات ہیں' جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان بزرگوں کے دلوں میں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا موجزن تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بھی ادا کو اپنانے میں فخر محسوس فرماتے تھے' مثلاً:

واقعہ (۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ مبارکہ گھومی تھی' وہ بھی اپنی اونٹنی کو اسی جگہ پھراتے ہیں' لوگوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کا سبب پوچھا' تو فرمانے لگے کہ میں نہیں جانتا مگر اس جگہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا ہے' اس لیے میں بھی کرتا ہوں (مدارج النبوۃ)

واقعہ (۲) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس سواری کا جانور لایا گیا تو جب آپ سوار ہونے لگے اور پاؤں رکاب پر رکھا تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھا' جب زین پر بیٹھے' تو کہا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ کر تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا' پھر سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ پڑھ کر تبسم فرمایا۔ عرض

کیا گیا کہ ''اے امیر المومنین! اس تبسم کا کیا مطلب؟'' تو حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی فرماتے ہوئے دیکھا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ نے کس لیے تبسم فرمایا؟'' تو ارشاد فرمایا کہ ''بندہ جب کہتا ہے یا اللہ! میرے گناہ معاف فرما دے' تو اللہ کریم راضی ہو جاتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ گناہ بخشنے والا صرف میں (اللہ تعالیٰ) ہی ہوں۔''

(مشکوۃ' ترمذی باب ماجاء فی ضحک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم)

واقعہ (۳) ایک بار حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کے لیے پانی منگوایا اور وضو فرمایا (یعنی) تین تین بار ناک میں پانی ڈالا اور پھر چہرہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو تین تین بار دھویا۔ پھر سر کا مسح کیا اور مسکرا پڑے (عرض کرنے پر) آپ نے فرمایا (کہ میں نے اس جگہ اس لیے ایسا کیا ہے) کہ اسی جگہ ہمارے آقا حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یونہی پانی طلب فرما کر وضو فرمایا' پھر مسکرائے اور صحابہ کرام سے فرمایا : تم جانتے ہو کہ میں نے تبسم کیوں فرمایا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) زیادہ جانتے ہیں' تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی وضو کرتا ہے' تو ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے' منہ دھونے سے منہ کے' سر کا مسح کرنے سے سر کے اور پاؤں دھونے سے پاؤں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں (مسند احمد)

ان واقعات میں ابن عمر کا اونٹنی کو پھرانا' علی المرتضی و عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا تبسم فرمانا محض اقتداء مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں تھا' کیونکہ محبت کا تقاضا ہی یہ ہے کہ ادائے محبوب کو اپنا لیا جائے اور اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ دل میں جتنی زیادہ محبت ہوگی' محبوب کی اطاعت کرنا اتنا ہی آسان ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام حکم محبوب

خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہر وہ مشکل سے مشکل کام بھی سرانجام دیتے تھے جو بظاہر ناممکن نظر آتا تھا اور انہوں نے اطاعتِ محبوب کبریاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پاداش میں دنیا کی ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت فرمایا۔ حضرت صہیب رومیؓ حضرت بلال حبشیؓ حضرت عمارؓ حضرت یاسرؓ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ہونے والے ظلم وستم کو بھلا کون نہیں جانتا۔ اس جگہ بطورِ تمثیل چند ایک واقعات سپردِ قلم کرتا ہوں' ان سے اندازہ کریں کہ ان پاکباز ہستیوں کے مبارک دلوں میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جاں نثاری کا کتنا عظیم جذبہ موجود تھا۔

(۱) ابتدائے اسلام میں جبکہ اظہارِ اسلام کرنا ہی جان جوکھوں کا کام تھا۔ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے مشرکین مکہ کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے تشریف لے گئے' وہاں پہنچ کر (اجازت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام اور محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وفضائل بیان فرمانا شروع (۱) فرمائے اور لوگوں کو دینِ اسلام کی دعوت دی' اس پر وہ مشرکین بھڑک اٹھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کر دیا' باوجودیکہ ان کی عزت و شرافت تمام اہل مکہ کے نزدیک مسلمہ تھی' مگر آج ان کو اتنا مارا کہ آپ کا چہرہ لہولہان ہو گیا اور پھر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیچے گرا کر پاؤں سے روندا' حتیٰ کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ تب بنو تیم یعنی حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلہ کے افراد آگے بڑھے اور آپ کو اٹھا کر گھر لے آئے' مگر اس وقت آپ کی یہ حالت تھی کہ پہچانے نہ جاتے تھے' بہت زبردست چوٹیں آئی تھیں اور بیہوشی بھی مسلسل تھی' چنانچہ بنو تیم مسجد بیت الحرام میں آئے اور اعلان کر دیا کہ اگر اس حادثہ میں ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا انتقال ہو گیا' ہم بدلہ کے

---

۱ یہ اسلام میں پہلا خطبہ تھا جو پڑھا گیا' اسی دن حضرت اسد اللہ ورسولہ امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذہب اسلام میں داخل ہوئے اور اس کے تین دن بعد فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ ۱۲

طور پر عتبہ بن ربیعہ کو قتل کر دیں گے' کیونکہ آپ کو مارنے میں سب سے زیادہ بدبختی اسی نے دکھائی تھی۔ تمام دن بیہوش رہنے کے بعد شام کو ہوش آیا تو جو بات سب سے کہی وہ یہ تھی: کَیْفَ حَالُ رَسُوْلِ اللّٰہِ (یعنی میرے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟) پاس بیٹھے ہوئے لوگوں نے اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت ملامت کی اور برا بھلا کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت تو یہ مصیبت آئی ہے۔ تمام دن موت کے منہ میں رہنے کے بعد اگر بات کی تو وہ بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و چاہت کی۔ لہٰذا وہ لوگ آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔

آپ کی والدہ ام الخیر نے (جو ابھی ایمان نہ لائی تھیں) بیٹے کو ہوش میں دیکھا تو خوش ہوئیں کہ آخر بیٹے کی زندگی تو بچی' وہ فوراً کھانا تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کرنے لگیں' مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ہی صدا تھی کہ مجھے بتاؤ میرے آقا حضور اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا کیا حال ہے؟ کہیں بدبختوں نے ان سے گستاخی تو نہیں کی؟ خدانخواستہ ان کو کوئی چوٹ تو نہیں آئی؟ ام الخیر نے کہا: ''مجھے خبر نہیں کہ ان کا کیا حال ہے؟'' تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام جمیل (حضرت عمر کی ہمشیرہ) سے جا کر دریافت کرو کہ کیا حال ہے؟ چنانچہ ام الخیر اپنے بیٹے کی اس حالتِ مظلومانہ کی درخواست کو رد نہ کر سکیں۔ فوراً ام جمیل کے پاس گئیں اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خیریت دریافت کی' چونکہ ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت عام دستور کے مطابق ابھی تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں' اس لیے فرمانے لگیں' ''میں کیا جانوں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کون ہیں؟ کہاں رہتے ہیں؟ البتہ تیرے بیٹے کی حالت سن کر بہت رنج ہوا' اگر اجازت ہو تو میں بھی چل کر دیکھوں۔''

ام الخیر نے قبول کر لیا اور ان کو اپنے ساتھ لے آئیں۔ ام جمیل نے جب حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت کو دیکھا تو برداشت نہ کر سکیں' بے تحاشہ رونا شروع کر دیا کہ ظالموں نے کیا حال کر دیا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے ام جمیل! ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟'' تو انہوں نے آپ کی والدہ ام الخیر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ''وہ سن رہی ہیں۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''ان کا خوف نہ کرو۔'' تو ام جمیل نے خیریت سنائی اور کہا کہ ''الحمد للہ! بالکل بخیریت تمام ہیں۔'' آپ نے دریافت کیا کہ ''اس وقت کہاں جلوہ افروز ہیں؟'' تو انہوں نے عرض کیا دارِ ارقم میں تشریف فرما ہیں۔ یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ ہی کچھ پیوں گا' جب تک کہ میں اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خود اپنی آنکھوں سے زیارت نہیں کر لیتا۔'' والدہ تو بیقرار تھیں کہ کچھ کھا پی لیں' مگر یہ تو قسم کھا چکے تھے' اس لیے ام الخیر نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمد و رفت بند ہو جائے' کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی دیکھ لے اور نقصان پہنچائے۔

جب رات کا کافی حصہ گزر گیا اور لوگوں کی آمد و رفت بند ہو گئی' تو ام الخیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سہارا دے کر حضرتِ ارقم کے گھر خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ فیض درجت میں حاضر ہوئیں' رخِ زیبا کی زیارت سے مشرف ہوتے ہی شدتِ جذبات سے مغلوب ہو کر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیتابانہ انداز میں رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے لپٹ گئے۔ خود خلاصہ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے کھڑے ہو کر یارِ غار کو سینۂ انور سے چمٹا لیا اور رونے لگے تمام صحابہ کرام جو حاضرِ خدمت تھے' ان کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں' کیونکہ جاں نثارِ مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بارگاہِ سرورِ

کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا کہ اے میرے آقا (فداک امی وابی) ان (ام الخیر) کی ہدایت کی دعا بھی فرمائیں اور ان کو تبلیغ اسلام کی دعوت بھی دیں۔ چنانچہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اول تو ام الخیر کے لیے دعا فرمائی' پھر ان کو اسلام کی دعوت دی' تو وہ اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

(۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگِ خندق کے موقع پر ایک رات اتنی شدید آندھی آئی کہ ویسی کبھی نہیں آئی۔ اندھیرا اتنا زیادہ تھا کہ پاس والا آدمی تو کجا اپنا ہاتھ بھی نظر نہ آتا تھا' ہوا اتنی تیز تھی کہ اس کی آواز بجلی کی گرج کی مانند تھی۔ منافقین اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے اور اندھیرے میں ہم تین سو کا مجمع اسی جگہ تھا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ایک ایک کا حال دریافت فرما رہے تھے اور ہر طرف تحقیقات فرما رہے تھے۔ اتنے میں میرے پاس سے گزر ہوا ادھر میری حالت یہ تھی کہ میرے پاس نہ تو دشمن سے بچاؤ کے لیے کوئی ہتھیار تھا اور نہ ہی سردی سے حفاظت کے لیے کوئی کپڑا' البتہ ایک چھوٹی سی چادر تھی جو اوڑھنے میں گھٹنوں تک آتی تھی اور وہ بھی میری نہیں' بلکہ میری بیوی کی تھی' میں اس کو اوڑھے گھٹنوں کے بل زمین سے چمٹا بیٹھا تھا' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا ''حذیفہ'' مگر مجھ سے سردی کے تارے (احتراماً) اٹھا بھی نہ گیا اور میں شرم کے مارے زمین سے مزید چمٹ گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اٹھ کھڑا ہو اور دشمن کی فوج میں جا کر ان کی خبر لا کہ کیا ہو رہا ہے؟ اگرچہ اس وقت میں گھبراہٹ' خوف اور سردی کی وجہ سے سب سے زیادہ خستہ حال تھا' مگر تعمیل ارشاد میں فوراً اٹھ کر چل پڑا۔ اس وقت رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوں دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ احْفَظْهُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ وَ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَ عَنْ شِمَالِهٖ وَ مِنْ فَوْقِهٖ وَ مِنْ تَحْتِهٖ (۱)

---

۱ (ترجمہ) ''اے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس (حذیفہ) کی حفاظت فرما' اس کے آگے سے پیچھے سے' دائیں سے' بائیں سے اوپر سے نیچے سے (یعنی ہر طرف سے)'' ۱۲

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دعا فرمانا ہی تھا کہ گویا مجھ سے خوف اور سردی بالکل ہی جاتی رہی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ہر ہر قدم پر گرمی میں چل رہا ہوں۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چلتے وقت یہ ارشاد بھی فرمایا تھا (حذیفہ) کوئی حرکت کر کے نہ آئیو چپ چاپ دیکھ کر آ جائیو کہ کیا ہو رہا ہے؟ میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ آگ جل رہی ہے اور لوگ تاپ رہے ہیں۔ ایک شخص آگ پر ہاتھ گرم کر کے اپنے پہلو پر پھیر رہا ہے اور ہر طرف سے واپس چلو واپس چلو کی آوازیں آ رہی ہیں۔ ہر شخص اپنے قبیلے والے لوگوں کو آواز دے کر کہتا ہے واپس چلو ہوا کی تیزی کی وجہ سے پتھر (کنکریں) ان کے خیموں پر گر رہے ہیں۔ خیموں کی رسیاں ٹوٹ رہی ہیں (شدت طوفان کی وجہ سے) گھوڑے وغیرہ ہلاک ہو رہے تھے۔ ابی سفیان جو کہ سپہ سالار لشکر تھا (ایک خیمہ میں دبکا) آگ تاپ رہا تھا میرے دل میں خیال آیا کہ موقع اچھا ہے اس کو نپٹا تا چلوں ترکش سے تیر نکال کر کمان میں رکھ بھی لیا مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی یاد آ گیا ''کوئی حرکت نہ کی جیو صرف دیکھ کر چلے آنا'' اس لیے میں نے تیر کو دوبارہ ترکش میں رکھ لیا (آواز پیدا ہونے سے) ان کو شبہ ہو گیا اور کہنے لگے تم میں کوئی جاسوس ہے ہر شخص اپنے برابر والے کا ہاتھ پکڑ لے۔ میں نے جلدی سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا: ''تو کون ہے؟'' وہ کہنے لگا: ''سبحان اللہ! تو نہیں جانتا کہ میں فلاں ہوں۔'' اس کے بعد میں وہاں سے فوراً واپس آ گیا۔ جب آدھے راستے پر پہنچا تو (تقریباً) بیس (۲۰) سوار عمامہ باندھے ہوئے مجھے ملے ان سواروں نے کہا: اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کا انتظام فرما دیا ہے بے فکر رہیں۔'' میں واپس پہنچا تو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک چھوٹی سی چادر اوڑھے نماز ادا فرما رہے تھے یہ تو ہمیشہ کی عادت شریفہ تھی کہ جب بھی کوئی گھبراہٹ والی بات ہوتی تو نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرتے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے

وہاں کا جو منظر دیکھا تھا' عرض کر دیا۔ جاسوس کا قصہ سن کر مسکرا پڑے' جس سے دندان مبارک چمکنے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے قدموں میں لٹا لیا اور اپنی چادر شریفہ کا ذرا سا حصہ بھی مجھ پر ڈال دیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے قدم مبارک اپنے سینے سے چمٹا لیے (زہے قسمت فداہ امی وابی) (حکایات بحوالہ درمنثور)

(۳) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک نوعمر بھتیجا خذف (۱) کھیل رہا تھا' انہوں نے دیکھا' تو فرمایا: برادرزادے ایسا نہ کرو' حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس میں کچھ فائدہ نہیں' کیونکہ نہ تو اس سے شکار ہوسکتا ہے اور نہ ہی دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے' ہاں! البتہ اچانک کسی کے لگ جانے سے آنکھ کے پھوٹ جانے یا دانت کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے------ (اس وقت تو وہ بھتیجا رک گیا مگر) جب چچا کو غافل دیکھا تو پھر کھیلنے لگا' اس پر حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی سناتا ہوں اور تو پھر اسی کام کو کرتا ہے' خدا کی قسم! میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا خدا کی قسم! نہ تو تیرے جنازے میں شریک ہوں گا اور نہ ہی (بیماری کے وقت) تیری عیادت کروں گا۔ (ابن ماجہ)

کتب احادیث وسیر میں ایسے بہت سے واقعات موجود ہیں' جن سے پتہ چلتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اور فرمان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا کی ہر چیز سے حتی کہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

(۴) غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی پر راستے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ

---

۱ ایک ہاتھ کی انگلی پر کنکر وغیرہ رکھ کر دوسرے ہاتھ کی انگلی سے پھینکنا (جیسے بچے کانچ کی گولیاں کھیلتے ہیں' خیال رہے کہ عربی میں غلیل یا گوپھن کو مِخذَفَۃٌ کہتے ہیں اور یہ بھی مراد ہوسکتا ہے۔ ۱۲

عنہ کے ایک آزاد کردہ غلام اور ایک انصاری صحابی میں کچھ نزاع پیدا ہوگئی اور انصاری صحابی زخمی ہوگئے اس پر منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے کہا کہ ہمارے ٹکڑوں پر پلے ہوئے مہاجرین اب ہمیں ہی مارتے ہیں' اس نے مزید بکواس کرتے ہوئے کہا: لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ (یعنی اگر ہم مدینہ لوٹے' تو ضرور عزت والے وہاں سے (معاذ اللہ) ذلیلوں کو نکال دیں گے) اس بدبخت نے ''اعز'' یعنی عزت دار سے خود کو مراد لیا اور ''اذل'' سے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی اور دیگر مہاجر صحابہ کرام کو مراد لیا۔ جب اس ازلی شقی کو بارگاہ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں طلب فرما کر دریافت کیا گیا' تو وہ صاف مکر گیا۔ معاملہ بڑھنے لگا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ذاتی طور پر مداخلت فرما کر معاملہ رفع دفع کر دیا۔

جب اس قضیہ کی خبر بدبخت عبداللہ بن ابی کے نیک بخت بیٹے حضرت عبداللہ (جو کہ بڑے پارسا اور جاں نثار صحابی تھے) کو ہوئی' تو وہ سخت غصے میں آ گئے۔ ابھی مدینہ طیبہ لوٹتے ہوئے مسلمان وادیٔ عقیق تک ہی پہنچے تھے کہ عبداللہ بن ابی کے بیٹے اور مخلص صحابی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ شہر پر جا کر کھڑے ہوگئے اور اپنی خون آشام تلوار کو نیام سے نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور جونہی ان کا باپ اور گستاخ رسول عبداللہ بن ابی شہر میں داخل ہونے لگا' تو انہوں نے آگے بڑھ کر اس کے گھوڑے کی لگام کو پکڑ لیا اور فرمایا ''او (بدبخت) تو نے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کی ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر میرے سامنے یہ اقرار کر اور کہہ کہ اَنَا اَذَلُّ النَّاسِ وَ مُحَمَّدٌ وَّ اَصْحَابُهٗ اَعَزُّ النَّاسِ۔ (یعنی میں لوگوں میں سب سے زیادہ ذلیل ہوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام تمام انسانوں سے زیادہ عزت دار ہیں) اور اگر تو ایسا نہیں کہے گا تو ابھی اس تلوار سے تیری گردن اڑا دوں گا۔'' اس نے کہا: ''اے

میرے بیٹے! کیا واقعتًا تو ایسا کرے گا؟'' تو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''ہاں! یقیناً ایسا ہی کروں گا اور اسی جگہ کروں گا۔'' تب عبداللہ بن ابی نے یہ الفاظ ادا کیے۔

صحابہ کرام باپ بیٹے کی اس عجیب حالت کو دیکھ رہے تھے کہ اتنے میں وہ خاصۂ خاصان رسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ ملاحظہ فرمایا کہ جاں نثار صحابی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ کے گھوڑے کی لگام تھامے ہاتھ میں ننگی تلوار لیے کھڑے ہیں۔ غصہ کی وجہ سے رنگ سرخ ہو رہا ہے' آنکھیں شعلے برسا رہی ہیں اور ادھر گھوڑے پر سوار ان کا باپ عبداللہ بن ابی موت کے خوف سے کانپ رہا ہے اور کہہ رہا ہے: اَنَا اَذَلُّ مِنَ الصِّبْیَانِ وَ اَنَا اَذَلُّ مِنَ النِّسَآءِ۔ (یعنی میں بچوں سے بھی زیادہ ذلیل اور میں عورتوں سے بھی زیادہ ذلیل وخوار ہوں) مگر وہ بیٹا بدستور راستہ روکے کھڑا رہا۔ اس پر حضور پرنور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عبداللہ اپنے باپ کو چھوڑ دو تاکہ یہ مدینہ میں داخل ہو جائے۔'' عبداللہ نے عرض کیا: ''یا نبی اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اڑا دوں' لیکن حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اجازت نہ دی' تب کہیں جا کر اس کی جان بچی۔ (۱)

(مدارج النبوۃ جلد اول ودوم ودیگر کتب سیرت)

(۵) ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق منقول ہے کہ ایک بار (قبول اسلام کے بعد) انہوں نے اپنے باپ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ ابا جان! ایک جنگ کا واقعہ ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت اور میں مخالفت میں لڑ رہا تھا۔ ایک موقع ایسا آیا کہ آپ میری تلوار کے نیچے آ گئے' میں چاہتا تو آسانی سے آپ کو شہید کر دیتا' مگر میں نے محبت پدری کی وجہ سے ایسا نہیں کیا اور آپ پر وار نہیں کیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! اگر اس وقت تم میری تلوار کی زد میں آ جاتے تو خدا کی قسم! بلا دریغ تمہاری

---

(۱) پتہ چلا کہ گستاخ رسول لائق تعظیم نہیں' اگرچہ باپ ہی کیوں نہ ہو؟ ۱۲

گردن اڑا دیتا' میں اس وقت یہ نہ دیکھتا کہ یہ میرا لخت جگر ہے' بلکہ میں صرف یہ دیکھتا کہ یہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں آیا ہے۔'' (کتب سیر)

اب ذرا ان پاکباز بزرگوں کو بھی دیکھیں اور اپنے حالات کا جائزہ بھی لیں کہ دعویٰ تو مسلمانی ہے' لیکن اگر باپ دادا کی جاری کی ہوئی رسموں کو بھی کبھی حکم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا ان کی سنتوں پر قربان کرنا پڑے' تو پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ کہیں ہماری برادری تو ناراض نہیں ہو جائے گی؟ بلکہ بعض دفعہ تو اپنے اعزاء واقربا کو راضی کرنے کے لیے اپنے آقا رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کی بھی پرواہ نہیں ہوتی' حالانکہ خدائے لم یزل قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ط وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ○ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط

اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ (دادا) اور تمہارے (بہن) بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں' تو تم ان کو اپنا دوست نہ بناؤ (اور یاد رکھو کہ) تم میں جو لوگ ان کو اپنا دوست بنائیں گے' پس وہی لوگ (اپنی جانوں پر) ظلم کرنے والے ہیں۔ (اے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) فرما دیجئے کہ (اے لوگو) اگر تمہارے باپ دادا تمہارے بیٹے' تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت کہ جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝
(سورۂ توبہ ع ۹، آیت ۲۳، ۲۴)

تمہارے پسندیدہ مکان تم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں، تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (عذاب) آ جائے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

غور فرمائیں کہ اس جگہ کتنے واشگاف الفاظ میں مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔

اے کاش! کہ ہمارے دلوں میں تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل کا جذبہ پیدا ہو جائے، تو یقیناً فلاحِ دارین کی دلیل ہے، کیونکہ خود سرورِ کائنات، فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''جو میری سنت کو زندہ کرے (یعنی جب سنت پر عمل مفقود ہو جائے تب عمل کرے) گا، تو اسے سو (۱۰۰) شہید کا ثواب ہوگا۔''

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَ حَبِيْبِكَ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ دَائِمًا اَبَدًا۔

☆☆☆☆☆☆

باب دوم

سراپا مبارک احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ

یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ دنیا میں کوئی بھی ایسا ذیشان نبی تشریف نہیں لایا کہ جس کے صحابہ نے اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لیے اپنے نبی کے ارشادات' ان کے شمائل وخصائل اس قدر اہتمام سے پیش کیے ہوں' جس قدر اہتمام سے حضور رحمت عالم نور مجسم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے امت مسلمہ کے سامنے پیش فرمائے۔ لاریب! یہ صحابہ کرام کا پوری امت پر احسان ہے کہ انہوں نے نہ صرف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات وشمائل پہنچائے' بلکہ حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے یہاں تک بتا دیا کہ محبوب کبریا' سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارکہ یا سر انور میں سفید بالوں کی تعداد کتنی تھی؟

اس باب میں حلیہ انور کے سلسلہ میں کتب احادیث وسیر سے کچھ روایات نقل کرتا ہوں۔ مولا تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے شرف قبولیت سے مشرف فرمائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت وشفاعت نصیب فرمائے۔

روئے تاباں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب مکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کائنات سے زیادہ حسن وخوبی عطا فرمائی۔ مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مَارَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (یعنی میں نے کسی چیز کو بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ

حسین وجمیل نہیں دیکھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کہنا کہ مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ (یعنی میں نے کسی بھی شے کو اتنا حسین نہیں دیکھا) اور مَا رَأَیْتُ اِنْسَانًا یَا رَجُلًا نہ کہنا فی الحقیقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کو زیادہ بہتر طریقے سے واضح کرنا ہے، کیونکہ حسن مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کائنات کی ہر چیز پر فائق ہے (مدارج النبوۃ، جلد اوّل وشمائل ترمذی عن براء بن عازب)

(۲) حضرت ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کریں، تو وہ فرمانے لگیں "بیٹے! اگر تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے (روئے انور) کو دیکھتے تو تم یوں محسوس کرتے کہ گویا سورج نکل آیا ہے (دارمی، مشکوٰۃ شریف)

(۳) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سرخ (۱) رنگ کا جوڑا زیب تن فرما تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بالآخر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چاند سے بھی کہیں زیادہ حسین وجمیل ہیں۔
(دارمی، مشکوٰۃ، ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

(۴) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت خوش ہوتے، تو رخ انور دمکنے لگتا، ایسے معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا روئے انور چاند کا ٹکڑا ہے (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

(۵) ابن عساکر سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ (ایک دن) میں صبح (منہ اندھیرے) کچھ سی رہی تھی، اچانک میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ میں نے بہت تلاش کیا، مگر نہ ملی (اتنے میں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف

---

۱ اس سے سرخ دھاریوں والا جوڑا مراد ہے، نہ کہ ریشمی یا محض سرخ (مدارج از شیخ محقق) ۱۲

لے آئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کی تابانی سے مجھے وہ سوئی نظر آ گئی۔ میں نے یہ بات عرض کی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'اے حمیرا (لے)! اس پر افسوس ہے اس پر افسوس ہے اس پر افسوس ہے (یعنی تین مرتبہ فرمایا) جو میرے چہرے کے دیدار سے محروم رہا (الخصائص الکبریٰ جزء اول) (صلی اللہ تعالیٰ وسلم علی حبیبہ بقدر حسن وجمالہ)

مبارک آنکھیں

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چشمان مبارک کے متعلق فرماتا ہے: مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (النجم۔۱۷)

(شب اسریٰ میں آیات وتجلیات ذات الٰہیہ کا نظارہ کرتے ہو) ''آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی'' یعنی ہر لحاظ سے مکمل واکمل رہی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آنکھیں انتہائی خوبصورت حسین قدرت الٰہی سے سرمگیں اور پلکیں دراز تھیں۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک پنڈلیاں (قدرے) پتلی تھیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھل کر نہ ہنستے تھے۔ بلکہ مسکراتے تھے۔ جب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (کے روئے تاباں) کی طرف دیکھتا تو کہتا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سرمہ ڈالا ہوا ہے حالانکہ سرمہ نہیں ڈالا ہوتا تھا۔ (ترمذی مشکوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے (شمائل ترمذی)

آنکھوں کی سفیدی میں یہ سرخی علامات نبوت سے ہے کیونکہ سابقہ کتب سماوی میں

لے حمیرا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب ہے۔۱۲۔

جہاں دوسری علامات مذکور تھیں، وہاں نبی آخرالزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ نشانی بھی درج تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوطالب کے ہمراہ شام کے سفر پر روانہ ہوئے اور راستے میں بحیرہ راہب سے ملاقات ہوئی، تو بحیرہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں علامات نبوت دیکھ کر ہی اس نے ملک شام جانے سے منع کیا تھا۔ جو علامات اس نے دیکھیں، ان میں ایک یہ بھی تھی۔ بحیرہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی آنکھوں میں سرخی دیکھ کر پوچھا: ''کیا یہ سرخی مستقل رہتی ہے یا کبھی ختم بھی ہو جاتی ہے؟'' اہل قافلہ نے بتایا کہ ہمیشہ رہتی ہے۔ پھر بحیرہ نے نیند کے متعلق دریافت کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری آنکھیں سوتی اور دل بیدار رہتا ہے۔'' یہ سن کر بحیراء نے کہا: ''اے ابوطالب! ہم نے پہلی کتابوں میں پڑھا اور اپنے آباؤ اجداد سے سنا کہ تیرے بھتیجے کی بڑی شان ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، انہیں فوراً واپس لے جاؤ، کیونکہ یہودی ان کی برائی کے درپے ہوں گے۔'' (خصائص کبریٰ جزء اول)

مبارک آنکھوں کی رنگت کے متعلق بیان فرماتے ہوئے حضرت ابراہیم بن محمد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی آنکھیں (یعنی پتلیاں) نہایت سیاہ اور پلکیں دراز تھیں (شمائل ترمذی)

ابن عدی، بیہقی اور ابن عساکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جیسا کہ روشنی میں۔'' (ایسی ہی روایت ابن عباس سے بھی ہے (خصائص جزء اول)

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو تمام کائنات سے نرالی آنکھیں عطا فرمائی تھیں، ان معجز نما آنکھوں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پس پشت بھی ویسا ہی ملاحظہ فرما لیتے تھے جیسا کہ سامنے سے۔ ایک

دن صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے بعض لوگوں نے رکوع وسجود صحیح نہ کیا' تو ان کو ڈانٹا جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (صحیح نماز نہ ادا کرنے والوں سے فرمایا) تم میرا منہ اس طرف سمجھتے ہو' حالانکہ خدا کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا خشوع (۱) پوشیدہ ہے اور نہ ہی تمہارا رکوع۔ میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری شریف ومشکوٰۃ شریف' عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو نماز ظہر پڑھائی' صفوں کے پیچھے (یا آخری صف میں) ایک آدمی تھا کہ جس نے نماز اچھی طرح نہ پڑھی' جب اس نے سلام پھیرا' تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے آواز دی کہ او فلاں! کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا؟ تو دیکھتا نہیں کہ کس طرح نماز پڑھتا ہے؟ تمہارا کیا خیال ہے کہ جو کچھ تم کرتے ہو' مجھ سے پوشیدہ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں اپنے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح کہ اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

یہ تو زمین کی بات ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت نگاہ کا اندازہ کون کر سکتا ہے جو مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرما لیتے تھے' جیسا کہ صحیح بخاری' صحیح مسلم اور مشکوٰۃ شریف کے باب صلوٰۃ الخسوف سے ظاہر ہے۔

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ بقدر حسنہ و جمالہ

بینی (ناک) شریف

حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناک مبارک بہت ہی خوبصورت اور معتدل دراز تھی۔ حضرت امام ترمذی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شمائل میں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل حدیث ذکر فرمائی جس میں حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال پر حضرت ہند بن ابی ہالہ نے فرمایا:

---

۱ حالانکہ خشوع کا تعلق دل سے ہے' مگر دل بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ ۱۲

اَقْنِیُ الْعِرْنَیْنِ لَهٗ نُوْرٌ یَّعْلُوْهُ یَحْسَبُهٗ مَنْ لَّمْ یَتَاَمَّلْهُ اَشَمَّ (باب ماجاء فی خلق رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و آله و سلم)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناک مبارک بلندی مائل تھی' اس پر نور تھا' پہلی نظر دیکھنے والا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لمبی ناک والا خیال کرتا

لیکن بغور دیکھنے سے پتہ چلتا کہ وہ اس نور اور حسن ورعنائی کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی تھی' حالانکہ زیادہ بلند نہ تھی اور اس خوبی میں نیک بختی اور سعادت مندی کی نشانی بھی ہے۔
(مدارج النبوۃ)

جبین (پیشانی) مبارک

نورِ مجسم رحمت عالم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی انور کی تعریف و توصیف میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جبین مبارک کشادہ اور انتہائی خوبصورت تھی۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب پیشانی انور شکن دار ہوتی' تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا چاند کا ٹکڑا ہے (سبحان اللہ تعالیٰ (مدارج جلد اوّل)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِقَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ

بھنویں شریف

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بھنویں شریف دراز خوبصورت اور باریک تھیں۔ شمائل ترمذی میں حضرت ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے:

اَزَجَّ الْحَوَاجِبُ سَوَابِغَ مِنْ غَیْرِ قَرَنٍ بَیْنَهُمَا عِرْقٌ یُدِرُّهُ الْغَضَبُ

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ابرو خمدار باریک اور گنجان تھے' دونوں ابرو جدا جدا تھے

آپس میں ملے ہوئے نہیں تھے۔ان دونوں کے درمیان ایک رگ (ناڑ) تھی' جو غصہ کے وقت ابھر آتی (شمائل ترمذی)

گوش (کان) مبارک

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر دو گوش انتہائی مکمل اور تام اور قوت سماعت میں خرقِ عادات کا درجہ رکھنے والے عطا فرمائے۔

ترمذی' ابن ماجہ' ابونعیم حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں وہ کچھ دیکھتا ہوں' جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ (میں سنتا ہوں) کہ آسمان بوجھ سے چرچر کرتا ہے' اسے چرچر کرنا بھی چاہئے' کیونکہ اس میں چار انگل جگہ بھی ایسی نہیں' جہاں کسی فرشتہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں اپنی پیشانی نہ رکھی ہو (الخصائص الکبریٰ جزء اول)

جامع صغیر میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گوشہائے مبارک کامل واکمل تھے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول)

دہن مبارک

تاجدار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دہن مبارک کے بارے میں صحیح مسلم شریف میں سیّدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ ضَلِيْعُ الْفَمِ (مسلم شریف) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فراخ دہان تھے۔ (۱)

ایسے ہی حضرت جابر بن سمرہ اور حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے امام ترمذی۔ شمائل کے باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ذکر فرمایا۔

---

۱ یعنی اعتدال کے ساتھ فراخ دہان تھے اور اعتدال کا یہ قاعدہ کلیہ ہر جگہ ملحوظ خاطر رہے۔۱۲

دندان مبارک

نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک دانت نہایت خوبصورت، باریک اور آبدار موتیوں کی طرح چمکتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے والے دانتوں میں ذرا ذرا فصل تھا (یعنی بالکل گنجان نہ تھے، بلکہ کچھ کشادہ) جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے، تو ایک نور سا (اچھل اچھل کر) دانتوں کے درمیان سے نکلتا ہوا نظر آتا (۱) (شمائل ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ)

سر انور و موئے مبارک

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا سر مبارک (اعتدال کے ساتھ) بڑا تھا (شمائل ترمذی)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک سیاہ، نرم، خوشبودار اور کسی قدر گھنگھریالے تھے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک نہ تو بالکل پیچیدہ تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے (بلکہ ہلکا سا گھنگھریالہ پن لیے ہوئے، بال مبارک کانوں کی لو تک پہنچتے تھے (شمائل ترمذی)

صحیح مسلم شریف میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کوئی شخص لمہ بالوں والا سرخ (۲) جوڑے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر

---

۱ بعض شارحین کے نزدیک یہ بھی ایک معجزہ تھا۔

۲ ''لمہ'' بالوں کی زلفیں جو کانوں کی لو سے متجاوز ہوں (مصباح اللغات) ۳ یعنی سرخ دھاری دار۔۱۲

حسین نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک نصف کانوں تک تھے۔ (ترمذی شریف)

بال مبارک کانوں کی لو سے متجاوز تھے یا نصف کان تک اس کے متعلق مواہب لدنیہ اور مجمع البحار میں ہے کہ جب بالوں کو ترشوانے میں طویل وقفہ ہو جاتا تو بال لمبے اور جب ترشواتے تو چھوٹے ہو جاتے (مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے (سر اور ریش مبارکہ میں) بیس (۲۰) بال سفید تھے (۱) (ترمذی)

ایک شخص نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سفید بالوں کے متعلق دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیل استعمال فرما لیتے تھے تو محسوس نہیں ہوتے تھے ورنہ کچھ سفیدی کہیں کہیں محسوس ہوتی تھی (ترمذی)

ریشِ (داڑھی) انور

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارکہ گھنی تھی۔ (الخصائص الکبریٰ)

ایسے ہی حضرت ہند بن ابی ہالہ کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ریش انور بھرپور اور گنجان بالوں والی تھی (ترمذی شریف)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ریش مبارکہ کے بال اتنی کثرت

---

۱ بعض روایات میں ۱۴، ۱۷ اور ۱۸ بھی آیا ہے لیکن یہ کچھ ایسا اختلاف نہیں ہے یہ مختلف زمانوں یا گننے کے فرق پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے (واللہ تعالیٰ اعلم) ۱۲ منہ

سے تھے کہ سینۂ انور بھر گیا تھا۔ (شفاء شریف)

اور وظائف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ہے کہ ریش مبارکہ طبعاً چار انگل تھی (مدارج)

موعظت

مضمون کی مناسبت کے لحاظ سے حجامت اور خضاب اور ناخن وغیرہ کے کچھ ضروری مسائل سپرد قلم کیے جاتے ہیں:

حجامت

حجامت کے مسائل سپرد قلم کرنے سے قبل اہل اسلام کو یہ بات یاد دلا دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ چالاک وعیار انگریز نے مسلمانوں پر تسلط کے دوران نہ صرف ان کی تہذیب وکلچر کو بری طرح مسخ کیا' بلکہ مسلمان کی ظاہری شکل وصورت بھی یہاں تک بدل ڈالی کہ پہلی نظر میں مسلم وغیر مسلم (یہود ونصاریٰ) کی پہچان مشکل ہوگئی۔ ہم اہل اسلام نے ان کی تقلید میں اپنے چہرے کی زینت اور اپنے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو جڑ سے رگڑ کر مونڈ دیا۔ سر کے بالوں کو انگریزی فیشن سے کٹوا کر اور ٹیڑھی مانگ نکال کر ٹائی لگانے میں ہم فخر محسوس کرنے لگے۔ افسوس کہ ہم نے اس بات کو یکسر نظر انداز کر دیا کہ ہمارے آقا رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس سلسلہ میں کیا ارشاد ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جس قوم سے تشبہ کرے' وہ انہی میں سے ہے۔'' (احمد' ابوداؤد)

یہ حدیث پاک ایک اصل کلی ہے' شکل وصورت' لباس' عادات واطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہئے اور کن سے نہیں کرنی چاہئے۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی مسلمان اپنے آپ کو عیسائی یا یہودی وغیرہ کہلوانا ہرگز ہرگز پسند نہیں کرسکتا' تو لازم ہے کہ کفار وفساق کی

مشابہت سے بچے اور اس کی ادنیٰ صورت یہ ہے کہ کفار جیسی شکل وصورت بنانے سے نفرت کرے اور اپنے آپ کو ان سے ممتاز رکھے تاکہ مسلمان کو دیکھ کر غیر مسلم کا شبہ نہ پڑے۔ دوسری صورت جو ہمارے ہاں رائج ہے، وہ یہ ہے، عورتوں نے مردوں کی طرح بال کٹوانے شروع کر دیئے اور مردوں نے داڑھی مونچھ منڈوا کر رہی سہی کسر پوری کر دی، اور بقول کسے ع

''نوجواناں چوں زناں مشغول تن''

(یعنی مرد عورتوں کی طرح رخ زیبا سنوارنے میں مشغول ہیں) کیا اچھا ہوتا جو ہم مسلمان اس حدیث پاک پر بھی کبھی غور کر لیتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں سے تشبہ کریں اور ان مردوں پر بھی (لعنت فرمائی) جو عورتوں سے تشبہ کریں۔'' (ابوداؤد شریف)

مرد کے لیے سر کے بالوں کو کٹوانے کا طریقہ ان احادیث مبارکہ سے عیاں ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ''قزع'' سے منع فرمایا۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ قزع کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ''بچے کے سر کا کچھ حصہ تو مونڈ دیا جائے اور کچھ چھوڑ دیا جائے۔''

(مسلم و بخاری شریف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے سر کا کچھ حصہ مونڈا ہوا ہے اور کچھ حصہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو منع کیا اور فرمایا کہ کل مونڈو یا کل چھوڑ دو۔''

(صحیح مسلم شریف)

علماء کرام نے اس حدیث پاک کی تشریح میں فرمایا کہ سر کے بال کہیں سے چھوٹے کہیں سے بڑے کٹوانا درست نہیں، ہاں! البتہ تمام سر کے بالوں کو برابر کٹوانا درست ہو گا۔

اگر سر کے بال بڑھانا چاہے تو بہترین طریقہ وہی ہے جو کہ سنت ہے یعنی کانوں کی لو تک رکھے، عورتوں کی طرح لمبے لمبے بال رکھنا منع ہے۔

حضرت ابن الحنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''خریم اسدی بہت اچھا شخص ہے، اگر اس کے بال بڑھے ہوئے نہ ہوتے اور تہبند نیچا نہ ہوتا۔'' جب یہ خبر حضرت خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی، تو انہوں نے چھری سے بال کاٹ کر کانوں کی لو تک کر لیے اور تہبند کو بھی نصف پنڈلی تک اونچا کر لیا۔ (ابوداؤد)

عورت کے لیے (بلا عذر شرعی) سر کے بال منڈوانا حرام ہے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو سر کے بال منڈوانے سے منع فرمایا ہے (نسائی)

ہم سب مسلمانوں پر فرض ہے کہ ہم اپنے صحیح اسلامی تشخص کو اجاگر کر کے دنیا والوں کو بتا دیں کہ ہم شکل وصورت، سیرت وکردار، تہذیب وتمدن اور طرز معاشرت وغیرہ میں دنیا کی کسی قوم کے محتاج نہیں، بلکہ ہمارا اسلام ایک ایسا مکمل ترین ضابطۂ حیات ہے جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

بال اور ناخن کٹوانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت سے ہیں، یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت سے ہیں:
(۱) ختنہ کرنا (۲) موئے زیر ناف صاف کرنا (۳) مونچھیں کم کرنا (۴) ناخن

ترشوانا (۵) بغل کے بال اکھیڑنا (بخاری شریف و مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص موئے زیر ناف نہ مونڈے اور ناخن نہ کٹوائے اور مونچھیں نہ کاٹے، وہ ہم میں سے نہیں ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) (صحیح مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مونچھیں کاٹنے، ناخن ترشوانے، بغل کے بال اکھاڑنے اور موئے زیر ناف مونڈنے میں ہمارے لئے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں، یعنی چالیس دن کے اندر اندر ان کاموں کو ضرور کرلیں۔ (مسلم شریف)

حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (سر اور داڑھی سے) سفید بال نہ اکھاڑو، کیونکہ وہ مسلمان کا نور ہے، جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ جل شانہ اس (بڑھاپے) کی وجہ سے اس کے لئے نیکی تحریر فرمائے گا، خطا مٹائے گا اور ایک درجہ بلند فرمائے گا (سنن ابوداؤد)

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ سفید بال اکھاڑنا منع ہے، بلکہ ایک روایت میں ہے کہ جس نے سفید بال قصداً اکھاڑا، وہ بال اس کے لئے قیامت کے دن نیزہ بن جائے گا جس سے اس شخص کو سزا دی جائے گی۔ ہاں! البتہ سفید بالوں کو مہندی وغیرہ سے رنگ لے، لیکن بالوں کو سیاہ (۱) کرنا منع ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ (۲) رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے، تو ان کا سر اور داڑھی ثغامہ (۳) کی طرح سفید تھی۔ آپ

---

۱ مجاہد کے لیے اجازت ہے کہ کافروں کے دل میں رعب ڈالنے کے لیے سیاہ خضاب کرسکتا ہے، تاکہ نوجوان معلوم ہو (کتب فقہ) ۲ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد ۳ ایک گھاس کا نام ہے جس کا رنگ بالکل سفید ہوتا ہے۔ ۱۲

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کو کسی چیز کے ساتھ بدل دو اور سیاہی سے بچو یعنی بالوں کو خضاب کردو مگر سیاہ خضاب نہ کرنا۔ (مسلم شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتروں کے پوٹے وہ لوگ جنت کی خوشبو (بھی) نہ پائیں گے (العیاذ باللہ تعالیٰ) (ابوداؤد نسائی)

ان روایات سے پتہ چلا کہ بالوں کو سیاہ رنگ کرنا سخت منع ہے۔ ایک اور روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے مہندی اور کتم کا خضاب حضرت ابرہیم علیہ السلام نے کیا اور سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون نے کیا (بہار شریعت) اس لیے مسلمانوں کو سیاہ خضاب سے پرہیز کرنا چاہئے۔

داڑھی مبارکہ

داڑھی رکھنا سنت انبیاء علیہم السلام بھی ہے اور سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مونچھیں کٹواؤ' داڑھیاں بڑھاؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو'' (صحیح مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ''مشرکین کی مخالفت کرو' داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو خوب کم کرو'' (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

فقہ حنفیہ کی معروف و معتبر کتاب ''درمختار'' میں ہے کہ داڑھی ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے' ہاں! اگر ایک مشت سے زیادہ ہو تو جتنی زیادہ ہو وہ کٹوا سکتے ہیں۔ (بہار شریعت)

حضرت عمر بن شعیب نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ریش مبارکہ کو (بعض دفعہ) چوڑائی اور لمبائی سے کچھ (کاٹ) لیا کرتے تھے۔ (ترمذی شریف)

داڑھی منڈوانا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں کیسا تھا؟ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ جب دربار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں کسریٰ پرویز شاہ فارس کے حکم سے باذان کے بھیجے ہوئے دو آدمی ''بابویہ اور خرخرہ'' حاضر خدمت ہوئے' تو وہ ہاتھوں میں سونے کے کنگن ڈالے' ریشمی لباس پہنے' داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اس شکل وصورت میں دیکھا تو اسے مکروہ جانا اور فرمایا: ''افسوس ہے تم پر تم کو ایسی وضع قطع کا حکم کس نے دیا ہے؟ کس نے تم کو حکم دیا ہے کہ داڑھی منڈاؤ اور مونچھیں بڑھاؤ؟'' وہ بولے ''ہمارے رب یعنی کسریٰ نے۔'' سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مگر میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ داڑھی کو لمبا اور مونچھوں کو پست کروں۔ (۱)''

اس واقعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ہم سوچیں کہ وہ شفیع المذنبین' رحمتہ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ جن کے نعلین مبارک کے صدقے سے ہم گنہگار و پُر خطا امید مغفرت لگائے بیٹھے ہیں۔ خدانہ کرے اگر میدان قیامت میں وہ ہماری صورت دیکھ کر سوال کریں کہ بتاؤ تمہیں داڑھی منڈوانے کا حکم کس نے دیا تھا؟ تو پھر اس انتہائی و بے بسی و بے کسی کے عالم میں ہمارے پاس کیا جواب ہوگا؟ اور اگر وہ شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہو گئے تو ہمارا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو سنت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین:

---

۱ یہ واقعہ اگر تفصیلاً دیکھنا ہو تو ملاحظہ فرمائیں کتب سیرت مثلاً مدارج النبوۃ' روضۃ الاحباب' مواہب وغیرہ۔۱۲

گردن شریف

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گردن شریف انتہائی حسین (۱) اور خوبصورت تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی گردن مبارکہ سفید تھی' گویا کہ چاندی کی بنائی گئی تھی۔ (مواہب لدنیہ)

سینۂ انور

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سینۂ انور کشادہ اور محسوس تھا۔ (مدارج النبوۃ)

سینۂ مبارکہ سے ناف شریف تک ہلکی سی بالوں کی ایک لکیر تھی' اس کے علاوہ شکم مبارک اور دونوں چھاتیاں بالوں سے خالی تھیں' البتہ! کندھوں اور سینہ کے بالائی حصہ پر کچھ بال تھے۔

(الخصائص الکبریٰ جزاوّل' ترمذی' مدارج)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سینۂ انور کئی دفعہ چاک کیا گیا۔ دوسری علامات نبوت کی طرح یہ علامت بھی سابقہ کتب سماوی میں مذکور تھی۔

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ باہر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد میرا بیٹا روتا ہوا اور دوڑتا ہوا آیا۔ ہمارے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ہم کھڑے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا' وہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو اٹھا کر سامنے والے پہاڑ پر لے گیا اور ان کا سینہ چاک کر دیا' آگے مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہوا؟

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں اور میرا شوہر دوڑتے ہوئے پہاڑ پر پہنچے' تو دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہیں اور آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔

---

۱ بعض روایات میں گردن شریف کی تشبیہ بت عاج یعنی ہاتھی دانت سے بنی ہوئی مورتی سے دی گئی ہے' مگر میں نے جان بوجھ کر ان روایات کو نقل نہیں کیا۔ ۱۲ منہ

میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی انور کو بوسہ دیا اور کہا ''میری جان آپ پر قربان' آپ کو کیا ہوا تھا؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''امی جان! میں کھڑا تھا کہ تین آدمی میرے پاس آئے' جن میں سے ایک کے ہاتھ میں تو چاندی کا لوٹا تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا تھال تھا جو کہ برف سے بھرا ہوا تھا' وہ مجھے پہاڑ کی چوٹی پر لائے اور آرام سے لٹا دیا' پھر ان میں سے ایک نے میرے پیٹ کو سینۂ انور سے ناف تک چاک کیا' جبکہ مجھے کوئی بھی تکلیف محسوس نہ ہوئی' حالانکہ میں دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے ہاتھ ڈال کر میری آنتوں کو نکالا اور برف کے پانی میں دھو کر دوبارہ پیٹ میں رکھ دیا۔ پھر دوسرے شخص نے کہا' تم ہٹو: تم کو جو خدا تعالیٰ کا حکم تھا' تم پورا کر چکے۔ چنانچہ دوسرے نے میرے سینۂ انور میں ہاتھ ڈال کر دل مبارک کو نکالا اور اسے چیر کر خون کا ایک سیاہ لوتھڑا نکال کر باہر پھینک دیا اور کہا: ''اے حبیب خدا! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم' یہ شیطان کا حصہ تھا۔'' پھر اس نے اپنے پاس سے کوئی چیز میرے دل میں بھر کر اس پر نورانی مہر لگا دی جس کی ٹھنڈک میں ابھی تک اپنی رگوں میں محسوس کر رہا ہوں۔ پھر تیسرا شخص آگے بڑھا اور بولا: ''تم دونوں ہٹ جاؤ' تم نے اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کر دیا ہے۔'' پھر وہ میرے قریب ہوا اور میرے سینے کے شگاف پر ناف تک ہاتھ پھیرا (اور شگاف اسی وقت پُر ہو گیا) پھر کہا انہیں ان کی امت کے دس آدمیوں کے مقابلہ میں وزن کرو۔ انہوں نے وزن کیا' تو میں سب پر غالب آ گیا۔ اس نے کہا ان کو چھوڑ دو' اگر اب تمام امت کے مقابلہ میں بھی وزن کرو گے' تب بھی یہ غالب ہی آئیں گے۔ پھر انہوں نے مجھے بٹھایا اور میرے سر اور پیشانی کو چوم کر کہا: ''اے حبیب خدا! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ خوف نہ کریں (اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا رکھے گا) اس کے بعد وہ آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔''

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر گھر پہنچی' تو لوگ مجھے کہنے لگے کہ انہیں کاہن کے پاس لے جاؤ' ان کو کچھ ہو گیا ہے تاکہ وہ (کاہن)

ان کا علاج کرے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: ''مجھے کچھ نہیں ہوا میں سلامت ہوں۔'' مگر لوگ میری رائے سے متفق نہ ہوئے۔ چنانچہ میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر ایک کاہن کے پاس گئی اور تمام واقعہ کہہ سنایا۔ کاہن بولا میں خود لڑکے سے دریافت کرتا ہوں' کیونکہ وہ اپنے معاملے میں زیادہ واقف ہے۔ اس کے پوچھنے پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمام واقعہ از اول تا آخر سنا دیا۔ پورا واقعہ سنتے ہی کاہن فوراً کھڑا ہو گیا اور چیخ چیخ کر کہنے لگا ''اے لوگو! ایک برائی قریب آ گئی ہے' جلدی کرو' مجھے اور اس لڑکے کو قتل کر دو' اگر تم نے اسے چھوڑ دیا تو یہ بڑے بڑوں کی عقلیں خبط کر دے گا' تمہارے دین کو جھٹلائے گا' تمہیں اس خدا کی طرف بلائے گا جسے تم نہیں پہچانتے اور اس دین کی دعوت دے گا جس سے تم نا آشنا ہو۔''

حلیمہ فرماتی ہیں یہ سن کر میں نے اس کے ہاتھوں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چھین لیا اور کہا تو تو پاگل اور خبطی معلوم ہوتا ہے۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تو یہ کچھ کہے گا تو میں تیرے پاس نہ آتی۔ اپنے آپ کو قتل کرنے کے لیے خود ہی کسی کو بلا لے۔ ہم تو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل نہیں کریں گے۔ (الخصائص کبریٰ جزء اول)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود سینۂ انور پر (سلائی کا) نشان دیکھا۔ (خصائص' مشکوٰۃ باب علامات النبوۃ)

پشت انور و پیٹ مبارک

امام احمد اور بیہقی روایت کرتے ہیں محمد کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مقام جعرانہ میں رات کے وقت عمرے کا احرام باندھا' میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پشت انور کی طرف دیکھا وہ (چاند کی روشنی میں) چاندی کی ڈلی کی طرح چمک رہی تھی۔ (خصائص کبریٰ)

طیالسی' ابن سعد' طبرانی اور ابن عساکر حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت

کرتے ہیں کہ جب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شکم انور کو دیکھتی تو (نفاست و خوبصورتی کی وجہ سے) یوں معلوم ہوتا جیسے اوپر تلے سفید کاغذ لپیٹے ہوئے ہوں (مذکورہ)

دست مبارک

شفیع معظم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی ہتھیلیاں' کشادہ پُر گوشت اور گداز تھیں (شمائل ترمذی' مشکوٰۃ' خصائص' مدارج' شفاء شریف)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر ادا کی۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لے جانے کے لیے نکلے' تو میں بھی ساتھ تھا۔ راستے میں چھوٹے چھوٹے بچے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ملنے کے لیے آگے بڑھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (شفقت کے ساتھ ان میں سے ہر ایک کے دونوں رخساروں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور میرے رخساروں پر بھی ہاتھ پھیرا' تو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کی ٹھنڈک اور خوشبو اس طرح پائی جیسے ابھی ابھی عطار (عطر فروش) کی ڈبیہ سے ہاتھ نکالا ہو۔ (مسلم' مشکوٰۃ)

امام بخاری اور مسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے کوئی ایسا ریشم و کمخواب نہیں چھوا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ہتھیلیوں سے زیادہ نرم ہو اور کبھی ایسا مشک و عنبر نہیں سونگھا جس کی خوشبو جسم انور کی خوشبو سے اعلیٰ ہو۔ (الخصائص الکبریٰ و مشکوٰۃ شریف)

قدم مبارک و رفتار

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک تمام انسانوں سے زیادہ

خوبصورت تھے۔ (ابن سعد) پُر گوشت' نرم ملائم اور ہموار تھے۔ انتہائی ستھرے ہونے کی وجہ سے پانی اوپر نہ ٹھہرتا تھا' بلکہ ڈھل جاتا تھا' مبارک ایڑیوں پر گوشت کم' انگلیاں اعتدال کے ساتھ لمبی اور تلوے قدرے گہرے تھے (ترمذی) جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چلتے' تو قوت کے ساتھ قدم اٹھاتے اور آگے جھک کر تشریف لے جاتے تھے (چلتے تو) ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے پستی (ڈھلوان) کی طرف چل رہے ہوں۔ قدم مبارک زمین پر زور سے نہ رکھتے' بلکہ آہستہ رکھتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیز رفتار تھے' ذرا کشادہ قدم رکھتے تھے' چھوٹے چھوٹے نہ رکھتے تھے۔ (بخاری' مسلم' شمائل ترمذی' خصائص الکبریٰ مدارج النبوۃ)

قامت زیبا و رنگ مبارک

حضرت عبداللہ بن احمد اور بیہقی حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ تو زیادہ لمبے تھے اور نہ ہی پستہ قد' البتہ درمیانہ قد والے سے ذرا لمبے تھے' چلتے تو صحابہ کرام میں نمایاں نظر آتے تھے۔ (خصائص کبریٰ)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے' نہ پستہ قد' ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پُر گوشت تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سر انور (اعتدال کے ساتھ) بڑا تھا اور اعضاء کے جوڑ کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں۔ سینۂ انور سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک باریک دھاری تھی۔ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چلتے' تو یوں معلوم ہوتا' گویا اونچی جگہ سے نیچے کو اتر رہے ہوں۔

حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسا (حسن و اخلاق کا مجسمہ) نہ کبھی پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔

(ترمذی شریف)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت، حسین اور ڈیل ڈول میں سب سے زیادہ اچھے تھے کہ نہ تو دراز قامت تھے اور نہ ہی پستہ قد۔ (بخاری شریف)

حضرت انس اور حضرت ابراہیم بن موسیٰ بن علی المرتضی راوی ہیں کہ سید عالم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہایت خوبصورت معتدل جسم والے تھے اور رنگ مبارک روشن وتاباں وسرخ وسفید تھا۔

(اختصاراً از ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم)

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بغل مبارک کا رنگ بھی سفید تھا جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ دعا کے لیے دونوں ہاتھ اتنے بلند فرماتے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

محب طبری کہتے ہیں کہ بغل مبارک کی سپیدی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے، کیونکہ عام انسانوں کی بغل کا رنگ جسم سے مختلف ہوتا ہے۔

(خصائص الکبریٰ)

مہر نبوت

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مہر نبوت کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے قریب دیکھا جو کہ کبوتر کے انڈے کی مانند تھی، اس کا رنگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارکہ کے رنگ جیسا تھا۔

(مشکوٰۃ، مسلم)

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضر ہوا' اس وقت خدمت فیض درجت میں بہت سے دوسرے صحابہ بھی حاضر تھے۔ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پشت انور کی طرف گیا اور مہر نبوت کی زیارت کی' وہ دونوں شانوں کے درمیان بائیں شانے کی نرم ہڈی کے پاس بند مٹھی کی مانند تھی' اس پر (یعنی گرداگرد) مسوں کی طرح تل تھے (شمائل ترمذی' مسلم' مشکوٰۃ)

امام ترمذی نے شمائل ترمذی کے باب ''مَاجَاءَ فِیْ خَتِمِ النبوۃ'' میں حضرت عمر بن اخطب کی حدیث ذکر فرمائی جس سے پتہ چلتا ہے کہ مہر نبوت شریفہ کے گرد (غالباً مسوں پر) بال بھی تھے۔ شمائل ہی کی دوسری روایت کے مطابق مہر شریفہ کا رنگ سرخی مائل تھا۔ (واللہ اعلم)

سراپا اقدس میں طویل حدیث

سراپا اقدس حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ میں مذکورہ روایت کے بعد ظاہراً ضرورت تو نہیں کہ اس طویل حدیث کو نقل کیا جائے' مگر اس لیے نقل کر رہا ہوں کہ محبوب کا ذکر جتنی بار بھی کیا جائے' کیف وسرور میں اضافے کا باعث ہی ہوتا ہے اور اس لیے بھی تاکہ ایک ہی نظر میں شبیہہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چشم تصور میں ابھر آئے۔

اس روایت کو امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نے شمائل ترمذی کے باب **ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ و سلم** میں نقل فرمایا:

حدثنا سفیان بن وکیع ..... عن حسن بن علی قال سالت خالی ھند بن ابی ھالہ..... الی آخرہ

(ترجمہ) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا اور وہ آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بڑی وضاحت اور صفائی سے بیان فرمایا کرتے تھے۔ میں نے چاہا کہ وہ میرے لیے بھی بیان فرمائیں تاکہ میں اوصاف جمیلہ کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کروں (۱)۔ ماموں جان نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات وصفات کے لحاظ سے بھی شاندار تھے اور دوسروں کی نظر میں بھی بلند مرتبہ والے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا روئے انور چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن و تاباں تھا۔ قد مبارک درمیانے قد والے سے کسی قدر لمبا اور زیادہ طویل قامت سے قدرے چھوٹا تھا۔ سر انور قدرے بڑا تھا' بال مبارک ہلکے سے گھنگریالے تھے۔ اگر سر مبارک کے بالوں میں خود بہ آسانی سے مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے' ورنہ خود بتکلف نہ نکالتے۔ جس زمانہ میں بال مبارک زیادہ ہوتے' تو کانوں کی لو سے بڑھ جاتے' ورنہ نہیں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک نہایت صاف اور چمکدار تھا۔ پیشانی مبارکہ کشادہ ابرو خمدار باریک اور گنجان تھی۔ دونوں ابرو جدا جدا تھے۔ ایک دوسرے سے پیوستہ نہیں تھے۔ ان دونوں کے درمیان ایک رگ (ناڑ) تھی' جو غصہ کے وقت ابھر آتی تھی' ناک شریف بلندی مائل تھی' اس پر ایک چمک اور نور تھا' پہلی نظر دیکھنے والا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بڑی ناک والا خیال کرتا ریش انور بھرپور اور گنجان بالوں والی تھی۔ آنکھ مبارک کی پتلی مبارک نہایت سیاہ تھی' رخسار مبارک نرم اور ہموار تھے۔ دہن مبارک اعتدال سے فراخ تھا۔ دندان مبارک باریک اور چمکدار (موتیوں کی طرح) تھے' سامنے کے دانتوں میں ذرا فاصلہ بھی تھا' سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر سی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارکہ ایسی خوبصورت اور باریک جیسے مورتی کی صفاف تراشی ہوئی گردن (۲)۔ اور رنگ میں چاندی جیسی صاف تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ

---

۱ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درخواست کرنا کمال محبت اور جذب وشوق کی بناء پر تھا' کیونکہ وصال سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وقت آپ کا سن مبارک تقریباً سات برس کا تھا۔ ۱۲

۲ یہ تشبیہ محض سمجھانے کے لیے ہے' ورنہ بے مثل خدا نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بے مثل پیدا فرمایا۔ ۱۲

علیہ وآلہ وسلم کے تمام اعضاء مبارک نہایت متناسب اور پُر گوشت تھے۔ جسم مقدس گٹھا ہوا' پیٹ انور اور سینہ ہموار تھے' البتہ! سینہ انور فراخ اور چوڑا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان قدرے زیادہ فاصلہ تھا' جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی تھیں۔ کپڑوں کے باہر کا حصۂ جسم روشن اور چمکدار (۱) تھا۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی۔ اس کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ مبارک بالوں سے خالی تھا۔

البتہ! دونوں بازوؤں' کندھوں اور سینہ مبارکہ کے بالائی حصہ پر کچھ بال تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کلائیاں دراز' پُر گوشت اور ایسے ہی پائے اقدس بھی پُر گوشت اور گداز تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی' تلوے قدرے گہرے اور قدم ہموار تھے۔ قدموں کے تھرا اور ملائم ہونے کی وجہ سے پانی ان پر ٹھہرتا نہ تھا' بلکہ فوراً ڈھل جاتا۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور تھوڑا سا آگے کو جھک کر چلتے۔ قدم مبارک آہستہ زمین پر رکھتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیز رفتار تھے۔ قدم کشادہ رکھتے اور چھوٹے چھوٹے قدموں سے نہ چلتے تھے۔ جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا' گویا بلندی سے اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن سے ہوتے نظر نیچی رکھتے اور نظر آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ عموماً گوشۂ چشم سے ملاحظہ فرمانے کی تھی' چلنے میں صحابہ کو آگے کر دیتے اور خود (کمال شفقت سے) پیچھے رہ جاتے' جس سے ملتے سلام کرنے میں خود ابتدا فرماتے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

☆☆☆☆☆☆

---

۱ عام عادت کے مطابق جسم کا جو حصہ لباس سے ڈھکا نہیں جاتا' مثلاً ہاتھ پاؤں وغیرہ اس کا رنگ جسم کے ڈھکے ہوئے حصوں کی نسبت قدرے سیاہی مائل ہو جاتا ہے' لیکن حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایسا نہیں تھا' بلکہ تمام جسم انور ہی روشن و تاباں تھا۔ ۱۲

باب سوم

ذات گرامی صلی اللہ علیہ وسلم

پسینہ معطر

تاجدار عرب وعجم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم انور سے ہر وقت بھینی بھینی خوشبو (جو مشک وعنبر سے ہزار ہا درجہ ارفع واعلیٰ تھی) آتی رہتی تھی۔ حضرت ابو یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس گلی یا بازار سے بھی محبوب کبریاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گزرتے، تو بعد میں گزرنے والے اس کوچہ کو (مخصوص) خوشبو سے مہکتا ہوا پا کر سمجھ جاتے تھے کہ ابھی ابھی اس راہ گزر سے ہمارے آقا (فداہ امی وابی) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوا ہے۔ (خصائص کبریٰ)

حضرت ام سلیم (۱) رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر ہمارے گھر تشریف لاتے اور قیلولہ (۲) فرماتے۔ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چمڑے کا بستر بچھا دیتی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ بہت آتا تھا، میں اس پسینہ کو جمع کر لیتی اور اپنی خوشبو میں ملا لیتی۔ (ایک دن) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے: ''اے ام سلیم! یہ کیا (کر رہی ہو؟'') تو میں نے عرض کیا ''یہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا پسینہ مبارک ہے، ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں، کیونکہ یہ نہایت ہی عمدہ خوشبو ہے۔''

---

۱ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ صاحبہ

۲ دوپہر کو تھوڑی دیر کے لیے سونا (تاکہ نماز تہجد کے وقت آنکھ آسانی سے کھل جائے) اور یہ سنت ہے۔۱۲

دوسری روایت میں ہے کہ ام سلیم نے عرض کیا: ''ہم اپنے بچوں کے لیے اس سے برکت کی امید رکھتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تو نے بہت اچھا کیا۔''

(صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ)

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ میرے آقا (فداہ روحی و جسدی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پسینۂ معنبر اتنا خوشبودار تھا کہ کائنات کی کوئی بھی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

ابویعلیٰ، طبرانی اور ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے (میرے پاس خوشبو نہیں) آپ میری مدد فرمائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس چوڑے منہ والی شیشی اور ایک لکڑی لاؤ چنانچہ وہ شخص دونوں چیزیں لے کر حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں کے پسینہ سے اس شیشی کو بھرنا شروع کر دیا۔ جب بھر گئی، تو اسے عنایت کر دی اور فرمایا: ''اپنی بیٹی سے کہہ دو کہ اس لکڑی کو اس شیشی میں بھگو کر خوشبو لگائے۔ کہتے ہیں کہ جب بھی یہ خوشبو استعمال کی گئی تو تمام اہل مدینہ اس خوشبو کی مہک کو محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ اس گھر کا نام (کہ جہاں وہ لڑکی رہتی تھی) اہل مدینہ نے ''بیت المطیبین'' (خوشبو والوں کا گھر) رکھ دیا۔ (خصائص کبریٰ جزء اوّل)

لعاب دہن

حضور پُرنور (فداہ امی وابی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن نہ صرف انتہائی خوشبودار، بلکہ ہزارہا بیماریوں کی ایک ہی دوا تھا۔

ام عاصم زوجہ عتبہ بن فرقد سلمی بیان کرتی ہیں کہ ہم چار عورتیں عتبہ کی زوجیت میں تھیں۔ ہم میں سے ہر ایک کی کوشش یہی ہوتی تھی کہ زیادہ سے زیادہ اچھی خوشبو لگا کر عتبہ کے پاس جائے' اس لیے ہم اچھی اچھی خوشبوئیں استعمال کرتیں' مگر کوئی بھی خوشبو عتبہ کی خوشبو سے اچھی اور اعلیٰ نہ ہوتی' حالانکہ عتبہ کوئی بھی خوشبو استعمال نہ کرتے' سوائے اس کے کہ تھوڑا سا تیل ہاتھ پہ ڈالتے اور داڑھی کو مل لیتے اور جب عتبہ باہر جاتے' تو لوگ کہتے کہ ''ہم بھی خوشبو استعمال کرتے ہیں' مگر کوئی بھی خوشبو عتبہ کی خوشبو سے اعلیٰ نہیں۔'' ام عاصم کہتی ہیں کہ ایک دن میں نے عتبہ سے پوچھا کہ ''تم کونسی خوشبو استعمال کرتے ہو؟ کہ جس پر کوئی خوشبو غالب نہیں آتی؟'' تو عتبہ نے کہا: ''ایک دفعہ مجھے گرمی دانے نکل آئے' میں نے بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر اس مرض کی شکایت کی تا کہ علاج فرما دیں۔ اس پر نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کپڑے (قمیص) اتار کر میرے سامنے بیٹھ جاؤ' چنانچہ میں نے کپڑے اتارے اور سامنے بیٹھ گیا۔ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اپنے ہاتھوں پر ڈالا اور میری پشت اور پیٹ پر مل دیا۔ (تو نہ صرف گرمی دانوں سے نجات مل گئی' بلکہ) اسی دن سے میرے جسم میں یہ خوشبو پیدا ہو گئی (جس کو تم اب تک سونگھتی ہو) (مدارج النبوۃ' طبرانی)

حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ نما لعاب دہن ہر بیماری کا شافی علاج تھا مثلاً یہی لعاب مبارک غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایڑی کے لیے تریاق بنا' یہی لعاب حضرت سلمیٰ ابن الاکوع کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی کے لیے سریش بنا۔ یہی مبارک لعاب حضرت معاذ بن عفراء کا میدان بدر میں کٹا ہوا بازو جوڑنے والا بنا' یہی مبارک لعاب نمکین و بدمزہ کنوئیں کو خوشبو دار اور میٹھا بنانے والا بنا' یہی مبارک لعاب حضرت علی المرتضیٰ کی خیبر میں دکھتی آنکھوں کی دوا بنا۔ یہی مبارک لعاب حضرت رفاعہ بن

رافع کی تیر سے پھوٹی ہوئی آنکھ کو دوبارہ صحیح وسالم بنانے کا سبب بنا۔ یہی لعاب مبارک حضرت محمد بن حاطب کے جلے ہوئے ہاتھ کے لیے بہترین شفا بنا۔ یہی مبارک لعاب حضرت عمرو بن معاذ بن جموع انصاری کے کٹے ہوئے پاؤں کو جوڑنے والا بنا۔ یہی مبارک لعاب حضرت قتادہ بن نعمان کی تیر لگنے سے نکل جانے والی آنکھ دوبارہ خوبصورت اور پہلے سے زیادہ روشن کر دینے والا بنا۔ یہی لعاب مبارک کعب بن اشرف یہودی کو قتل کرتے وقت حضرت حارث بن اوس کے لگے ہوئے زخم کو اسی وقت ٹھیک کرنے والا بنا۔ یہی مبارک لعاب گستاخ مصطفیٰ ابو رافع کو قتل کرنے والے صحابی عبداللہ بن عتیک کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو اسی وقت جوڑنے والا بنا' یہی لعاب مطہر بدگو لوگوں کو صاف گو بنانے والا' پیاسوں کو سیراب اور بھوکوں کا پیٹ بھرنے والا بنا(۱)۔(سبحان اللہ تعالیٰ و بحمدہ)

بَول و براز مُبارک

رسول انور شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بول و براز شریف کے متعلق مذکور ہے کہ قضائے حاجت کے وقت زمین شق ہو جاتی اور بول و براز شریف کو اپنے اندر سمو لیتی اور اس جگہ ایک خوشبو پھیل جاتی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے براز (پاخانہ) کو کسی نے نہ دیکھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب استنجا فرما کر بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے' تو میں وہاں از قسم براز کوئی چیز نہ پاتی (ایک دفعہ عرض کرنے پر) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے عائشہ! تم نہیں جانتی کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بطن اطہر سے جو نکلتا ہے' اسے زمین نگل جاتی ہے اور اسے دیکھا نہیں جاتا؟'' (مدارج النبوۃ' جلد اوّل)

ایک صحابی سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا' اثنائے سفر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قضائے

---

۱ ملاحظہ فرمائیں: خصائص کبریٰ' بخاری شریف' مشکوٰۃ شریف' مدارج النبوۃ' زاد المعاد

حاجت کے لیے ایک جگہ تشریف لے گئے۔ جب واپس تشریف لائے تو میں اس جگہ گیا' وہاں میں نے بول و براز کا کوئی نشان نہ پایا' البتہ! مٹی کے چند ڈھیلے وہاں پڑے تھے' میں نے ان کو اٹھا کر سونگھا' تو ان سے نہایت لطیف اور پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی۔ (مدارج النبوۃ 'جلد اوّل)

ہاں! البتہ رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بول مبارک کا کئی صحابہ نے مشاہدہ کیا' بلکہ بعض نے نوش بھی فرمایا۔ (خوشا نصیب)

چنانچہ منقول ہے کہ رات کے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تخت مبارک کے نیچے ایک پیالہ (۱) رکھا جاتا کہ رات کے وقت اس میں بول فرمائیں۔ ایک رات جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں بول مبارک فرمایا' تو صبح حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمانے لگے کہ اے ام ایمن! اس تخت کے نیچے ایک پیالہ ہے' اسے زمین کے سپرد کر دو' مگر اس پیالے میں کچھ نہ تھا۔ ام ایمن نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خدا کی قسم! مجھے رات کو پیاس معلوم ہوئی' تو میں نے اسے پی لیا تھا۔ اس پر حضور پُرنور (فداہ امی وابی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا: اور نہ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو منہ دھونے کا ارشاد فرمایا اور نہ ہی دوبارہ ایسا کرنے سے منع فرمایا: بلکہ ارشاد فرمایا کہ اب تمہیں کبھی پیٹ درد لاحق نہ ہوگا (سبحان اللہ وبحمدہ) (مدارج النبوۃ)

اور ایسے ہی ایک اور عورت جس کا نام ''برکہ'' اور کنیت ''ام یوسف'' تھی۔ اس نے بھی بول مبارک پی لیا تھا۔ اس پر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَصْحمتِ یَا اُمَّ یُوْسُف اے ام یوسف! تم ہمیشہ کے لیے تندرست ہوگئیں۔

چنانچہ ام یوسف کبھی بیمار نہ ہوئیں' سوائے اس بیماری کے کہ جس میں انہوں نے انتقال فرمایا۔

بعض روایتوں میں ایک اور شخص کے متعلق بھی منقول ہے کہ انہوں نے بھی بول شریف

---

۱ شاید کسی خاص وقت' مثلاً مرض وغیرہ یا سخت سردی میں رکھا جاتا ہو (واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم) ۱۲

پی لیا تھا' تو ان کے جسم سے ہمیشہ خوشبو مہکتی رہی' حتی کہ ان کی کئی نسلوں تک یہ خوشبو رہی۔
(مدارج النبوۃ' جلد اول)

انداز تکلم وصوت مبارک

حضرت رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صوت (آواز مبارک) غایت درجہ پیاری تھی۔ اس کی شیرینی تمام آوازوں سے حسین اور دل کش تھی اور کوئی بھی شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر خوش آواز نہیں گزرا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہ بھیجا' مگر خوش آواز اور خوش رو بنا کر' حتی کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب پر فوقیت رکھتے ہیں (مدارج)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی گفتگو تم لوگوں کی طرح پے در پے اور جلدی نہ ہوتی تھی' بلکہ صاف صاف اور ہر کلمہ دوسرے سے ممتاز ہوتا۔ پاس بیٹھنے والے اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے تھے۔

(شمائل ترمذی باب کیف کان کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم)

محبوبِ خدا سردار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس طرح گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی گننے والا گننا چاہتا تو آسانی سے گن سکتا تھا۔ (مشکوۃ' بخاری' مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو ایک نور سا دانتوں کے درمیان سے (اچھل اچھل کر) نکلتا ہوا نظر آتا۔
(شمائل ترمذی' مشکوۃ شریف' دارمی)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انداز تکلم کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات خاموش رہتے تھے' بلا ضرورت گفتگو نہ

فرماتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تمام گفتگو از اول تا آخر منہ بھر کر ہوتی (۱) تھی اور جامع الفاظ کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا۔ نہ تو اس میں فضولیات ہوتی تھیں اور نہ کوتاہیاں (۲)

(شمائل ترمذی)

طبرانی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں اہل عرب میں سب سے زیادہ قادر الکلام ہوں۔''

(خصائص کبریٰ جز اوّل)

نبی مکرم رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آواز مبارک معجزانہ طور پر بہت دور دور تک بالکل واضح حالت میں بلاتکلف پہنچ جاتی تھی۔ علامہ سیوطی نقل فرماتے ہیں کہ بیہقی اور ابونعیم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں سے فرمایا ''بیٹھ جاؤ۔'' حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت بنی غنم (جو مسجد نبوی شریف سے کافی فاصلہ پر ہے) میں تھے انہوں نے وہیں یہ آواز سنی اور اسی جگہ بیٹھ گئے (۳)

(خصائص کبریٰ جز اوّل، مواہب لدنیہ)

حدیث پاک میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

۱ یعنی نہ تو متکبرانہ انداز میں آپ ٹوٹے ہوئے لفظوں میں گفتگو فرماتے اور نہ ہی معشوقوں کی طرح نوک زبان سے بلکہ پروقار انداز میں منہ بھر کر گفتگو فرماتے۔ ۱۲ ۲ ایسے گفتگو فرماتے کہ مطلب ہی سمجھ میں نہ آئے۔ ۱۲

۳ سبحان اللہ تعالیٰ! صحابہ کرام میں تعمیل ارشاد نبوی کا کتنا جذبہ تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو مسجد میں موجود لوگوں سے بیٹھنے کا فرما رہے ہیں اور یہ اپنے گھر فوراً دوزانو ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ کاش! کہ ہم میں بھی ارشاد نبوی کو اپنانے کا وہی جذبہ پیدا ہو جائے۔ آمین

اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَاخْتُصِرَلِیَ الْکَلَامُ — مجھے جوامع الکلم دیا گیا اور میرے لیے کلام مختصر کر دیا گیا

علماء کرام فرماتے ہیں کہ جوامع الکلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔ اور اس سے مراد وہ کلمات ہیں جو غایت درجہ اختصار میں ہوں اور ان کے معانی نہایت وسیع اور کثیر (۱) ہوں، مثلاً حدیث مبارک میں ہے:

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ کُلُّہٗ — یعنی دین از اوّل تا آخر نصیحت اور بھلائی ہے

اس حدیث مبارکہ کے متعلق شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث پاک اوّلین و آخرین کے تمام علوم پر مشتمل ہے۔ اگر دنیا کے تمام علماء جمع ہو کر اس کی تشریح میں لب کشائی کریں، تو اس کے ایک حصہ سے بھی عہدہ برآ نہ ہو سکیں گے، کیونکہ وہ جو کچھ بھی کہیں گے اپنے علم، حوصلہ اور فہم کی سطح کے مطابق کہیں گے۔

(مدارج النبوۃ جلد اوّل)

تبسم شریف

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی قہقہہ نہ لگایا، بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا صرف مسکرانا ہوتا تھا، یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہنسی میں آواز نہ ہوتی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا کھل کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ حلق کا کوا (۲) نظر آ سکے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صرف مسکراتے تھے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف باب الضحک)

---

۱ مدارج النبوۃ اور تنویر وغیرہ میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ ۱۲ منہ

۲ گوشت کا وہ ٹکڑا جو کہ حلق میں لٹکتا ہے، اسے عربی میں "لہات" اور اردو میں کوا کہتے ہیں۔ ۱۲

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی مجھے (حاضر دربار ہونے سے) نہ روکا اور جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔ (بخاری' مسلم' مشکوٰۃ' ترمذی)

موعظت

خیال رہے کہ تاجدار عرب وعجم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ ہنسنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ حدیث پاک میں ہے:

''زیادہ نہ ہنسا کرو' کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔'' (احمد' ترمذی' مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

اور ایسے ہی بہت کھل کر یعنی قہقہہ لگا کر نہ ہنسنا چاہئے کہ یہ بھی خلاف سنت ہے۔

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا تبسم سے زیادہ نہ ہوتا تھا۔ (شمائل ترمذی)

گریۂ مبارک

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گریۂ مبارک بھی تبسم مبارک کی طرح ہی تھا۔ یعنی آواز قطعاً بلند نہ ہوتی تھی' البتہ چشمان مبارک سے آنسو جاری ہو جاتے اور سینۂ اطہر سے ایک مخصوص آواز سنائی دیتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ انور سے ایسی آواز نکلتی تھی' جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا ہے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم (صحابہ) رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ابوسیف لوہار کے پاس گئے' وہ ابراہیم (ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی دایہ کے شوہر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابراہیم کو پکڑا' پھر بوسہ لیا اور سونگھا۔ جب ہم دوبارہ اس کے پاس گئے' تو ابراہیم حالت نزع میں تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ بھی روتے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''اے ابن عوف! بے شک یہ رحمت ہے۔'' اس کے بعد پھر روئے اور فرمایا: ''آنکھ آنسو بہاتی ہے' دل غمگین ہے' اس کے باوجود ہم صرف وہی کہیں گے' جس سے ہمارا خدا راضی ہو اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی میں غمگین ہیں۔'' (بخاری' مسلم' مشکوٰۃ)

موعظت

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چلا کر رونا سخت ناپسند تھا' البتہ! بغیر آواز کے یعنی صرف آنکھوں اور دل سے رونا خود رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بہت جگہ ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فوت ہوگئیں' تو عورتیں رونے لگیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو کوڑے سے منع کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے ہاتھ سے پیچھے ہٹایا اور فرمایا: اے عمر! ٹھہرو۔ پھر عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: ''شیطان کی آواز سے دور رہو' جو کچھ آنکھ اور دل سے ہو' وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو' وہ شیطان کی طرف سے ہے۔''

(رواہ احمد' مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

آلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا چلانا چلائے۔ (یعنی بین کرے) (بخاری، مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔ (سنن ابی داؤد)

مزاح فرمانا

شفیع معظم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کبھی کبھی مزاح فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے مزاحاً فرمایا: ''یَـــاذَا الْاُذُنَیْن'' (اور دو کانوں والے) (ترمذی، ابو داؤد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ میرے بھائی کے پاس ایک چھوٹا سا پرندہ تھا، وہ مر گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے مزاحاً فرمایا کرتے تھے: یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْر (اے ابی عمیر نغیر کہاں گیا؟) (''خلاصۂ حدیث'' بخاری، مسلم، ترمذی)

ایک بار ایک شخص بارگاہ نبوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں حاضر ہوا اور سواری کے لیے جانور مانگا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں تجھے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔'' اس نے عرض کیا کہ ''میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا؟'' حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (مسکراتے ہوئے) فرمایا (بھئی ہر) 'اونٹ' اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔'' (ترمذی، مشکوٰۃ، ابوداؤد)

ایک دفعہ ایک عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میرا شوہر بیمار ہے اور آپ کو بلاتا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا شوہر وہی ہے کہ جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے؟'' وہ عورت گھر گئی اور شوہر کی آنکھوں کو کھول کر دیکھنے لگی، اس

شخص نے پوچھا کیا کر رہی ہو؟'' تو وہ عورت کہنے لگی'' مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ تمہاری آنکھوں میں سفیدی ہے۔'' اس کے شوہر نے کہا تو بھی عجیب سادہ لوح عورت ہے ہر شخص کی آنکھوں میں سفیدی ہوتی ہے۔ (کیمیائے سعادت' تنویرالازہار)

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ایک بوڑھی عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) دعا فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے ام فلاں! جنت میں کوئی بوڑھی عورت داخل نہ ہو گی۔'' وہ عورت رونے لگی اور پلٹنے لگی تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اسے کہہ دو کہ جنت میں بڑھاپے کی حالت میں داخل نہ ہو گی' بلکہ حق تعالیٰ جل شانہ تمام اہل جنت عورتوں کو نوعمر کنواریاں بنا دیں گے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔'' اِنَّا اَنْشَاْنٰھُنَّ ..... الخ'' (شمائل ترمذی)

موعظت

جس طرح حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مزاح فرمانا ثابت ہے' ایسے ہی ترمذی شریف میں سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث سے ثابت ہے کہ محبوب کبریاء سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مزاح سے منع فرمایا۔

مشہور و معتبر شارح حدیث حضرت امام نووی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان روایات کی تطبیق یوں فرمائی کہ'' کثرت مزاح جو کہ سختی دل کا باعث بن جائے' یا اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد سے غافل کر دے یا کسی مسلمان کو ستانے اور دل آزاری کا سبب بن جائے' یا وقار و ہیبت کو گرا دے' یہ سب ممانعت میں داخل ہے' لیکن جو ان سب عیبوں سے خالی ہو اور محض

دوسرے کی دلداری ومسرت کا سبب ہو وہ مستحب ہے۔'' اس بیان کی تصدیق سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد گرامی سے بھی ہوتی ہے کہ (زیادہ مزاح کرنے سے آدمی دوسروں کی نظروں میں ذلیل ہو جاتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

اور دوسرا یہ کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی کوئی ایسی بات اور ایسا مزاح نہیں فرمایا کہ جس میں جھوٹ یا خلاف واقعہ بات ہو۔ چنانچہ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے صحابہ کرام نے بارگاہ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ) میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمارے ساتھ مزاح بھی تو فرما لیتے ہیں؟ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! مگر میں کبھی غلط بات نہیں کہتا۔'' (ترمذی شریف)

وہ مزاح جس میں جھوٹ ہو (جیسا کہ آجکل عام لطیفوں میں ہوتا ہے) گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ۝ (جھوٹوں پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہے) اس لیے ایسے مزاحوں سے گریز کرنا ضروری ہے جس میں جھوٹ کا شائبہ ہو یا کسی کی دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو۔

حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کے لیے خرابی ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے اس کے لیے ہلاکت ہے اس کے لیے ہلاکت ہے۔''

(احمد، ترمذی، ابوداؤد، دارمی، مشکوٰۃ)

ایسے ہی کسی مسلمان کی ہنسی اڑانا بھی جائز نہیں، اس کی بھی حدیث پاک میں بہت ممانعت آئی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ مذاق اڑانے والوں کو (قیامت کے دن) جنت کے ایک دروازے سے طلب کیا جائے گا، جب وہ داخل ہونے لگیں گے، تو پھر روک دیا جائے گا۔ اسی طرح کئی بار کیا جائے گا، حتی کہ وہ سمجھ جائیں گے کہ ہمارا مذاق اڑایا جا رہا

ہے۔۔(العیاذ باللہ تعالیٰ) یعنی وہ طلب کرنے پر بھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔
(کیمیائے سعادت امام غزالی وتفسیر مظہری' جلد نمبر ۵)

یہ ایسی صورت میں ہے کہ کسی کو دھوکے میں رکھ کر مذاق کیا جائے' یا جس سے مذاق کیا جارہا ہے' وہ برا مانے یا دوسرے مسلمان کو ذلیل کرنا مقصود ہو' لیکن اگر ایسا نہیں' بلکہ محض خوش طبعی ہو تو مضائقہ نہیں' جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دودھ کی کھیر پکائی۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں تشریف لائیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے فرمایا کہ کھیر کھاؤ' مگر انہوں نے انکار کر دیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھیر ان کے منہ پر مل دی۔ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درمیان میں تشریف فرما تھے۔ آپ علیہ السلام درمیان سے ہٹ گئے اور پھر حضرت سودہ نے حضرت عائشہ کے منہ پر کھیر مل دی' لیکن محبوب کبریاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے کسی کو کچھ نہ کہا' بلکہ دیکھ کر ہنستے رہے۔
(کیمیائے سعادت باب الکلام)

اخلاق کریمہ

دوسرے فضائل کی طرح حضور تاجدار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کریمہ میں بھی دوسرے تمام انسانوں سے ممتاز ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس صفت مبارکہ کو اللہ تعالیٰ نے ''عظیم'' فرمایا۔ اس جگہ یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ خلق کا معنی محض عاجزی یا انکساری ہی نہیں' بلکہ باطنی طور پر تمام انسانی کمالات کی کیفیتوں کا نام خلق ہے جس کی مثال اس طرح آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے کہ اگر کوئی آدمی دکھی انسانیت کی خدمت کرتا ہے' کسی گرے ہوئے کو اٹھاتا ہے یا کسی مظلوم کی مدد کرتا ہے' تو دل میں ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے' جسے ''رحم'' کہا جاتا ہے' ایسے ہی کسی ذاتی دشمن کو باوجود قوت کے معاف کر دیتا ہے اور انتقام نہیں لیتا' تو دل میں ایک قوت پیدا ہوتی ہے جسے ''عفو

اور صبر'' کہا جاتا ہے اور یوں ہی کسی ملک وملت یا دین و مذہب کے دشمن کے خلاف نبرد آزما ہوتا ہے' اسے مقابلہ کا چیلنج دیتا ہے اور جوانمردی کے ساتھ اس کا مقابلہ کرتا ہے' تو پیدا ہونے والی دلی کیفیت کا نام ''شجاعت'' ہوگا اور جب انسان ایسی تمام قوتوں کو عین موقع و محل پر استعمال کرے تو اسے خلق کہا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرما کر فرماتا ہے کہ اے پیارے محبوب!

اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْم — آپ بیشک بہت بڑے صاحب اخلاق ہیں

(القلم آیت ۵)

اور خود تاجدار انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ — میں محاسن اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف انتہائی عظیم اخلاق کے مالک ہیں' بلکہ تمام اقسام اخلاق مثلاً (۱) سخاوت' (۲) شجاعت (۳) رحم (۴) عفو (۵) صبر (۶) احسان (۷) صدق (۸) حوصلہ (۹) ادب (۱۰) حیاء (۱۱) امانت (۱۲) دیانت (۱۳) مروت (۱۴) اخوت (۱۵) غیرت (۱۶) استقامت (۱۷) عفت (۱۸) عدالت (۱۹) وفا (۲۰) حسن معاشرت (۲۱) زہد (۲۲) تقوی اور دیگر تمام محاسن اخلاق کی تکمیل کے لیے تشریف لائے اور یہ تمام صفات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

اگر اس جگہ مذکورہ بالا صفات حمیدہ پر تھوڑی تھوڑی بھی بحث کروں تو یقیناً مضمون طویل ہو جائے گا' جبکہ میرا ارادہ اس کتاب کو مختصر رکھنے کا ہے' اس لیے ذیل میں رحمت' عفو و صبر اور عدالت کے متعلق کچھ واقعات و احادیث مبارکہ نقل کرتا ہوں:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفت رحمت کے متعلق ارشاد ربانی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورۃ انبیاء) — اور نہیں بھیجا ہم نے (اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کو مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ مشرکوں کے لیے بددعا فرمائیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے جواباً فرمایا ''میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا' بلکہ رحمت کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' (مسلم' مشکوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میرا حال اور میری امت کا حال اس شخص کی مثل ہے جس نے آگ روشن کی' پھر ٹڈیاں اور پروانے اس آگ میں گرنے لگے' وہ شخص ان کو آگ سے ہٹاتا تھا۔ پس میں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے چھوٹتے ہو۔

(مسلم شریف باب شفقتہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علیٰ امتہ)

دس سن نبوی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شفیق چچا ابوطالب کی وفات ہوئی اور ان کی وفات کے تین یا پانچ روز بعد آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جاں نثار رفیقہ حیات اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا داغ مفارقت دے گئیں۔ ان دونوں کی وفات حسرت آیات سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہت غمزدہ ہوئے اور ہمیشہ اس سال کو ''عام الحزن'' یعنی غم کا سال قرار دے کر یاد فرمایا کرتے تھے۔ اسی سال رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ رسالت کے لیے طائف تشریف لے گئے۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیش کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفیق سفر تھے۔

آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں پہنچ کر بنی ثقیف کے سرداروں یعنی عبد یالیل اور اس کے بھائی مسعود اور حبیب کو دعوت اسلام دی' مگر ان بدنصیبوں نے اس دعوت اسلام کا انتہائی بری طرح جواب دیا۔ ایک بولا ''اگر خدا نے تجھے پیغمبر بنایا ہے تو وہ غلاف

کعبہ کو چاک کر رہا ہے۔'' (استغفر اللہ تعالیٰ) دوسرے نے کہا: ''کیا خدا کو پیغمبری کے لیے تیرے سوا اور کوئی نہ ملا'' (معاذ اللہ) جبکہ تیسرے کا جواب تھا: ''میں تجھ سے ہرگز کلام نہیں کر سکتا' کیونکہ اگر تو پیغمبری کے دعویٰ میں سچا ہے' تو تجھ سے گفتگو کرنا خلاف ادب ہے اور اگر تو جھوٹا ہے تو قابل خطاب ہی نہیں۔

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مایوس ہو کر واپس ہوئے' تو انہوں نے کمینے لوگوں اور غلاموں کو اکسایا' وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتے تھے اور تالیاں بجا کر مذاق اڑاتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں بہت سارے لوگ جمع ہو گئے اور صف باندھ کر راستے کے دونوں طرف کھڑے ہو گئے' جب تاجدار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چلنے لگتے' تو قدم مبارک اٹھاتے وقت وہ مبارک پاؤں (۱) پر پتھر برسانے لگتے' یہاں تک کہ نعلین (۲) مبارک خون سے بھر گئے۔ جب میرے آقا (فداہ امی و ابی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پتھروں کا شدید صدمہ پہنچتا' تو پاؤں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے' مگر وہ کمینے لوگ بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کر دیتے۔ جونہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قدم مبارک اٹھاتے۔ وہ ظالم پھر پتھروں کی بارش برسا دیتے۔ ساتھ ساتھ ہنستے اور مذاق بھی اڑاتے جاتے تھے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نثار ہو رہے تھے۔ کبھی بھاگ کر آگے ہوتے تو کبھی پیچھے' اور ان بدنصیبوں کے پتھروں کو اپنے جسم پر جھیلتے۔ یہاں تک کہ ان کا سر مبارک بھی پھٹ گیا۔ ثقیف کے ان کمینوں نے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ کے باغ تک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب کیا۔ باغ میں داخل ہو کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک انگور کی بیل کے سایہ میں تشریف فرما ہو گئے۔ عتبہ اور شیبہ اگرچہ اسلام کے بدترین دشمن تھے' مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ

---

۱ (اللہ اللہ جل شانہ) یہ وہی پائے انور ہیں کہ جن کو معراج کی رات حضرت جبریل علیہ السلام اپنے کافوری ہونٹوں سے بوسے دیتے اور ادبا اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے۔ ۲ جوتا شریف

علیہ وآلہ وسلم کی اس حالت پر ان کو بھی رحم آ گیا۔ انہوں نے اپنے عیسائی غلام ''عداس'' سے کہا کہ انگور کا خوشہ ایک پلیٹ میں رکھ کر ان کے پاس لے جا اور عرض کر کہ انگور تناول فرما لیں (عداس نے ایسا ہی کیا)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ شریف پڑھ کر انگور تناول فرمانے شروع کر دیئے۔ عداس متعجب ہو کر بولا کہ ان شہروں کے لوگ تو ایسا (یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) نہیں کہتے؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ ''تو کہاں کا رہنے والا ہے؟'' اس نے عرض کیا کہ ''نینویٰ'' کا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ''یونس بن متی'' کا شہر ہے۔'' عداس نے حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بھی میری طرح پیغمبر تھے۔ یہ سن کر عداس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور ایمان لے آیا۔

(سیرت ابن ہشام' مدارج النبوۃ)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا روز احد سے زیادہ سخت ترین دن آپ پر کوئی اور آیا؟'' فرمایا: بلاشبہ تمہاری قوم کی طرف سے جو دیکھا سو دیکھا' لیکن ان کی طرف سے جو روز عقبہ (طائف کے سفر میں) دکھ پہنچا ہے (وہ شدید ہے) جب میں نے اپنے آپ کو (ثقیف کے سردار) عبد یالیل بن کلال کے سامنے پیش کیا اور اسے دعوت اسلام دی' لیکن اس نے قبول نہ کیا' تو میں غم کی حالت میں سر جھکائے چل دیا اور (ان بدبختوں کے ناروا سلوک کی وجہ سے) ''قرن الثعالیب (۱)'' میں پہنچنے تک مجھے کوئی ہوش نہ تھا۔ وہاں پہنچ کر میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ اس

---

۱ ایک جگہ کا نام ہے جو اہل نجد کا میقات ہے۔

بادل میں مجھے جبرائیل امین علیہ السلام نظر آئے' انہوں نے مجھے مخاطب کر کے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی باتیں اور ان کا جواب ملاحظہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت میں ''ملک الجبال'' (پہاڑوں کے فرشتہ) کو آپ کے تابع فرمان بنا کر بھیجا ہے' آپ جو چاہیں' اسے حکم فرمائیں۔''

پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے سلام عرض کیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حق تعالیٰ نے آپ کی قوم کی باتیں سنیں' میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں (دنیا کے تمام پہاڑ میرے قبضہ میں ہیں) اگر آپ حکم صادر فرمائیں' تو میں ان (بدبختوں) پر ''اخشبین (۱)'' الٹ دوں؟ (اور کچل کر ہلاک کر دوں'') حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا (کہ میں نے کہا) کہ ''میں نہیں چاہتا بلکہ امید رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ جل شانہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اس کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔'' (بخاری و مسلم)

اس واقعہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثال رحمت' عفو اور صبر کا ثبوت ملتا ہے اور ایسے ہی فتح مکہ مشرفہ کے موقع پر جبکہ حضور سید عالم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شاندار فوج اور جاں نثار صحابہ کے جلو میں ایک عظیم فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے' تو وہ تمام لوگ جنہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ستانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا تھا۔ جو راستے میں کانٹے بچھاتے تھے' پتھر مارتے تھے۔ سر انور پر کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے' جنہوں نے قتل کے ارادے سے کاشانہ نبوی کا محاصرہ کر لیا تھا' جنہوں نے کئی بار حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سخت ترین جسمانی اور ذہنی تکالیف دیں۔ نماز کی حالت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جانوروں کی گندگی (اوجھری و گوبر وغیرہ) ڈال دیا کرتے تھے جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

---

(۱) اخشبین دو پہاڑ ہیں یعنی کوہ ابوقبیس اور کوہ قعیقعان' ان دونوں کے درمیان مکہ مشرفہ واقع ہے۔ ۱۲

صحابہ کو شہید کرنے والے تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کے گھروں کو لوٹ لیا تھا اور اہل ایمان کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جنہوں نے مدینہ منورہ میں بھی اہل اسلام کا پیچھا نہ چھوڑا تھا جو شان رسالتمآب میں علی الاعلان گستاخیاں کرتے تھے۔

آج جبکہ مکہ مکرمہ فتح ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) عجیب شان و شوکت کے ساتھ بیت اللہ شریف کے دروازے میں اس کی چوکھٹ کے بازوؤں کو پکڑے کھڑے ہیں۔ سامنے وہ تمام مجرم (کافر) جو کل تک اپنے آپ کو عظیم تصور کیے ہوئے تھے، سرنگوں بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سپاہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہتھیاروں سے مسلح موجود ہیں، کافروں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں، دل زور زور سے دھڑک رہے ہیں، حالت غیر ہے، جسموں پر لرزہ طاری ہے۔ رہ رہ کر کیے ہوئے ظلم یاد آ رہے ہیں، پتہ بھی ہلتا ہے تو دل اچھل کر حلق میں آ جاتا ہے۔ سوچتے ہیں کہ بس ایک ابرو کا اشارہ ہونے کی دیر ہے کہ مکہ مکرمہ کے گلی کوچے خون میں نہا جائیں گے اور ہمارے جسم خاک و خون میں تڑپتے ہوں گے۔ ہماری سہاگنیں بیوہ ہو جائیں گی اور بچے یتیم اور بے آسرا ہو جائیں گے، کیونکہ ہمارے جرم، ہمارے ظلم و ستم کہ جن سے انسانیت کی روح کانپ اٹھتی تھی، ناقابل معافی ہیں، وہ سب کے سب مجرم، وہ ظالم، وہ خونخوار اپنے عبرت ناک انجام کی سوچ میں غلطاں ہیں کہ معاً اس عربی تاجدار، اس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح کی گہرائیوں میں اتر جانے والی وہ جاں فزا آواز فضا میں گونجتی ہے، وہ کمال عفو و کرم کا مظاہرہ فرماتے ہوئے خود اپنی زبان وحی ترجمان سے اعلان فرما دیتے ہیں:

لَاتَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الْطُلَقَآءُ یعنی آج تم سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا، جاؤ تم سب کے سب آزاد ہو۔ (سبحان اللہ تعالیٰ و بحمدہٖ)

اندازہ کیجئے کہ ایسے عفو و کرم، ایسے خلق عظیم کی مثال پوری کائنات میں کہیں مل سکتی ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں، قیامت تک نہ مل سکے گی، یقیناً اس بے مثل خالق کائنات نے محبوب

بھی بے مثل ہی پیدا فرمایا۔

مگر اس جگہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ شاید آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حدود الٰہیہ میں بھی رعایت فرماتے تھے' نہیں ایسا نہیں' کیونکہ حدود الٰہیہ میں رعائت کرنا خلاف عدل ہے جبکہ عدل خود اخلاق کریمہ کی ایک صفت ہے۔

فتح مکہ کے بعد وہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک چوری کا مقدمہ پیش ہوا۔ یہ چوری ایک عورت نے کی تھی' جس کا نام فاطمہ بنت الاسود تھا۔ یہ عورت حضرت ابوسلمہ بن عبد الاسد کی بھتیجی اور قبیلہ مخزوم کے ایک اونچے خاندان سے متعلق تھی۔ چوری ثابت ہو جانے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرما دیا۔ اس پر اس کی قوم کو وحشت ہوئی' وہ محبوب ومقرب بارگاہ رسالت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافی منت سماجت کر کے خدمت اقدس میں لائے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سزا میں نرمی کے متعلق گزارش کی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے اسامہ! تم حدود الٰہیہ کے نفاذ میں سفارش کرتے ہو؟'' حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا اور غضب وجلال کو ملاحظہ فرمایا تو فوراً عرض کرنے لگے یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھ سے غلطی ہوگئی ہے' مجھے معاف فرمایئے اور میرے لیے استغفار فرمایئے کہ مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! خبردار ہو جاؤ' پچھلی امتیں اسی بناء پر ہلاک ہوئیں کہ جب ان کے کسی بڑے سے گناہ سرزد ہو جاتا' تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب کسی کمزور سے گناہ سرزد ہوتا تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ مجھے اس رب العزت کی قسم ہے کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر فلاں (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ اپنے اہل بیت کی ایک انتہائی معزز خاتون کا ذکر

فرمایا) بھی چوری کرتی، تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ کٹوا دیتا، پھر حد جاری کر دی گئی۔
(مدارج النبوۃ وغیرہ)

آرام فرمانے (سونے) کا ذکر

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آرام فرماتے (سوتے) تو اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

رَبِّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ (شمائل ترمذی) اے پروردگار! مجھے قیامت کے دن اپنے عذاب سے بچائیو۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم داہنی جانب قبلہ رو ہو کر اور رخسار انور کو دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھتے تھے (مدارج النبوۃ، جلد اوّل)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم روزانہ رات کو جب بستر پر لیٹتے، تو دونوں ہاتھ دعا مانگنے کے انداز میں اٹھاتے۔ پھر ان پر قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دم فرماتے اور تمام جسم انور پر جہاں جہاں ہاتھ جاتا، پھیر لیا کرتے تھے، ایسے ہی تین مرتبہ فرماتے۔ ابتداء سر اقدس اور رخ انور سے فرماتے، پھر بدن کا اگلا حصہ، پھر بقیہ بدن۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (دوران سفر) اخیر شب کہیں ٹھہرتے، تو دائیں کروٹ پر لیٹ کر آرام فرماتے اور اگر ٹھہرنا صبح کے قریب ہوتا تو اپنا دایاں بازو کھڑا کرتے اور ہتھیلی پر سر رکھ کر آرام فرماتے۔ (ترمذی شریف)

موعظت

علماء کرام فرماتے ہیں کہ سونے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر داہنی طرف چہرہ کرے اور دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے ہو یعنی جو طریقہ سنت ہے۔ اس کے بعد سیدھے لیٹنا یا بائیں جانب لیٹنا ہے لیکن اوندھے منہ لیٹنا منع ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔'' (ترمذی شریف)

حضرت ابوذر (جندب) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور پاؤں سے ٹھوکر مار کر فرمایا: اے جندب! (ابوذر) یہ جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا جس کے گرد اگرد منڈیر نہ ہو۔ (سنن ابی داؤد)

اور ایسے ہی نماز عصر کے بعد سونے سے منع فرمایا۔

☆☆☆☆☆☆

باب چہارم

بستر مُبارک ولباس مقدس

بستر مبارک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ شہنشاہ کونین تھے، مگر آپ کا بستر مبارک بادشاہوں کی طرح پرتکلف نہیں، بلکہ انتہائی سادہ ہوتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آرام فرمانے (سونے) کا بستر چمڑے کا ہوتا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔ (بخاری، مسلم، شمائل ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ آپ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بستر مبارک کیسا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: کہ چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ کے گھر آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بستر مبارک کیسا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم بچھا دیتے۔ ایک رات مجھے خیال ہوا کہ اسے چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی کر دیا۔ صبح کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات میرے نیچے کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے عرض کیا وہی

روزانہ استعمال کا بستر تھا' البتہ! میں نے اسے چوہرا کر دیا تھا تا کہ نرم ہو جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اس کو پہلے حال پر ہی رہنے دو'' (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس انصاری عورت آئی اس نے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بستر شریف دیکھا' تو اپنے گھر سے میرے پاس ایک ایسا بستر بھیجا کہ جس میں اُون بھری ہوئی تھی۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تو فرمایا ''اے عائشہ یہ کیا؟'' تو میں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری عورت آئی تھی' اس نے آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا بستر شریف دیکھا' تو اس نے یہ بستر بھیج دیا۔ فرمایا ''اے عائشہ! اسے واپس کر دو۔'' پھر فرمایا: ''اگر میں چاہتا تو میرے پاس اللہ تعالیٰ سونے اور چاندی کے پہاڑ بھیج دیتا۔''

(مدارج النبوۃ عن البیہقی)

امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں' ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک چٹائی پر آرام فرما تھے اور چٹائی کے نشانات پہلوئے مبارک پر پڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر پر سوائے تہبند شریفہ کے اور کچھ نہ تھا اور کاشانۂ اقدس کے ایک گوشے میں ایک صاع (۱) کے قریب جو پڑے تھے اور ایک کھال (۲) دیوار پر آویزاں تھی۔ یہ

---

۱ ایک پیمانہ ہے' علماء محققین کے نزدیک اس کا وزن ۳۵۱ تولے ہے۔ ۱۲

۲ (اللہ جل شانہ) شہنشاہ کونین محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کاشانۂ انور کی اس وقت ظاہراً یہی کائنات تھی کہ تھوڑے سے جَو' ایک کھجور کی چٹائی' ٹاٹ کا تکیہ (مدارج النبوۃ) ایک کھال اور بعض روایتوں میں ایک کوزہ بھی۔ یہی سادہ سا کاشانۂ انور جس کی دیواریں کھجور کی شاخوں یا مٹی کے ڈھیلوں کی بنی ہوئی تھیں اور چھت بھی کھجور کے پتوں کی تھی۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنا بلند مقام رکھتا ہے کہ فرشتہ بھی بلا اجازت داخل نہیں ہو سکتا۔ (سبحان اللہ تعالیٰ) ۱۲

دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے خطاب کے بیٹے! تمہیں کس چیز نے رلایا؟'' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ''یا نبی اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) میں کیوں نہ روؤں، جبکہ قیصر و کسریٰ باغوں اور نہروں میں سونے کے تختوں پر ریشم کے بستروں پر آرام کریں اور آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اللہ تعالیٰ کے محبوب چٹائی پر اس حال میں آرام فرمائیں۔'' فرمایا: ''اے خطاب کے بیٹے! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دنیا ان کے لیے ہو اور آخرت ہمارے لیے۔'' (مدارج النبوۃ قدرے اختصار سے، بخاری و مسلم میں بھی) اور یہ بھی منقول ہے کہ اگر بستر بچھا دیا جاتا تو ٹھیک، ورنہ ایسے ہی زمین پر استراحت فرما لیتے۔ (مذکورہ)

موعظت

حضور اکرم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مذکورہ بالا ارشاد گرامی سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان پر لازم ہے کہ ہمیشہ اپنی آخرت کو مدنظر رکھے۔ دنیا کی زیب و زینت میں مشغول نہ ہو جائے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پکڑا اور فرمایا: ''تو دنیا میں اس طرح رہ گویا کہ تو مسافر ہے یا راہ گزرنے والا ہے اور (ہمیشہ) اپنے آپ کو اہل قبور (مردوں) میں شمار کر۔'' (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت خیر الوریٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر دنیا کی قدر و عزت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی، تو کسی کافر کو اس میں سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ (ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

آلہ وسلم ایک بکری کے مرے ہوئے بچے کے پاس سے گزرے جس کے کان چھوٹے چھوٹے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ) کو فرمایا: ''تم میں سے کون چاہتا ہے کہ اس کو ایک درہم کے بدلہ میں لے لے۔'' صحابہ کرام نے عرض کی کہ ہم تو کسی چیز کے عوض (بلکہ مفت) بھی اس کو نہیں لیتے۔ فرمایا: ''خدائے لم یزل کی قسم! اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جتنا تمہارے نزدیک یہ (مرا ہوا بچہ) ذلیل ہے۔'' (مسلم)

تکیہ مبارک

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا جو بائیں جانب رکھا ہوا تھا (شمائل ترمذی)

حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تکیہ مبارک کہ جس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگاتے تھے' چمڑے کا تھا جس میں کھجور کا پوست بھرا ہوا تھا۔ (صحیح مسلم شریف' مشکوٰۃ شریف)

حضرت خیر الوریٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تکیہ کے علاوہ بعض دوسری چیزوں سے بھی ٹیک لگائی' مثلاً مسجد نبوی شریف میں جب کہ ابھی منبر شریف نہ بنا تھا' تاجدار عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ بیان فرمایا کرتے تھے جب منبر شریف بن گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر جلوہ افروز ہو گئے تو وہ تنا جس سے پہلے ٹیک لگایا کرتے تھے' اس سے اس طرح رونے کی آواز آنے لگی جس طرح اونٹنی روتی ہے' اس کے رونے میں اتنا سوز تھا کہ صحابہ کرام پر رقت طاری ہو گئی' وہ بھی رونے لگے۔ (ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ ڈر تھا کہیں تنا پھٹ نہ جائے) حضور رحمتہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف سے نیچے اترے اور اس تنے

کو اپنی آغوش میں لے لیا' تو وہ تنا خاموش ہو گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے قسم ہے اس ذات مقدسہ کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے' اگر میں اس کو اس طرح چمٹا نہ لیتا تو یہ قیامت تک میرے (علیحدہ ہونے کے) غم میں روتا رہتا۔'' پھر اس تنے سے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو تجھے میں وہاں لگا دوں' جہاں تو پہنچا تھا اور پہلے کی طرح (سرسبز وشاداب) ہو جائے۔ اگر چاہے تو تجھے جنت میں لگا دوں' جہاں جنت کی نہریں تجھے سیراب کریں اور اولیاء اللہ تیرا پھل کھائیں۔ پھر دوبارہ فرمایا ٹھیک ہے' میں نے قبول کیا' ٹھیک ہے میں نے قبول کیا۔ کسی نے عرض کیا کہ یا نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تنے نے کیا عرض کیا؟ فرمایا: ''اس نے جنت میں لگایا جانا پسند کیا'' چنانچہ حکم نبوی کے مطابق اس تنے کو منبر شریفہ کے پاس ہی دفن کر دیا گیا۔

(مثنوی مولانا روم' خصائص الکبریٰ ۱)

بعض دفعہ کمزوری کی حالت میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے بھی ٹیک لگایا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آخری مرض میں میرے ساتھ ٹیک لگائی' اور آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی رحلت بھی میری آغوش میں ہوئی۔ (مدارج النبوۃ)

اسی مرض شریفہ میں حضرت امیر المومنین سیّدنا علی المرتضیٰ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ٹیک لگانا بھی ثابت ہے۔ ایسے ہی بعض دوسرے صحابہ سے اور جنگ احد میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ٹیک لگا کر ایک چٹان پر چڑھے تھے۔

(مدارج النبوۃ وشمائل ترمذی)

موعظت

تکیہ وغیرہ کے ساتھ ٹیک لگانا جائز بلکہ سنت ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے' لیکن ہاتھ کو پشت

---

۱ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس باب میں تیرہ روائتیں نقل فرمائیں' جن کا خلاصہ اوپر درج کیا گیا ہے۔ ۱۲ منہ

کے پیچھے کھڑا کر کے ٹیک لگانا درست نہیں۔ حضرت عمرو بن شریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے گزرے۔ میں اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے کیے اس پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (مجھے) فرمایا: ''کیا تو ان لوگوں کی طرح بیٹھتا ہے کہ جن پر (اللہ تعالیٰ کا) غضب نازل ہوا۔''

(سنن ابی داؤد، مشکوٰۃ)

لباس مقدس

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عموماً سادہ اور کم قیمت والا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی (بیان جواز کے لے) بڑھیا لباس بھی استعمال فرماتے، مگر جلدی ہی اتار کر اسے کسی کو عنایت فرما دیتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یمنی دھاری دار چادر جسے عربی میں (حِبَرَہ) کہتے ہیں، بہت پسند تھی اور ایسے ہی کرتہ بھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب ترین لباس حبـــــرہ (دھاری دار یمنی چادر) تھی۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ کتاب اللباس)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سرخ (دھاری دار) حلہ زیب تن فرماتے ہوئے دیکھا۔ میں بار بار کبھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا اور کبھی چاند کو۔ میرے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چاند سے بہت زیادہ حسین تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رومی جبہ زیب تن فرمایا، جس کی آستین تنگ تھی۔ (ترمذی، بخاری، مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کا پسندیدہ ترین لباس کرتہ تھا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی قمیص کی آستین پہونچے (گٹھ) تک تھی۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حضرت ابورمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو دو چادریں پہنے ہوئے دیکھا کہ جن کا رنگ سبز تھا۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیوند لگی ہوئی کملی اور موٹا سا تہبند نکالا اور کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات انہیں کپڑوں میں ہوئی۔ (بخاری، مسلم)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک کسروانی جبہ نکالا جس کے گریبان اور چاکوں پر ریشم کی گوٹ لگی ہوئی تھی۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ مبارک ہے جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا۔ جب ان کا انتقال ہوا، تو میں نے لے لیا اور ہم اسے دھو کر بیماروں کو شفا کے لیے پلاتی ہیں (۱)۔ (مسلم شریف)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کبھی کالی کمبلی بھی اوڑھی (۲) تھی۔

(مدارج النبوۃ و ترمذی عن عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

موعظت

مردوں کے لیے سفید لباس زیادہ بہتر ہے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

۱ سبحان اللہ تعالیٰ! محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ جن کے جبہ مبارکہ کے دھوون کے وسیلہ سے بیمار شفایاب ہوتے تھے خود کتنے بلند مرتبے والے ہیں۔ ۱۲

۲ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پائجامہ استعمال فرمایا یا نہیں، اس میں قدرے اختلاف ہے، ہاں! البتہ احادیث مبارکہ سے یہ ضرور ثابت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پائجامہ خرید بھی لیا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ اچھا لباس ہے، لیکن زیب تن فرمانا صراحتاً ثابت نہیں۔ اس سلسلے میں شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں کافی بحث فرمائی ہے اگر شوق ہو تو ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ وہ زیادہ صاف ستھرے ہیں اور انہی (سفید کپڑوں) میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔'' (شمائل ترمذی)

مرد کے لیے سفید کے علاوہ دوسرے رنگ بھی جائز ہیں، لیکن سرخ (۱) اور زعفرانی رنگ کے کپڑوں کی ممانعت آئی ہے، البتہ عورتوں کو اجازت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص سرخ کپڑے پہنے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ پر زعفرانی رنگ کے دو کپڑے دیکھے تو فرمایا: ''یہ کفار کا لباس ہے، ان کپڑوں کو مت پہنا کرو۔'' میں نے عرض کیا کہ ''ان کو دھو لیتا ہوں۔'' فرمایا (نہیں) ''بلکہ ان کو جلا دو۔''
(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

مدارج النبوۃ میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: میرے جسم پر سرخ لباس تھا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا ''یہ کفار کا لباس ہے، اسے نہ پہنو۔''

مردوں کے لیے ریشم پہننا بھی حرام ہے، سوائے اس کے کہ کسی کپڑے کو ریشم کی کناری (۲) لگی ہو جیسا کہ قبل ازیں گزر چکا کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جبہ انور کو ریشم کی کناری لگی ہوئی تھی، البتہ! عورتوں کے لیے سرخ اور زعفرانی رنگ کی طرح ریشم بھی جائز ہے۔

---

۱ جن روایات میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کرام کی نسبت سرخ لباس پہننے کا ذکر ہے، وہاں محض سرخ نہیں، بلکہ سرخ دھاریوں والا مراد ہے---(واللہ تعالیٰ اعلم) (مدارج النبوۃ) ۱۲ منہ

۲ خیال رہے کہ یہ کناری چار انگل سے زیادہ چوڑی نہ ہو اور ایسے ہی اگر ریشم کا پیوند لگا ہو تو وہ بھی چار انگل سے زیادہ چوڑا نہ ہو۔ تفصیل کے لیے کتب فقہ کا مطالعہ فرمائیں۔ ۱۲

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ریشم اور سونا میری امت کی عورتوں کو (پہننا) حلال ہے اور مردوں کے لیے (پہننا) حرام ہے۔'' (ترمذی شریف)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں سرخ دھاری دار ریشمی جوڑا پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مجھے عنایت فرما دیا۔ میں نے اسے پہن لیا' تو میں نے رخ انور پر غصے کے آثار دیکھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے فرمانے لگے: ''میں نے یہ تمہارے پہننے کے لیے نہیں بھیجا تھا' بلکہ اس لیے بھیجا تھا کہ پھاڑ کر عورتوں کے درمیان اوڑھنیاں تقسیم کردو۔''

(صحیح بخاری شریف' مسلم شریف)

حضرت عمر' حضرت انس' حضرت زبیر اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں ریشم پہنتا ہے' آخرت میں نہیں پہنے گا۔'' (بخاری شریف وصحیح مسلم)

لباس کیسا ہونا چاہئے؟ اس میں کوئی خاص پابندی نہیں' لیکن ایسا نہ ہو کہ جسے پہن کر ریاکاری (۱) یا تکبر پیدا ہو اور نہ ہی عورتوں کا لباس مردوں جیسا ہو اور نہ ہی مردوں کا لباس عورتوں جیسا ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو چاہے کھا اور جو چاہے پہن' جب تک دو باتیں نہ ہوں' فضول خرچی اور تکبر۔''

(بخاری شریف)

---

۱ ریاکاری اس طرح بھی کہ کم قیمت کا لباس پہنے اور یہ خیال کرے کہ لوگ مجھے دیکھیں گے تو تارک الدنیا خیال کریں گے اور تکبر یوں کہ بڑھیا لباس پہنے اور خیال کرے کہ لوگ دیکھیں گے' تو بڑا امیر سمجھیں گے اور یوں میری عزت ہوگی اور لوگ میرے سامنے حقیر ہوں گے۔ ۱۲ (واللہ تعالیٰ اعلم)

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کھاؤ' پیو' صدقہ کرو اور پہنو جب تک اسراف اور تکبر کی آمیزش نہ ہو۔''
(احمد' نسائی' ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا' وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' ایک شخص نے عرض کیا کہ: ''کسی کو یہ پسند ہوتا ہے کہ کپڑے اچھے ہوں' جوتے اچھے ہوں۔'' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جمیل ہے' جمال کو دوست رکھتا ہے (یہ تکبر نہیں بلکہ) تکبر نام ہے حق سے سرکشی اور لوگوں کو حقیر جاننے کا۔'' (صحیح مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں جیسا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مردوں جیسا لباس پہنتی ہے۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں سے تشبہ کریں اور ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں سے تشبہ کریں۔ (سنن ابی داؤد)

شلوار' پائجامہ یا چادر وغیرہ پہنتے وقت یہ خیال ضرور رکھا جائے کہ مردوں کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے نہ ہو' البتہ عورتیں قدموں کی پشت تک لٹکائیں گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور تاجدار انبیاء' محبوب کبریاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک ہے' ان کے اور ٹخنوں کے درمیان میں بھی حرج نہیں اور اس سے جو نیچے ہو' آگ ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو از راہ تکبر تہبند کو زمین پر گھسیٹے۔'' (سنن ابی داؤد۔ سنن ابن ماجہ)

عمامہ شریف

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ مبارک نہ تو بہت بڑا ہوتا تھا اور نہ ہی بہت چھوٹا بلکہ متوسط ہوتا تھا۔ عمامہ شریف کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب آقائے نامدار تاجدار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عمامہ شریف باندھتے تو اپنے دونوں کندھوں کے درمیان شملہ چھوڑتے۔ (ترمذی شریف)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا وہ منظر میرے سامنے ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس وقت سیاہ عمامہ سر انور پر تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان تھا۔ (صحیح مسلم، سنن نسائی)

سید عالم شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سفید، سیاہ اور زرد رنگ، کا عمامہ استعمال فرمایا، مگر سفید عمامہ بکثرت پہنا کرتے تھے۔ (تنویر الازہار، ترجمہ نور الابصار)

موعظت

عمامہ باندھنا سنت ہے۔ عمامہ باندھ کر نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ روح دو عالم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمامہ باندھنا اختیار کرو، کیونکہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس (کے شملہ) کو پیٹھ کے پیچھے لٹکا لو۔" (مشکوٰۃ، بیہقی)

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو پگڑی بندھوائی اور اس کا شملہ میرے آگے اور پیچھے لٹکا دیا۔

(سنن ابوداؤد)

حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے اور مشرکوں کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے باندھنا (۱) ہے۔'' (ترمذی شریف)

حضرت ابو کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی ٹوپیاں سر کو لگی ہوئی ہوتی تھیں۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

کتب فقہ میں ہے کہ بغیر شملہ کے عمامہ باندھنا بھی خلاف سنت ہے۔

خاتم (انگوٹھی) مبارک

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (پہلے) سونے کی انگوٹھی پہنی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کو دائیں ہاتھ میں پہنا، پھر اس کو پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی پہنی جس پر محمد رسول اللہ کے الفاظ منقش تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری انگوٹھی کے نقش کو کوئی نہ کھودے۔ (۲) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کرتے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کو خط تحریر فرمانے کا ارادہ فرمایا تو عرض کیا گیا کہ وہ مہر کے بغیر خط قبول نہیں کرتے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر محمد رسول اللہ نقش کیا گیا۔ (مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگوٹھی اس انگلی میں پہنی، یہ کہہ کر انہوں نے اپنے ہاتھ کی چھنگلیا کی طرف اشارہ کیا۔ (مسلم)

---

۱ یعنی ہم ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں اور مشرک بغیر ٹوپی کے۔ ۱۲

۲ یعنی اپنی انگوٹھی پر ''محمد رسول اللہ'' نہ لکھوائے، کیونکہ انگوٹھی بطور مہر استعمال ہوتی تھی۔ ایسی صورت میں مہر کے مشتبہ ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) ۱۲

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

(ابی داؤد، ونسائی عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)

تنویر الازہار میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی پہنی جس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا۔ عقیق کے نگینے والی بھی پہنی، کبھی دائیں ہاتھ میں اور کبھی بائیں ہاتھ میں، لیکن زیادہ دائیں میں پہنتے اور نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے۔

شمائل ترمذی میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی انگوٹھی کا نگینہ حبشی (نگ) تھا اور ایسے ہی بخاری و مسلم میں ہے۔

موعظت

مرد صرف اور صرف چاندی کی انگوٹھی کہ جس کا وزن ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو، پہن سکتا ہے۔ علاوہ ازیں کسی بھی دھات کی انگوٹھی جائز نہیں، البتہ عورتیں سونا اور چاندی دونوں استعمال کر سکتی ہیں۔ (کتب فقہ)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی سے کہ جس نے پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، فرمایا: ''مجھے کیا ہے کہ مجھے تجھ سے بتوں کی بو آتی ہے۔'' اس شخص نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا۔ پھر حاضر ہوا تو لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا ہے میں تجھ پر دوزخیوں کا لباس دیکھ رہا ہوں۔'' اس شخص نے اس کو بھی پھینک دیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ ''فرمایا: چاندی کی اور ایک مثقال (۱) پورا نہ کر۔''

(ترمذی، ابوداؤد، مسلم)

---

۱ مثقال تولنے کا ایک وزن ہے جو عرف عام میں اور ہم (تقریباً ۴ ماشہ) کا ہوتا ہے (مصباح اللغات) ۱۲

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی' تو اس کے ہاتھ سے نکال کر پھینک دی اور فرمایا'' (کیا) تم میں سے کوئی ارادہ کرتا ہے اور آتش دوزخ کا انگارہ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے؟'' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی اٹھالے اور (بیچ کر) فائدہ حاصل کرلے' تو اس شخص نے جواباً کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اس انگوٹھی کو کبھی نہ اٹھاؤں گا' کیونکہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پھینک دیا ہے۔'' (مسلم شریف)

موزے و نعلین[1] مبارک

حضرت ابن بریدہ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ نجاشی نے بارگاہ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ) میں دو سیاہ رنگ کے سادہ موزے بھیجے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پہن لیا۔ (ابن ماجہ) پھر وضو کیا اور ان پر مسح فرمایا۔ (ترمذی)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو موزے خدمت فیض درجت میں حاضر کیے (ایک دوسری روایت میں ہے کہ جبہ بھی پیش کیا) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پہنا' یہاں تک کہ وہ پھٹ

---

[1] نعلین مبارک کی تعریف اور فیوض و برکات میں علماء کرام (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے) نے مستقل رسائل تصنیف فرمائے۔ یہاں اختصاراً کچھ برکات عرض کیے دیتا ہوں: مواہب لدنیہ میں ہے کہ اگر نقش نعل مبارک کو درد کے مقام پر رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ درد سے نجات عطا فرماتا ہے۔ پاس رکھنے سے راستے کی لوٹ مار سے حفاظت ہوتی ہے اور ایسے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ شیطان اور حاسدوں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (مدارج النبوۃ) رزق حلال میں اگر نقش نعل مبارک رکھا جائے تو بڑی برکت حاصل ہوتی ہے' چوری سے مال محفوظ رہتا ہے۔ اگر وضع حمل کے وقت نقش نعلین مبارک عورت کے ہاتھوں میں دیا جائے تو اللہ تعالیٰ آسانی فرما دیتا ہے۔ اگر دھو کر پیا جائے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ لاعلاج امراض کو شفا عطا فرما دیتا ہے۔ (کتب عملیات و وظائف)

گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی تحقیق نہ فرمائی کہ ذبح شدہ جانور کی کھال کے تھے یا غیر مذبوح کی کھال کے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے نعلین مبارک (جوتا شریف) کے تسمے دوہرے تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مبارک کیسے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہر نعل (جوتا شریف) میں دو دو تسمے تھے۔ (ترمذی شریف)

حضرت عیسیٰ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں دو جوتے نکال کر دکھائے ان پر بال نہیں تھے۔ مجھے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ وہ دونوں نعلین مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ (مذکورہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے نعلین مبارک پہنے دیکھا کہ جن پر بال نہیں تھے۔ (صحیح بخاری شریف)

موعظت

موزے یا جوتے پہننا سنت (۱) بھی ہے اور فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم بھی، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنگ میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ جوتے بہت زیادہ لے لیا کرو کیونکہ آدمی جب تک جوتے پہنے رہتا ہے گویا سوار ہوتا ہے۔ (مسلم)

موزہ (چمڑے کی جراب) کو پہننے سے پہلے ضرور جھاڑ لینا چاہئے۔ حضرت ابن عباس اور ابو امار رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت

---

۱ کبھی کبھی ننگے پاؤں چلنا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے جیسا کہ سنن ابی داؤد میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ظاہر ہے۔ ۱۲

کے نیچے تشریف فرما تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے موزے طلب فرمائے۔ ابھی ایک موزہ ہی پہنا تھا کہ ایک کوا آیا اور دوسرا موزہ لے اڑا۔ تھوڑا اوپر جا کر اس نے موزے کو زمین پر پھینک دیا' تو اس میں سے ایک سیاہ سانپ نکلا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کرامت سے اللہ تعالیٰ نے میرا اکرام فرمایا ہے۔ نیز فرمایا: ''جو کوئی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ موزے جھاڑ کر پہنے۔'' ملخصاً (خصائص الکبریٰ جزء ثانی)

جوتا پہننے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دائیں سے پہننا شروع کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے جوتا پہنے تو دائیں سے ابتدا کرنی چاہئے اور جب نکالے تو بائیں سے پہلے نکالے۔ دایاں پاؤں جوتا پہننے میں مقدم اور نکالنے میں موخر ہونا چاہئے۔'' (بخاری' مسلم' ترمذی)

یہ اصول یعنی دائیں کو مقدم کرنا صرف جوتے کے ساتھ خاص نہیں' بلکہ ہر وہ چیز جس کا پہننا زینت و آرام کے لیے ہو' مثلاً لباس وغیرہ یا استعمال کرنا جیسے مسواک یا کنگھی وغیرہ' ہر ایک میں دائیں کو مقدم رکھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کنگھی فرمانے' جوتا شریف پہننے اور اعضاء وضو دھونے میں حتی الوسع دائیں کو پسند (یعنی مقدم) فرمایا کرتے تھے۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

تیل اور کنگھی کا استعمال فرمانا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اپنے سر انور کو کثرت سے تیل لگاتے تھے اور اپنی داڑھی شریف کو کنگھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر مبارک پر (عمامہ کے نیچے) ایک کپڑا

رکھتے۔ وہ کپڑا زیادہ تیل لگنے کی وجہ سے تیلی کا کپڑا معلوم ہوتا تھا۔ (مشکوٰۃ، شمائل ترمذی)

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کنگھی گاہے گاہے فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی شریف)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جن باتوں کا حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو (اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے) حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان امور میں اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے۔ اہل کتاب مانگ نہیں نکالتے تھے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہلے ''سدل'' فرماتے یعنی مانگ نہ نکالتے تھے، پھر مانگ نکالنے لگے۔ (صحیح مسلم وصحیح بخاری)

موعظت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے بال ہوں، وہ ان کا اکرام کرے۔'' (یعنی دھوئے، تیل لگائے اور کنگھی کرے)۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا، مگر کبھی کبھی (۱) (کرنے سے منع نہیں فرمایا)

(ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

حضرت عطاء بن یسار فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تھے کہ ایک آدمی جس کے سر اور داڑھی کے بال پراگندہ (بکھرے ہوئے) تھے، مسجد میں داخل ہوا۔ حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دست مبارک سے اشارہ فرمایا اور بال سنوارنے کا حکم دیا۔ اس نے اپنے بال سنوارے، پھر حاضر ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا یہ بہتر نہیں ہے؟ اس بات سے کہ تم

---

۱ یعنی یوں نہ کرے کہ ہر وقت بال ہی سنوارتا رہے، جیسا کہ آجکل بعض نوجوانوں کی عادت ہے کہ جیب میں کنگھی رکھتے ہیں اور دن میں معلوم نہیں کتنی بار بال سنوارتے ہیں۔ ۱۲

میں سے کوئی اس حال میں حاضر خدمت ہو اور اس کے سر کے بال پراگندہ ہوں، گویا کہ وہ شیطان ہے۔" (مشکوٰۃ)

سرمہ اور خوشبو کا استعمال فرمانا

حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سرمہ یا خوشبو کی ضرورت نہ تھی، کیونکہ چشمان مبارک قدرت الٰہی سے ہمیشہ سرگیں رہتی تھیں اور ایسے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم انور سے ہر وقت بھینی بھینی خوشبو مہکتی رہتی تھی، بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک اتنا خوشبودار تھا کہ دنیا کی کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی، جیسا کہ اسی کتاب میں "ذات گرامی کا پسینہ کے تحت گزر چکا ہے، مگر پھر بھی تعلیم امت کے لیے حضور آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سرمہ اور خوشبو کا استعمال فرمایا۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اثمد (۱) سرمہ کو آنکھ میں ڈالا کرو، اس لیے کہ وہ آنکھ کی روشنی کو تیز کرتا ہے اور پلکیں بھی زیادہ اگاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی، جس میں سے ہر رات تین تین سلائی سرمہ دونوں آنکھوں میں ڈالا کرتے تھے۔ (ترمذی شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سقہ (ایک خوشبو کی چیز) تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس میں سے خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوشبو کو رد (۲) نہ فرماتے تھے۔ (ترمذی شریف)

---

۱ اثمد ایک پتھر ہے، جس سے سرمہ بنایا جاتا ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ ہر کسی کی آنکھ کو اس سرمہ سے نفع نہیں پہنچتا۔ اگر کسی کی آنکھ کو اس سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہو تو قصور آنکھ کا ہے نہ کہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا۔ ۱۲ منہ ۲ یعنی اگر کوئی خدمت میں پیش کرتا تو قبول فرما لیتے تھے۔ ۱۲

موعظت

اثمد سرمہ کی تعریف میں کئی اور روائتیں بھی ہیں' مگر یہ خیال رہے کہ بیمار آنکھوں کو اثمد سے نفع نہیں ہوتا۔ اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا سرمہ سنت سمجھتا ہوا استعمال کرے گا' تو انشاء اللہ سنت پر عمل کرنے کا ثواب ہوگا۔ (کتب فقہ)

البتہ! سیاہ سرمہ یا کاجل مرد کو زینت کی نیت سے لگانا مکروہ ہے۔ اگر زینت مقصود نہ ہو تو مکروہ نہیں (کتب فقہ) اور ایسے ہی مرد کو خوشبو بھی ایسی ہی استعمال کرنی چاہئے جس میں رنگ نہ ہو اور خوشبو ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مردانہ خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو پھیلتی ہو اور رنگ غیر محسوس ہو اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کے رنگ ظاہر ہوں اور خوشبو غیر محسوس ہو۔ (سنن نسائی و ترمذی شریف)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سفر سے اپنے گھر والوں کے پاس آیا۔ میرے دونوں ہاتھ پھٹ گئے تھے۔ گھر والوں نے میرے ہاتھوں پر زعفران ملی ہوئی خوشبو کا لیپ کر دیا۔ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو تاجدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سلام کا جواب نہ دیا (اور ہاتھوں کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا: ''جا اور جا کر دھو ڈال۔'' (ابوداؤد)

ہدیہ کا قبول کرنا سنت (۱) ہے خصوصاً خوشبو' دودھ اور تکیہ کا۔ جیسا کہ حدیث پاک

---

۱ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس پر بدلہ بھی عنایت فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی) ربیع بنت معوذ کو تھوڑی سی کھجوریں اور ککڑیاں پیش کرنے پر لب بھر کر سونا اور زیورات عطا فرمائے۔ (ترمذی) ۱۲

میں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں نہیں لوٹانی چاہئیں۔ تکیہ، خوشبو اور دودھ۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو ریحان (از قسم خوشبو) دیا جائے اسے یہ چاہئے کہ رد نہ کرے کیونکہ یہ جنت سے آیا ہے۔" (شمائل ترمذی)

مسواک

ہمارے آقا رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسواک کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (فداہ امی وابی) جب باہر سے گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام مسواک کرنا ہوتا۔ (مسلم شریف)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی نماز کے لیے تشریف نہ لے جاتے تاوقتیکہ مسواک نہ فرمالیتے۔ (بہار شریعت، طبرانی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو اپنا دہن مبارک مسواک سے صاف فرماتے۔
(بخاری و مسلم)

صحیح مسلم شریف کی ایک اور روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھ دیا کرتے تھے۔ پس رات کو جب اللہ تعالیٰ چاہتا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیدار فرماتا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسواک فرماتے، وضو فرماتے اور نماز ادا فرماتے۔ (صحیح مسلم)

مدارج کی ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و

سلم نے عموماً پیلو (ایک درخت کا نام) کی مسواک فرمائی۔ (مدارج النبوۃ)

موعظت

دانتوں کے صاف کرنے کا بہترین طریقہ مسواک ہے۔ اگر دانت صاف نہ کیے جائیں تو نہ صرف منہ سے بدبو آتی ہے' بلکہ اس کا اثر براہ راست معدہ پر بھی پڑتا ہے جس سے حاضمہ خراب ہو جاتا ہے اور طرح طرح کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ امت مرحومہ کے غم خوار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسی لیے مسواک کی بہت تاکید فرمائی اور فضیلت بیان کی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہیں کثرت سے مسواک کرنے کی تاکید کرتا ہوں۔'' (صحیح بخاری شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ''مسواک منہ کو پاکیزہ کرنے والی شے بھی ہے اور رب کریم کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی۔'' (سنن نسائی' احمد' دارمی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا' تو البتہ میں ان کو حکم کرتا نماز عشاء کی تاخیر کرنے اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا۔'' (بخاری' مسلم)

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ نماز جس کے لیے مسواک کی گئی ہے اس نماز سے جو بغیر مسواک کے پڑھی گئی ہے' ستر درجہ افضل ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف)

☆☆☆☆☆☆

باب پنجم

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا گھریلو اور حربی سامان استعمال[1]

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انتہائی سادہ زندگی بسر فرمائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گھریلو (استعمال کا) سامان بالکل مختصر سا تھا۔ کتب احادیث وسیر کے مطالعہ سے جو سامان یہ بندہ (مولف کتاب ہذا غفرلہ) تلاش کر سکا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

مدہن[2] و آئینہ دان

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک مدہن اور ایک آئینہ دان تھا جس میں آئینہ رکھا جاتا تھا۔ حق یہ ہے کہ آئینہ دیکھنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کو سزاوار ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حق تعالیٰ جل شانہ کے مظہر جلال و جمال تھے۔ یہ آئینہ دان شاہ اسکندریہ نے ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہدیۃً بھیجا

---

[1] اس باب کی اکثر روایات مدارج النبوۃ سے نقل کی گئی ہیں، جہاں کہیں کسی دوسری کتاب سے روایت نقل کی جائے گی، وہاں اس کتاب کا نام درج کر دیا جائے گا۔ قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ ۱۲ منہ

[2] مدہن کا ترجمہ کتب لغت میں تیل کی شیشی درج ہے۔ ۱۲

تھا۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ آئینہ دان میں کنگھی، مسواک، قینچی، سرمہ دانی اور آئینہ تھا۔

قصعہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک قصعہ تھا اور اس کا نام ''غزا'' تھا۔ اس میں چار حلقے تھے۔ مدارج میں ہے کہ قصعہ اتنے بڑے برتن کو کہا جاتا ہے کہ جس میں دس آدمیوں کی خوراک آجائے۔

پلنگ مبارک

حضور انور شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک پلنگ مبارک تھا جس کے پٹی، پائے رشاج (لکڑی) کے تھے، اس پر بستر چمڑے کا تھا، جس میں چھلکے بھرے ہوئے تھے۔ اس کے اوپر ایک ٹاٹ تھا، جس کی دو تہہ کر کے رات کو اس پر تکیہ فرماتے تھے (۱)۔

عصائے مبارک

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک میں (عموماً) عصاء شریف رکھتے تھے اور اس پر ٹیک لگایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ عصاء پر ٹیک لگانا اخلاق انبیاء علیہم السلام میں سے ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک مِحْجَنْ (یعنی ایسی چھڑی جس کا ایک سرا ٹیڑھا ہو) تھی، اس کا طول ایک گز یا کچھ زیادہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کو دست مبارک میں پکڑ کر چلتے تھے۔ اس کے سہارے سواری پر سوار ہونے کے بعد دست مبارک کے سامنے اونٹ پر لٹکا لیتے تھے۔ مروی ہے کہ اسے اکثر اپنے دست مبارک میں رکھا کرتے تھے۔

---

۱ بستر مبارک وتکیہ شریف کے متعلق چوتھے باب میں بھی کچھ تفصیل گزر چکی ہے۔ ۱۲

قدح مبارک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چند ایک ''قدح'' یعنی پیالے بھی تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ایک پیالے کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا کہ میں نے اپنے اس پیالہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پینے کی اشیاء (یعنی شہد' نبیذ' پانی اور دودھ پلایا۔ (مسلم شریف)

بخاری شریف میں حضرت عاصم احوال سے مروی ہے کہ میں نے حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس پیالہ کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس زیارت کی اور اس میں پانی بھی نوش کیا تھا (زہے نصیب) وہ کچھ شکستہ ہوگیا تھا' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر چاندی کا خول چڑھالیا تھا۔ وہ پیالہ چوڑا اور اچھی لکڑی کا تھا۔ بعض کتب میں ہے کہ وہ پیالہ جھاؤ کی لکڑی کا تھا۔ اس کا رنگ زردی مائل تھا۔

ابن سیرین فرماتے ہیں کہ اس پر لوہے یا چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا تھا۔ پھر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ لوہے کی جگہ (بطور تعظیم) سونے یا چاندی کا حلقہ چڑھوالیا جائے' مگر حضرت ابوطلحہ کے کہنے سے ایسے ہی رہنے دیا۔

بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک پیالہ تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کافی عرصہ تک (پانی وغیرہ) اسی پیالے میں پلایا ہے۔ اس پیالے میں لوہے کا ایک کڑا پڑا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس کی جگہ سونے' یا چاندی کا کڑا ڈلوادیں' تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بنائی ہوئی چیز کو بدلنا نہیں چاہئے' چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ویسا ہی رہنے دیا۔ (بخاری شریف کتاب الاشربہ)

حضرت امام ابوعبداللہ بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالے کو بصرہ میں دیکھا'

اور اس میں پانی بھی پیا ہے (سبحان اللہ تعالیٰ) اسے نضر بن انس کی اولاد سے آٹھ ہزار درہم میں خریدا گیا۔

(مواہب لدنیہ، مدارج النبوۃ)

ایک اور پیالہ زجاج (شیشہ) کا تھا جسے کسی بادشاہ نے ہدیۃً بھیجا تھا۔ ایک تورے یعنی تغار تھی جو کہ پتھر کی بنائی گئی تھی۔

ان کے علاوہ ایک اور پیالہ نما برتن تھا جو (غالباً بیماری یا سخت سردی کے دوران) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چارپائی کے نیچے رکھا جاتا تاکہ اس میں بول شریف فرمالیں۔

آلاتِ حرب

تلواریں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دس (۱۰) تلواریں بیان کی گئی ہیں۔ صاحب مدارج النبوۃ فرماتے ہیں کہ یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ تلواریں ایک وقت میں جمع تھیں یا متعدد اوقات میں دست مبارک میں رہی ہیں، جن میں چند ایک کے نام یہ ہیں:

(۱) **ماثور:** مواہب لدنیہ میں ہے کہ پہلی تلوار ہے جو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ملکیت میں آئی اور یہی وہ تلوار ہے کہ جس کے بارے میں اہل سیر کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی۔

(۲) **عضب:** یہ تلوار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان بدر کی طرف جاتے ہوئے دوران سفر بارگاہ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ) میں ہدیۃً پیش کی تھی۔

(۳) **مخذم:** یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والی (اس کے متعلق زیادہ معلوم نہ ہو سکا)

(۴) **رسوب:** قاموس میں ہے کہ "رسوب" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی

تلوار کا نام ہے یا ان سات تلواروں کے نام ہیں جن کو بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حضور بطور نذرانہ پیش کی تھیں (۱)۔ اس تلوار (رسوب) کو حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فلس سے، جو بنی طے کا بت خانہ تھا، ہجرت کے نویں سال لائے تھے۔

(۵) **قُلعی:** یہ قلع سے منسوب ہے اور یہ ایک موضع کا نام ہے۔ یہ تلوار وہاں سے خدمت گرامی میں پہنچی تھی۔ (کذا فی المواہب)

(۶) **قَضِبْ:** روضۃ الاحباب میں ہے کہ یہ وہ پہلی شمشیر ہے جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کمر مبارک سے باندھی تھی (یعنی اس سے قبل کوئی تلوار زیب تن نہ فرمائی)

(۷) **ذوالفقار:** یہ تلوار منبہ بن الحجاج سہمی کی تھی اور بدر کے دن اس کا بیٹا عاص بن منبہ لیے ہوئے تھا۔ اس تلوار کے درمیان میں "فقار ظہر" یعنی ریڑھ کی ہڈی کی طرح مہرے بنے ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی اسے اپنے سے جدا نہ فرماتے تھے (یعنی) ہر جنگ میں ساتھ رہتی تھی، اس کا کلح، قبیعہ، نعل، مکراب وغیرہ تمام ساز چاندی کا تھا۔ حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عاص بن منبہ کو قتل کیا، تو یہ تلوار خدمت فیض درجت میں لائے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے لیے پسند فرمایا۔ بعد ازاں غزوۂ احزاب (خندق) میں حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو عنایت فرما دی۔ یہی وہ تلوار ہے کہ جس کی شان اور صاحب تلوار حضرت شیر خدا کی شان میں یہ کہا گیا ہے۔

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ

زرہ (۲) شریف

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف زرہیں زیب تن فرمائیں، جن میں

---

۱ تنویر الازہار میں بحوالہ فصول المہمہ ہے کہ جو تلواریں بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی تھیں، ان میں ایک کا نام ذوالفقار تھا، جو بعد میں حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ آئی۔ ۱۲ (واللہ تعالیٰ اعلم)

۲ لوہے کا ایسا لباس جس سے سینہ، کمر اور کندھوں کو ڈھانپا جاتا تھا تاکہ دشمن کے مقابلہ میں اپنی حفاظت ہو سکے۔

ایک زرہ کا نام سعدیہ (۱) تھا اور دوسری زرہ کا نام فضہ تھا۔ یہ دونوں زرہیں قینقاع کے یہودیوں کے اسلحہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تھیں۔ مواہب لدنیہ میں ہے سعدیہ زرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زرہ تھی' جسے انہوں نے جالوت کو قتل کرتے وقت پہنا تھا۔ ایک زرہ ذات الفضول تھی۔ اس کا یہ نام کشادگی اور لمبائی کی وجہ سے تھا۔ اسے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ طیبہ میں رونق افروزی کے وقت ہدیۃً پیش کیا تھا۔ یہ زرہ ابوشحم یہودی کے پاس تیس (۳۰) صاع جو میں گروی تھی۔ وفات سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بھی یہ گروی تھی۔ احد' خیبر' اور حنین کے روز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ زرہ زیب تن فرمائی تھی۔ مرقوم ہے کہ اسے بعد میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے تبرکاً لے لیا اور جنگوں میں بطور تبرک پہنتے بھی تھے۔ ایک زرہ کا نام ''ذات الحواشی دترا'' تھا ایک اور زرہ کا نام ''حریف'' تھا۔ صاحب روضۃ الاحباب نے زرہ داؤدی کا نام ''روحا'' تحریر فرمایا جو کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

خود ۲

روز احد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر انور پر خود رکھا ہوا تھا۔ جب ابن قیمہ ملعون نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پتھر پھینکا' تو خود کی کڑیاں رخسار مبارک میں گھس گئی تھیں' جن سے سر انور اور چہرۂ مبارک لہولہان (۳) ہو گئے تھے فتح مکہ کے روز بھی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سر انور پر خود رکھے ہوئے تھے۔

ڈھال مبارک

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تین ڈھالیں تھیں' جن میں ایک کو ''ازلق'' دوسری کو ''فتق'' اور تیسری کو ''دوفر'' کہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و

---

۱ سعدیہ اور صعدیہ نام بھی منقول ہیں۔ ۱۲

۲ خود جسے اہل عرب بیضہ کہتے ہیں (ہلمٹ کی طرح) ایک لوہے کی ٹوپی ہوتی ہے۔ ۱۲

۳ یہ واقعہ اسی کتاب ''طب نبوی'' کے حصہ میں ''زخم کا علاج'' کے تحت درج کیا گیا ہے۔ ۱۲

سلم کی خدمت فیض درجت میں ایک ڈھال ہدیۃً پیش کی گئی۔ اس پر عقاب یا کبش کی تصویر تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تصویر کو مکروہ جانا اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا' تو قدرت خداوندی سے وہ تصویر اسی وقت غائب ہوگئی۔ (خصائص کبریٰ جزء ثانی)

دوسری روایت میں ہے کہ ایک روز صبح اٹھ کر ملاحظہ فرمایا تو حق تعالیٰ نے تصویر کو مٹا دیا تھا۔ صاحب روضۃ الاحباب فرماتے ہیں کہ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ ڈھال ان تینوں میں سے (کہ جن کا ذکر اوپر ہو چکا) ایک تھی یا ان کے علاوہ (واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم)

نیزے

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چار نیزے تھے' جن میں سے تین تو بنی قینقاع کے یہودیوں کے اسلحہ سے منتخب فرمائے تھے۔ ایک اور تھا جس کو ''مثویٰ'' کہتے تھے۔

حربہ [1]

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کئی ''حربے'' تھے جن میں سے ایک کا نام ''نبغہ'' تھا۔ دوسرے کا ''بیضہ'' اور تیسرے کا نام ''عنترۃ القر'' تھا۔ عنترۃ القر کو اکثر خدام ہمراہ رکھتے تھے تاکہ بوقت ضرورت اس سے استنجا کے لیے ڈھیلے کھود سکیں اور نماز کے لیے اس سے سترہ بنائیں۔

کمان

حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چھ کمانیں تھیں۔ یہ بھی بنی قینقاع کے اسلحہ سے منتخب فرمائیں۔ ان میں ایک کا نام ''روحا'' اور ایک کو بیضاء کہتے تھے۔ دو کمانیں درخت شوط کی تھیں اور ایک درخت نبع کی' اسے صفراء کہتے تھے۔ ایک کا نام غالباً ''متصلہ'' تھا۔ (واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم)

---

[1] حربہ اس چھوٹے سے نیزے کو کہتے ہیں جسے دشمن پر پھینکا جاتا ہے۔ وحشی نے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حربہ ہی سے اچانک وار کر کے شہید کر دیا تھا۔ ۱۲

خیمہ مبارک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خیمے دبیز ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کپڑے کے علاوہ چمڑے کے خیمے بھی استعمال فرمائے۔ (خیموں کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہوسکی)

علم مبارک

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کئی جھنڈے تھے، جن میں ایک سیاہ جس کا نام عقاب اور ایک سفید تھا، بعض دفعہ امہات المومنین کی اوڑھنیوں کا جھنڈا بنایا گیا اور کبھی کسی صحابی کے عمامہ کا بھی۔ جیسا کہ ہجرت کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمامہ کو نیزہ سے باندھ کر جھنڈا بنایا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

چھٹا باب

حضور اکرم ﷺ کے مویشی

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مویشی میں گھوڑے، اونٹ، خچر، دراز گوش اور بکریاں بکثرت تھیں، لیکن یہ ثابت نہیں ہوسکا کہ گائے وغیرہ بھی کچھ رکھتے تھے یا نہیں۔ ذیل میں بعض مویشیوں کی قدرے تفصیل درج کی جاتی ہے۔

گھوڑے

سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علماء سیر نے دس گھوڑے بیان فرمائے اور ان کے نام بھی ضبط تحریر میں لائے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے گھوڑے کا نام ''سکب'' تھا۔ یہ گھوڑا بہت ہی تیز رفتار تھا۔ اسی نسبت سے اس کا نام ''سکب'' رکھا گیا۔ یہ پہلا گھوڑا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں آیا، اسے دس اوقیہ سونے سے خرید فرمایا تھا۔

☆ دوسرے گھوڑے کا نام ''مرتجز'' تھا۔ یہ وہ گھوڑا ہے جسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سواد بن حارث بن ظالم سے خریدا تھا، مگر وہ اعرابی فروخت کرنے کے بعد منکر ہوگیا۔ حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خرید کی گواہی دی اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی گواہی کو بمنزلہ دو گواہیوں کے قرار دیا۔

اعرابی کے منکر ہو جانے کا واقعہ حضرت عمارۃ بن خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یوں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا اور

قیمت ادا کرنے کے لئے اسے ساتھ لے لیا' چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیز چل رہے تھے۔ اور اعرابی آہستہ اس لیے درمیان میں کئی لوگ آ گئے اور گھوڑے کا بھاؤ کرنے لگے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ گھوڑا تو خریدا جا چکا ہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی لگائی ہوئی قیمت سے بھی زیادہ قیمت لگا دی۔ تو اس اعرابی نے پکار کر کہا کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) خریدتے ہیں تو ٹھیک' ورنہ میں کسی اور کو دیئے دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اعرابی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے تو تجھ سے گھوڑا خرید لیا ہے۔ اعرابی نے کہا' خدا تعالیٰ کی قسم! میں نے تو گھوڑا فروخت ہی نہیں کیا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک میں نے تجھ سے گھوڑا خرید لیا ہے۔ اتنے میں لوگ اکٹھے ہو گئے۔ اعرابی بولا کہ خریداری کا گواہ لائیے۔ مسلمان کہنے لگے کہ تجھے ہلاکت ہو' حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو ہمیشہ سچ وحق ہی فرماتے ہیں۔ اتنے میں حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ آ گئے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑا فروخت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''تم کس طرح گواہی دیتے ہو؟'' تو حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی بنا پر۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آسمان کی خبر دیتے ہیں تو میں (فوراً) اس کی تصدیق کرتا ہوں (حالانکہ وہ اشیاء دیکھی نہیں) تو کیا اس کی گواہی نہ دوں اور تصدیق نہ کروں؟ (جبکہ سامنے نظر آ رہا ہے) اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تنہا خزیمہ کی گواہی دو مردوں کے برابر ہے۔ ان کے علاوہ کسی دوسرے کی دو کے برابر گواہی نہیں۔

(خصائص الکبریٰ جزء ثانی)

☆ تیسرے گھوڑے کا نام ''لزاز'' تھا' اسے شاہِ مقوقس (اسکندریہ) نے حضرت ماریہ

قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہدیۃً بھیجا تھا۔

☆ چوتھے گھوڑے کا نام ''طیف'' تھا' اسے حضرت ربیعہ ابن البرانے ہدیۃً پیش کیا تھا جس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چند اونٹ ان کو عنایت فرمائے تھے۔

☆ پانچویں گھوڑے کا نام ''ورد'' ہے۔ یہ گھوڑا حضرت تمیم داری نے خدمت انور میں پیش کیا تھا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ گھوڑا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمادیا تھا۔

☆ چھٹا گھوڑا ''ضریس'' تھا جسے ایک شخص ''فزاری'' سے خرید فرمایا تھا۔

☆ ساتویں گھوڑے کا نام ''ظرب'' تھا' اسے فردہ بن عمرو خدامی نے پیش خدمت کیا تھا۔

☆ آٹھویں گھوڑے کا نام ''ملاوح'' تھا۔ یہ گھوڑا پہلے حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملکیت میں تھا۔

☆ نویں گھوڑے کا نام ''سبحہ'' تھا' اسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے دس اونٹ کے عوض خریدا تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام والسلام کے دسویں گھوڑے کا نام ''لجز'' تھا۔ اسے ان تاجروں سے خرید فرمایا تھا جو یمن سے آئے تھے۔ ان کے علاوہ بعض کتب سیر میں اور نام بھی مذکور ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

اونٹ

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کئی اونٹ تھے' جن میں ایک اونٹنی کا نام ''قصوی'' تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس ناقہ کو ہجرت کی شب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خرید فرمایا تھا۔ یہی وہ مبارک ناقہ ہے' جس پر ہجرت فرمائی اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں داخل ہو کر اس کی مہار کو کھلا چھوڑ دیا تا کہ جہاں جی چاہے لے جائے اور جہاں چاہے بیٹھے۔ چنانچہ یہ ناقہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کے

پاس جا بیٹھی تھی (۱)۔

اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ اس اونٹنی کی سواری کے دوران وحی کا نزول بھی ہو جاتا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی اونٹوں کے نام مرقوم ہیں، مگر بخوف طوالت یہاں نقل نہیں کیے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بیس اونٹ مدینہ منورہ کے نواح میں ''غابہ'' نامی مقام پر چرائے جاتے تھے، جہاں سے دو مشکیزے دودھ روزانہ خدمت اقدس میں بھیجے جاتے جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل وعیال کے خرچ میں آتے تھے۔ کل دودھ دینے والی اونٹنیوں کی تعداد پینتالیس (۴۵) تھی جن کو حضرت ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت میں پیش کیا تھا اور ان کے نام بھی کتب سیر میں مسطور ہیں۔

گوسفند (بکریاں)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سات بکریاں دودھ دینے والی تھیں، جن کو حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا چراتی تھیں اور ان کا دودھ لے کر بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوتیں۔

تنویر الازہار میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک مخصوص بکری تھی جس کا دودھ آپ نوش جاں فرمایا کرتے تھے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

خچر

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خچر متعدد تھے۔ ان میں سے ایک کا نام ''دلدل'' تھا۔ اسے شاہ اسکندریہ مقوقس نے ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہدیۃً بھیجا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ''دلدل'' بارگاہ رسالت مآب میں پیش کیا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

---

۱ بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی اسی جگہ بنائی گئی تھی، جہاں یہ ناقہ بیٹھی تھی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

مجھے فرمایا کہ (حضرت) ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سے کچھ مقدار میں اون اور کھجور کے چھلکے لاؤں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس اون سے رسی بٹی اور باگ ڈور تیار کی۔ پھر کاشانۂ انور میں تشریف لے جا کر ایک کملی لائے اور اس کو چار تہہ کر کے خچر پر ڈال دیا۔ پھر بسم اللہ شریف پڑھ کر سوار ہو گئے اور مجھے پیچھے بٹھا لیا۔ یہ پہلا خچر تھا جو عہد اسلام میں بطور سواری کام میں لایا گیا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس پر حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سواری فرمائی۔ اس کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر سوار ہوئے۔

تنویر الازہار کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس پر سواری فرمائی۔ پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر سوار ہو کر خارجیوں سے جنگ کی۔ حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بعد حضرت امام حسنؓ ان کے بعد حضرت امام حسین اور ان کے بعد حضرت محمد بن حنفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے دلدل پر سواری کی۔

طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ یوم حنین حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دلدل پر سوار تھے۔ جب مسلمان متزلزل ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دلدل کو حکم دیا کہ اے دلدل! زمین کے قریب ہو۔ دلدل نے اپنا سینہ فوراً زمین پر لگا دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (سواری کی حالت میں ہی) زمین سے ایک مٹھی مٹی کی اٹھائی اور کفار کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا:

''هُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ'' جس سے کافروں کو شکست فاش ہوئی۔

ایک خچر ''فضہ'' نامی فروہ بن عمرو حذامی نے نذرانہ پیش کیا تھا۔ یہ خچر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرما دیا تھا۔

ایک خچر ابن العلاء صاحب ایلہ نے بھیجا تھا' جسے ایلیہ کہا جاتا تھا۔

ایک اور خچر دومتہ الجندل سے آیا' اور ایک حضرت نجاشی شاہ حبشہ نے خدمت عالیہ میں بھیجا تھا۔ ان کے علاوہ بعض کتابوں میں اور خچروں کا بھی ذکر ملتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

دراز گوش (حمار)

حضرت سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تین دراز گوش تھے۔ ایک دراز گوش (گدھا) مقوقس شاہ اسکندریہ نے بھیجا تھا۔ دوسرا فردہ بن عمرو حذامی نے اور تیسرے کو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لائے تھے۔ ان میں سے ایک دراز گوش کا نام ''یعفور'' تھا۔

مرقوم ہے کہ روز خیبر اس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کیا تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا تھا کہ ''تمہارا نام کیا ہے؟'' تو اس نے عرض کیا کہ میرا نام ''یزید بن شہاب'' ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے جد اعلیٰ کی نسل سے ساٹھ حمار پیدا فرمائے' جن پر انبیاء کرام علیہم السلام نے سواری فرمائی۔ مجھے امید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی مجھ پر سواری فرمائیں گے' کیونکہ میرے جد کی نسل سے میرے علاوہ اب کوئی حمار باقی نہیں رہا اور انبیاء کرام علیہم السلام میں بجز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی نبی باقی نہیں ہے۔ قبل ازیں میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا' میں دانستہ طور پر اسے گرا دیتا تھا اور وہ مجھے سخت اذیت والم پہنچاتا اور میری پیٹھ پر کوڑے برساتا تھا۔ اس پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تو یعفور'' ہے' یعنی تیرا نام یعفور ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بوقت ضرورت اس پر سواری فرماتے تھے۔ جب کسی صحابی کو بلانا مقصود ہوتا' تو یعفور کو بھیج دیتے' وہ جا کر اپنے سر سے دروازے کو کوٹتا'

مالک مکان باہر آتا' تو یعفور سر سے اشارہ کر دیتا' جس سے مطلوبہ صحابی سمجھ جاتے کہ مجھے بارگاہ نبوت میں طلب فرمایا جارہا ہے' چنانچہ وہ خدمت فیض درجت میں حاضر ہو جاتے۔

سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریفہ پر یعفور سخت بے چینی اور کرب وغم کے ساتھ ایک کنوئیں پر آیا اور خود کو اس میں گرا دیا۔ یہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فراق اور شدید عشق ومحبت کی بناء پر ایسا ہوا تھا۔ بالآخر وہی کنواں ''یعفور'' کی قبر بنا۔

اللہ اللہ (جل شانہ) ایک جانور کے دل میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی محبت تھی' اور کتنے بد بخت ہیں وہ انسان کہ جن کے دل میں حب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہو۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ ذَالِکَ)

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّ حَبِیْبِکَ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدٍ

صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم دائما ابدا

☆☆☆☆☆

باب ہفتم

خورد ونوش

حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی (ظاہری) حیات شریفہ میں بہت تھوڑا کھانا کھایا اور بعض دفعہ کئی کئی روز کے روزے رکھتے' ان کو صوم وصال کہا جاتا ہے' حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی زیادہ پیٹ بھر کر کھانا تناول نہ فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے کبھی بھی شکم سیری نہ فرمائی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل و عیال میں تشریف فرما ہوتے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے کھانا طلب نہ فرماتے اور نہ ہی اظہار خواہش فرماتے۔ اگر وہ کھانا پیش کرتے تو تناول فرما لیتے۔ جو کچھ پیش کرتے کھا لیتے اور جو پلاتے نوش فرما لیتے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تم کھانے اور پینے میں عیش و عشرت نہیں کرتے جس طرح چاہتے ہو؟ بیشک میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا (بعض دفعہ) دقل (۱) میں اتنی چیز بھی میسر نہ ہوتی کہ جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیٹ بھر لیتے۔ (مسلم' ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور

۱۔ دقل ایک کھانا ہے جس میں کھجوریں ہوتی ہیں اور یہ فقراء کی خوراک ہے۔ ۱۲ (مدارج)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل خانہ کئی کئی رات پے درپے بھوکے گزار دیتے کہ رات کو کھانے کے لیے کچھ موجود نہیں ہوتا تھا حالانکہ اکثر غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔ (ترمذی شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے تمام عمر کبھی جو کی روٹی سے بھی مسلسل دو یوم میں پیٹ نہیں بھرا۔ (ترمذی شریف)

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں اور ان جیسی بہت سی دیگر روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس جہان فانی کے خورد ونوش کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے ورنہ اگر وہ چاہتے تو تہامہ کے پہاڑ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے سونے کے بنا دیئے جاتے (الحدیث) حقیقت تو یہ ہے کہ ؎

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں!
دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں ﷺ

خود فرماتے ہیں: اُوْتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ

''مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں۔'' (بخاری شریف)

''خورد ونوش'' کے تحت مندرجہ احادیث مبارکہ یا ایسی ہی دیگر روایات کی بناء پر تاجدار انبیاء محبوب کبریاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غریب یا مفلس کہنا سخت حرام ہے۔ اگر توہین کی نیت سے کہے گا تو کفر کا اندیشہ ہے۔

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ تقی الدین سبکی نے ''السیف المسلول'' میں نقل کیا ہے کہ فقہائے اندلس نے متفقہ طور پر اس شخص کے قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کا فتویٰ دیا جس نے دوران مناظرہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا استخفاف کیا اور (توہیناً) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یتیم کہہ کر نام لیا اور کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زہد ضروری تھا اور قصد واختیار سے نہ تھا۔ اگر اچھے کھانوں پر قدرت

پاتے تو ضرور کھاتے (یعنی مجبوراً تھوڑا اور سادہ کھانا تناول فرماتے کہ ملتا نہ تھا) (انتہی)

اور ایسے ہی ایک مصری شخص نے دوسرے سے بطریق طعن و ذلت کہا: ''تو کون ہے تیرا باپ تو بکریاں چراتا تھا۔'' اس نے جواباً کہا: ''میرے باپ نے بکریاں چرائیں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔'' اس پر بعض علماء کرام نے تعزیر کا حکم دیا اور بعض نے قتل کا۔ کیونکہ اس نے اپنی ذات سے عیب و عار کو دور کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا استخفاف (توہین) کیا۔ ہاں! اگر بطور مسئلہ یا بطور واقعہ کہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بکریاں چرائیں تو جائز ہے۔ (مدارج النبوۃ، جلد اول)

غذائے مبارک

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مخصوص غذاؤں کا تکلف نہ فرماتے تھے بلکہ اہل مدینہ کی عام روش کے مطابق جو کچھ حاضر ہوتا مثلاً گوشت، ترکاری، پھل، روغن زیتون، شہد، کھجور وغیرہ تناول فرما لیتے تھے۔

گوشت [1]

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گوشت بہت پسند تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گوشت کو کھانوں کا سردار فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شوربے والا اور بھنا ہوا گوشت بھی شوق سے تناول فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر بھنا ہوا گوشت کھایا۔ (شمائل ترمذی)

---

[1] حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ گوشت خون کو صاف کرتا ہے اور خصلت کو اچھا بناتا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک بار حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت اقدس میں ایک عورت نے دو چپاتیاں اور تھوڑا سا پکا ہوا گوشت ہدیۃً پیش کیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیالے میں رکھ کر کسی چیز سے ڈھانپ دیا اور تاجدار عرب و عجم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیغام بھیجا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ پیالہ اٹھا کر دیکھا تو وہ گوشت اور روٹی سے لبالب بھرا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیران رہ گئیں اور سمجھ گئیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے فاطمہ! تمہارے پاس یہ کہاں سے آیا؟'' تو انہوں نے عرض کیا:

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ط

(یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے' بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے' بے حساب رزق عطا فرماتا ہے)

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پیاری بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تجھے حضرت مریم علیہا السلام کے مشابہ بنایا ہے۔ ان کی بھی یہی کیفیت تھی کہ جب کوئی ان سے پوچھتا کہ یہ شے کہاں سے آئی؟ تو وہ یہی جواب دیتیں کہ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ..... (الی آخرہ)

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ' حضرت فاطمۃ الزہرا' حضرت امام حسن' حضرت امام حسین' اور تمام ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنھن) نے وہ گوشت اور روٹی سیر ہو کر تناول فرمائی' مگر پیالہ میں گوشت (اور روٹی) بدستور موجود رہا۔ پھر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ کھانا ہمسایوں میں تقسیم فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں خیر کثیر اور برکت عطا فرمائی۔ (خصائص کبریٰ جزء ثانی)

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (فداہ امی وابی) نے مختلف جانوروں کا گوشت تناول فرمایا۔ ذیل میں بعض کا ذکر کیا جاتا ہے:

بکری[1] کا گوشت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کہیں سے (بکری کا) گوشت آیا۔ اس میں سے دست (بونگ) کا گوشت خدمت اقدس میں پیش کیا گیا' کیونکہ دستی کا گوشت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پسند بھی تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا۔

(شمائل ترمذی)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہانڈی تیار کی' چونکہ دستی (بونگ) کا گوشت حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ پسند تھا' اس لیے میں نے ایک بونگ پیش کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تناول فرمایا۔ پھر دوسری طلب فرمائی۔ میں نے خدمت اقدس میں پیش کر دی۔ پھر آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اور دست طلب فرمایا' تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) بکری کے دو ہی بازو ہوتے ہیں۔ تو تاجدار عرب وعجم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے: ''مجھے قسم ہے اس ذات مقدسہ کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' اگر تو چپ رہتا' تو ہنڈیا سے جب تک میں مانگتا رہتا' بونگیں ہی نکلتی رہتیں۔'' (سبحان اللہ تعالیٰ) (ترمذی' خصائص کبریٰ جزء ثانی)

---

[1] بکری کا گوشت گرم تر ہے' اس کا مصلح دارچینی ہے۔ یہ زود ہضم' صاف خون پیدا کرنے والا اور صالح الکیموس ہوتا ہے۔ چھ ماہ کے بکری کے بچے کا گوشت زیادہ زود ہضم ہوتا ہے' لیکن پہاڑی بکری کا گوشت دیر سے ہضم ہوتا ہے۔ (کتاب المفردات) ۱۲

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین گوشت پیٹھ کا ہے۔'' (ترمذی)

نیل[1] گائے (گورخر)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک گورخر کو دیکھا اور اس کو شکار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (اے ابوقتادہ) ''اس کے گوشت میں سے کچھ تمہارے پاس ہے؟'' انہوں نے عرض کیا کہ اس کا پاؤں ہمارے پاس ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پکڑا اور تناول فرمایا۔ (صحیح بخاری، مسلم شریف)

خرگوش[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بمقام مرالظہران میں ایک خرگوش کو (اس کے مقام سے) نکالا۔ لوگ اس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھک گئے۔ مگر میں نے اسے پکڑ ہی لیا اور اسے حضرت ابوطلحہ کے پاس لے آیا انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے سرین یا رانیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت انور میں بھیج دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ تناول فرمالیا۔ (صحیح بخاری شریف)

---

[1] نیل گائے کا گوشت خشک اور دیر ہضم ہے۔ اس کی چربی روغن قسط میں ملا کر ملنا درد گردہ اور ریح اور کمر وغیرہ کے درد کو نافع ہے۔ (کتاب المفردات)

[2] خرگوش کا گوشت بھی گرم خشک ہوتا ہے۔ یہ امراض باردہ، فالج، لقوہ، استرخا اور کالی کھانسی کو نافع ہے۔ (کتاب المفردات) ۱۲

مرغ [۱]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مرغی کا گوشت تناول فرما رہے تھے۔
(رواہ بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ترمذی فی الشمائل)

ٹڈی [۲]

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں سات لڑائیوں میں حصہ لیا۔ ہم (بعض دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حباریٰ [۳]

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ حباریٰ کا گوشت کھایا۔ (سنن ابی داؤد، ترمذی شریف)

---

[۱] علمائے طب کے نزدیک مرغ کا گوشت گرم تر ہوتا ہے۔ یہ عقل وتہم کو بڑھاتا اور دماغ کو چست و چالاک بناتا ہے، یہ مقوی باہ، قولنج کو نافع، رنگ و آواز کو صاف وصالح خون پیدا کرتا ہے۔ جوان مرغ کو پیٹ چاک کر کے سر پر باندھنا سرسام کو نافع ہے (کتاب المفردات) ۱۲

[۲] ٹڈی، یہ ایک اڑنے والا چھوٹا سا جانور ہے اور غول در غول آیا کرتا ہے۔ جب یہ آتا ہے، تو سرسبز و شاداب فصلوں اور درختوں کے پتوں کو چٹ کر جاتا ہے۔ عموماً اسے ''ٹڈی دل'' کہا جاتا ہے۔ ابابیل (پرندہ) اس کا سخت دشمن ہے۔

کتاب المفردات میں لکھا ہے کہ اس کا مزاج گرم خشک ہے۔ یہ مقوی باہ اور غلیظ اختلاط کا مصفی ہے۔ پھیپھڑوں کے بیرونی پردوں کے امراض اور جذام کو مفید ہے۔ روغن زیتون میں پکا کر کھانے سے وجع المفاصل (جوڑوں کے درد) کو فائدہ بخش ہے۔ ۱۲

[۳] حباریٰ کے معنی میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ کسی نے ''بھٹ تیتر'' کسی نے ''بٹیر'' اور کسی نے ''چرز'' اس کا ترجمہ فرمایا: ''مصباح اللغات'' نے اس کا ترجمہ ''سرخاب'' تحریر کیا۔ ۱۲

مچھلی [1]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ''جیش خبط'' کا جہاد کیا۔ ہم پر ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر مقرر کیے گئے۔ ہم کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ سمندر نے ایک مردہ مچھلی (کنارے پر) پھینکی۔ ہم نے ایسی مچھلی کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کو ''عنبر'' کہا جاتا تھا' ہم اسے نصف ماہ تک کھاتے رہے۔ (ایک دن) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مچھلی کی ایک ہڈی پکڑی (اور اسے زمین پر رکھا' وہ ہڈی اتنی بڑی تھی کہ) اونٹ سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ جب ہم واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہم نے اس واقعے کو عرض کیا' تو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کھاؤ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔ اگر تمہارے پاس اس مچھلی کا کچھ گوشت ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس مچھلی کا گوشت بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیا اور تاجدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تناول فرمایا۔ (بخاری' مسلم)

قدید [2]

تاجدار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک روز قدید تناول فرما رہے تھے کہ ایک بدزبان عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے بھی قدید عنایت فرمائیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو قدید سامنے رکھا تھا' اس میں سے اسے بھی عطا فرمایا۔ اس عورت نے عرض کیا کہ اپنے منہ سے نکال کر دیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

---

[1] مچھلی کا گوشت زود ہضم اور مقوی ہوتا ہے۔ اس میں پروٹین اجزاء کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ تازہ مچھلی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی آنکھ کے ڈیلے ابھرے ہوئے اور گلپھڑے شوخ گلابی ہوتے ہیں (مخزن حکمت) اطباء دودھ کے ساتھ مچھلی کھانے کی ممانعت کرتے ہیں۔ (کتاب المفردات)

[2] قدید' خشک کیا ہوا گوشت' جسے پانی میں بھگو کر پکایا جاتا ہے۔ ۱۲

اپنے منہ سے نکال کر اسے عطا فرمایا اور وہ کھا گئی۔ اس روز کے بعد کبھی بھی اس کے منہ سے قبیح اور فحش کلام سننے میں نہ آیا۔ (خصائص کبریٰ جزء اول)

ثرید [1]

ثرید اہل عرب کے نزدیک ایک بہترین کھانا خیال کیا جاتا تھا۔ خود تاجدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ثرید کو بڑی چاہت سے تناول فرماتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب ترین کھانا روٹی کا ثرید اور حیس (۲) کا ثرید تھا۔ (ابوداؤد شریف)

ثرید کی پسندیدگی کا اندازہ ترمذی شریف کی اس روایت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔'' (شمائل ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ثرید سے بھرا ہوا ایک پیالہ لایا گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے کناروں سے کھاؤ' درمیان سے نہ کھاؤ' کیونکہ درمیان میں برکت کا نزول ہوتا ہے۔''

(ترمذی' ابن ماجہ)

حضرت عکراش بن ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک بڑا پیالہ لایا گیا' جس میں بہت سا ثرید اور بوٹیاں تھیں۔ میرا ہاتھ پیالے میں ہر جانب پڑتا تھا

---

[1] جو یا گندم کی روٹی کو گوشت کے شوربے میں پکانا یا گوشت کے شوربے میں روٹی توڑ کر بھگونا' تاکہ اچھی طرح گل جائے' ثرید کہلاتا ہے۔ ۱۲

[2] ''ثرید خبز'' روٹی اور شوربے سے اور ''ثرید حیس'' کھجور' گھی اور روٹی سے تیار کیا جاتا ہے۔ ۱۲ (مدارج النبوۃ)

(یعنی میں اپنے آگے سے نہیں کھاتا تھا' بلکہ کبھی کہیں سے اور کبھی کہیں سے) جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے آگے سے تناول فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے عکراش! ایک جگہ سے کھاؤ' کیونکہ یہ ایک قسم کا کھانا ہے۔''

پھر ہمارے پاس ایک طباق لایا گیا جس میں مختلف اقسام کی کھجوریں (۱) تھیں۔ میں اپنے آگے سے ہی کھاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طباق کی مختلف جگہوں سے تناول فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے عکراش! اب جہاں سے تیرا جی چاہے کھا' کیونکہ یہ کھانا ایک قسم کا نہیں۔'' پھر ہمارے پاس پانی لایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور اپنے ہاتھوں کی تری کو اپنے چہرے' بازوؤں اور سر پر مل لیا اور فرمایا: ''اے عکراش! یہ اس کھانے کا وضو ہے' جو آگ سے پکایا گیا ہو۔

(ترمذی شریف' مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ)

کدو (۲)

حضور سید عالم فخر عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سبزیوں میں کدو بہت پسند تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

---

۱ یعنی بعض پکی ہوئی' بعض ادھ پکی' بعض کچی.... اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی اقسام میں ہی اختلاف ہو' جیسے کوئی عجوہ' کوئی برنی' کوئی بغیر گٹھلی وغیرہ کے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

۲ کدو عقل کو تیز کرتا اور دماغ کو قوت دیتا ہے۔ (حاشیہ شمائل ترمذی) اس کا مزاج سرد تر ہوتا ہے۔ کتاب المفردات میں ہے کہ تپ دق کے مریض کے لیے اس سے بہتر کوئی غذا نہیں۔ زیادہ کدو کھانے والا سل سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے بیجوں کا تیل دماغ کی خشکی دور کر کے نیند لاتا ہے۔ نفث الدم (خون تھوکنا) صفراوی بخار' اندرونی اعضاء کے جریان خون اور مرض سل و دق میں بھنے ہوئے کدو کا پانی پلانا بڑا نافع ہے۔ (کتاب المفردات) کدو کی بیل پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ (نیز دیکھیں اسی کتاب کے حصہ ''طب نبوی'' میں امراض قلب کے تحت)

علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا اور دعوت دی۔ میں بھی ساتھ ہی تھا۔ اس درزی نے جو کی روٹی اور شوربا پیش خدمت کیا' جس میں کدو اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ پیالے کے کناروں سے کدو تلاش فرما کر تناول فرما رہے تھے۔ میں اس روز کے بعد ہمیشہ کدو کو پسند کرنے لگا۔ (بخاری' مسلم' ترمذی)

حضرت جابر بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' تو دیکھا کہ کدو کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ''ان کا کیا بنے گا؟'' فرمایا: ''سالن میں اضافہ کیا جائے گا۔'' (ترمذی شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کدو بہت پسند (۱) تھا۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی دعوت میں تشریف لے گئے یا کھانا حاضر خدمت کیا گیا۔ اس کھانے میں کدو تھا۔ چونکہ مجھے معلوم تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کدو مرغوب ہے۔ اس لیے میں اس کے قتلے ڈھونڈ ڈھونڈ کر سامنے کر دیتا تھا اور سرکار دو عالم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تناول فرما لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی شریف)

سرکہ (۲)

حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف سرکہ تناول فرمایا' بلکہ اس

---

۱ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدگی کی مناسبت کدو کو حضرت کدو بھی کہا جاتا ہے۔ ۱۲

۲ سرکہ اپنی افادیت کے لحاظ سے ایک بہترین چیز ہے۔ سرکہ کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔ کتاب المفردات میں ہے کہ اس کا مزاج حرارت لطیف کے ساتھ سرد خشک مرکب القویٰ ہے۔ بھوک خوب پیدا کرتا ہے۔ سدے کھولتا ہے' ورم طحال اور نفخ کو مفید ہے۔ وبائی ہوا خصوصاً ہیضہ کے زہر کو جسم پر اثر انداز نہیں ہونے دیتا۔ اس کا شربت صفراوی بخاروں میں کثرت سے مستعمل ہے۔

نزہتہ المجالس میں ہے کہ سرکہ کی کلی کرنے سے دانت مضبوط ہوتے ہیں۔ اگر راکھ میں ملا کر سرکہ کا سر پر لیپ کیا جائے تو آدھے سر کے درد کو مفید ہے۔ اس کی نسوار نکسیر کو روکتی ہے۔ اگر کان میں ڈالا جائے تو کرانی گوش کو فائدہ دیتا ہے۔ ۱۲

کی تعریف بھی فرمائی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سرکہ بھی کیسا بہترین سالن ہے۔'' (ترمذی شریف)

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا: کیا تیرے پاس (کھانے کے لیے) کوئی شے ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ سوکھی ہوئی روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہی لے آؤ' وہ گھر سالن سے خالی نہیں' جس گھر مین سرکہ [1] ہو۔''

(شمائل ترمذی)

روٹی

حضور انور (فداہ امی وابی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اکثر جو [2] کی روٹی تناول فرمائی اور کبھی کبھی گندم کی بھی' مگر کبھی بھی میدہ کی روٹی (جیسے پوری یا کلچہ وغیرہ)

---

[1] یہ واقعہ کتب سیر میں قدرے تفصیل سے مذکور ہے۔ فتح مکہ کے وقت جبکہ حضور انور (فداہ روحی وجسدی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک عظیم فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ہمشیرہ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے' تو تب یہ واقعہ پیش آیا۔ حضرت ام ہانی فرماتی ہیں کہ شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور سوکھی روٹی کے ٹکڑے اور سرکہ پیش کرنے میں شرم آ رہی تھی مگر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ام ہانی بلا تکلف لے آؤ۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سوکھی روٹی کو پانی میں بھگو کر نرم کیا' پھر اوپر نمک چھڑک کر سرکہ سے تناول فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (اختصاراً مختلف کتب سیرت) یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہزار ہا صحابہ کرام کی عظیم الشان فوج تھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ کے تمام سیاہ وسپید کے مالک تھے۔ اگر چاہتے تو اظہار خواہش فرمانے پر مختلف انواع واقسام کے انتہائی لذیذ کھانے حاضر ہو جاتے' مگر اللہ رے سادگی کہ سوکھی ہوئی روٹی تناول فرمائی جا رہی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور اس نعمت کا شکر بھی ادا کیا جا رہا ہے۔ (سبحان اللہ) کیا کائنات میں کوئی اور ایسا رہبر ہے' جس کی ایسی مثال پیش کی جا سکے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ۱۲

[2] جو کی خاصیت ''ستو'' کے تحت درج ہے۔ ۱۲

تناول نہ فرمائی۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا کبھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میدہ کی روٹی تناول فرمائی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اخیر عمر تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور کبھی میدہ پیش ہی نہیں کیا گیا۔ پھر سائل نے پوچھا کہ اس زمانہ میں چھانتیاں تھیں؟ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں۔ سائل نے پوچھا کہ پھر جو کی روٹی کیسے پکاتے تھے (۱)؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو کے آٹے میں پھونک مار لیا کرتے تھے جو (موٹے موٹے) تنکے ہوتے اڑ جاتے' باقی گوندھ کر روٹی پکا لیتے تھے۔

(بخاری شریف' شمائل ترمذی' مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے گھر والے کئی کئی رات پے در پے بھوکے گزار دیتے تھے' حالانکہ اکثر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔ (ترمذی شریف)

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا' تو انہوں نے میرے لیے کھانا منگوایا اور فرمانے لگیں کہ ''جب بھی میں پیٹ بھر کر کھانا کھاتی ہوں تو میرا جی چاہتا ہے کہ رو دوں' پھر میں رونے لگتی ہوں۔'' حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیوں؟ تو فرمایا: ''مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حالت یاد آتی ہے' جس پر ہم سے مفارقت فرمائی کہ کبھی بھی دن میں دو مرتبہ روٹی یا گوشت سے پیٹ بھرنے کی نوبت نہ آئی (۲)۔'' (شمائل ترمذی)

---

۱ سائل نے یہ سوال اس لیے کیا کہ جو کے آٹے میں تنکے بکثرت ہوتے ہیں اور روٹی کا پکانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ ۱۲

۲ اس کی وجہ اس روایت سے بخوبی سمجھی جا سکتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرے رب نے میرے لیے یہ پیش فرمایا کہ میرے لیے مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کو سونے کا بنا دیا جائے' مگر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ! مجھے تو یہ پسند ہے کہ اگر ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت یوسف بن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور عالم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا' اور اس پر کھجور رکھی اور فرمایا: ''یہ اس کا سالن ہے۔'' اور (روٹی کو کھجور کے ساتھ) تناول فرمالیا۔ (ابوداؤد' مشکوٰۃ' ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر خواہش ہوتی تو تناول فرمالیتے'

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ سے) تو دوسرے دن بھوکا رہوں' تاکہ جب بھوکا ہوں تو تیری طرف زاری کروں اور تجھے یاد کروں اور جب پیٹ بھروں' تو تیرا شکر ادا کروں۔'' (ترمذی شریف) یعنی باوجود قدرت کے بھوکا رہنا پسند فرماتے تھے اور یہ ہی حالت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار کی تھی۔ ایک دفعہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے' تو حضرت علی المرتضیٰ' فاطمۃ الزہرا اور ان کی باندی فضہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے تین تین روزوں کی منت مانی۔ جب نذر پوری کرنے کا وقت آیا' تو گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ایک یہودی سے صوف کاتنے کے عوض تین ''صاع'' (ایک پیمانہ) جو لائے۔ پہلے روز سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو پیس کر افطاری کے وقت کھانا تیار کیا۔ ابھی کھانے کا لقمہ اٹھایا ہی تھا کہ دروازے پر ایک سائل نے عرض کیا کہ اے اہل بیت نبوت تم پر سلام ہو' میں ایک مسکین ہوں' کچھ کھانے کو عنایت فرمایا جائے' سخت بھوکا ہوں۔ ان بزرگوں نے تمام کھانا اٹھایا اور سوالی کو دے دیا۔ خود پانی سے روزہ افطار فرمالیا۔

دوسرے دن جب روزہ کھولنے کے وقت کھانا تیار ہوا' تو پھر سوالی نے صدا دی کہ اے اہل بیت نبوت! تم پر سلام ہو' میں ایک یتیم ہوں اور بھوکا ہوں۔ ان بزرگوں نے اپنے آگے سے تمام کھانا اٹھا کر سوالی کو عنایت فرمادیا۔ خود آج بھی کل کی طرح پانی سے روزہ افطار فرمالیا۔

تیسرے دن پھر روزہ رکھا' شام کو کھانا تیار ہوا' تناول فرمانے کے لیے آگے رکھا ہی تھا کہ آج پھر عین افطاری کے وقت ایک سوالی حاضر ہو گیا اور عرض گزار ہوا کہ السلام علیکم یا اہل بیت نبوت! میں ایک قیدی ہوں اور کئی دن سے بھوکا ہوں' کچھ امداد فرمائیں۔ اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ان حضرات نے بلا تردد آج بھی تمام کھانا بلا کم وکاست آنے والے سوالی کے حوالے کر دیا اور تمام اہل خانہ بمعہ حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھوکے رہے' تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ دہر کی آیۂ مبارکہ (نمبر ۸) وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ (الخ) نازل فرمائی۔

(نزہۃ المجالس' تفسیر خزائن العرفان' تفسیر مظہری جلد دوازدہم)

اگر ناپسند سمجھتے تو چھوڑ دیتے۔ (صحیح بخاری و مسلم شریف)

روغن زیتون [1]

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے روٹی کو روغن زیتون سے چپڑ کر تناول فرمایا۔

(مدارج النبوۃ جلد اول)

حضرت عمرو ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''زیتون کا تیل کھاؤ اور مالش میں استعمال کرو' اس لیے کہ وہ مبارک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔'' (شمائل ترمذی' مشکوٰۃ' دارمی)

حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ' حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمائش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جو کھانا' پسند تھا اور

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ سے) وصال سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کہیں سے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں درہموں کے دو بھرے ہوئے تھیلے' جن کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی پیش کیے گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تھال منگوایا اور بھر بھر کر تقسیم فرمانا شروع کر دیئے حتی کہ شام تک تمام درہم تقسیم فرما دیئے اور ایک درہم بھی باقی نہ چھوڑا۔ خود روزہ دار تھیں' افطار کے وقت باندی سے کہا کہ افطار کے لیے کچھ لے آؤ۔ باندی ایک روٹی اور روغن زیتون لے آئی' (کیونکہ اس وقت گھر میں یہی کچھ موجود تھا) باندی نے عرض کیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آج ایک درہم کا گوشت ہی منگوا لیتیں۔ آج ہم گوشت سے روزہ افطار کر لیتے۔ فرمانے لگیں اب طعن دینے کا کیا فائدہ؟ اس وقت یاد کرا دیتی تو منگا دیتی۔ (تذکرہ)

[1] روغن زیتون کے علماء نے بہت سے منافع تحریر فرمائے۔ حافظ ابونعیم فرماتے ہیں کہ اس میں ستر بیماریوں کی شفاء ہے' جن میں ایک جذام ہے۔ زیتون کے درخت کی عمر ایک ہزار سال تک ہوتی ہے۔

کتاب المفردات میں ہے کہ اس کا مزاج گرم تر ہے۔ سردی کے دردوں اور کمزور بچوں کے لیے اس کی مالش مفید ہے۔ اندرونی طور پر سردی کے اثرات کو زائل کرتا ہے' ورم ختم کرتا ہے۔ جگر کی پتھری کو فائدہ بخشتا ہے۔ پیٹ کے کیڑے مار کر نکالتا ہے' اندرونی خراش اور سوزش کو تسکین دیتا ہے۔ ۱۲

رغبت سے تناول فرماتے تھے وہ ہمیں پکا کر کھلاؤ۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ پیارے صاحبزادو! آج وہ کھانا (تمہیں شاید) پسند نہیں آئے گا۔ انہوں نے فرمایا: ''ضرور پسند آئے گا۔'' چنانچہ وہ انھیں تھوڑے سے جَو لے کر آئیں' انہیں باریک کیا اور ہانڈی میں ڈالا' پھر اس پر تھوڑا سا روغن زیتون ڈالا' پھر کچھ مرچیں اور زیرہ وغیرہ پیس کر ڈالا اور پکا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہ (کھانا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پسند (۱) تھا۔ (ترمذی شریف)

گھی، مکھن، پنیر

حضرت ام اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے گھی گرم کر کے ایک برتن میں بھر لیا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں ہدیۃً پیش کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمالیا اور برتن میں تھوڑا سا گھی چھوڑ کر پھونک ماری اور برکت کی دعا فرمادی اور (اصحاب سے) فرمایا کہ ام اوس کا برتن واپس کر دو۔ صحابہ کرام نے برتن واپس کیا' تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت ام اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خیال کیا کہ شاید حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گھی قبول نہیں فرمایا۔ حضرت ام اوس رونے کے انداز میں بات کرتی ہوئی حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کرنے لگیں: ''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں نے گھی اس لیے گرم کیا تھا کہ آپ تناول فرمالیں گے۔'' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ام اوس کی بات سے سمجھ گئے کہ دعا قبول ہوگئی ہے' اور برتن گھی سے بھر گیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ام اوس سے کہہ دو کہ (ہم نے گھی قبول فرمالیا اور تناول بھی فرمالیا ہے) اب خود یہ گھی کھائیں۔ ام اوس نے وہ گھی حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارکہ کے بعد حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانۂ خلافت تک

---

(۱) اے کاش! کہ ہم مسلمان پر تکلف کھانوں کی بجائے کبھی کبھی ایسے سادہ کھانے پکوا کر سنت سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سمجھتے ہوئے کھائیں اور پیٹ بھرنے کے ساتھ ساتھ سنت کا ثواب بھی حاصل کریں۔ ۱۲

کھایا۔ اس برتن سے مسلسل گھی نکلتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جھگڑا ہوا (یعنی اس وقت برکت جاتی رہی اور گھی ختم ہوگیا) (الخصائص کبریٰ جزء ثانی)

بنی بسر سلمین سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم نے (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تناول فرمانے کے لیے) مکھن اور کھجوریں پیش کیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکھن اور کھجوروں کو پسند فرماتے تھے۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مرتبہ پنیر تناول فرما کر وضو فرماتے ہوئے دیکھا۔ پھر ایک دفعہ دیکھا کہ بکری کا شانہ تناول فرما رہے تھے لیکن وضو نہیں فرمایا۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت میں پنیر کا ایک ٹکڑا لایا گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ شریف پڑھ کر (تناول فرمانے کے لیے) اسے کاٹا۔ (سنن ابوداؤد۔ مشکوٰۃ شریف)

کھجور و جو کا آٹا وغیرہ

کھجور اہل عرب عموماً خوراک کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کی بڑی تعریف فرمائی۔ خصوصاً عجوہ کھجور کی جیسا کہ "طب نبوی" میں آئے گا اور ایسے ہی گندم کی جگہ عموماً جو کی روٹی پکائی جاتی یا ستو استعمال کیے جاتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ولیمہ کھجور اور ستو کے ساتھ کیا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ام منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے۔ ہمارے ہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے (میرے درخواست کرنے پر) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے تناول فرمانے لگے۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے' وہ بھی تناول فرمانے لگے تو انہیں روک دیا اور فرمایا کہ تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو' تم مت کھاؤ' وہ رک گئے۔ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تناول فرماتے رہے۔ حضرت ام منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ پھر میں نے تھوڑے سے جو لیے اور چقندر کے ساتھ پکا کر حاضر خدمت کیے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے علی! یہ کھاؤ' کیونکہ یہ تمہارے لیے مناسب ہے۔'' (ترمذی)

مختلف کھانے

مدارج النبوۃ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو کی روٹی کے ساتھ چقندر تناول فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حلوہ (شیرینی) کو بھی بہت پسند فرماتے تھے۔ مواہب لدنیہ نے ثعلبی سے نقل فرمایا کہ وہ حلوہ (شیرینی) جسے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے تھے' اس کا نام ''مجمع (۱)'' تھا یہ ایک قسم کی کھجور تھی' جسے دودھ کے خمیر کے ساتھ تیار کیا جاتا تھا۔

نیز مروی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک تجارتی قافلہ آیا' جس کے ساتھ شہد اور آٹا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آٹا' گھی' میدہ اور شہد تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے تھوڑا تھوڑا خدمت فیض درجت میں پیش کیا۔ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر دیگچی منگوائی اور ان اشیاء سے حلوہ تیار کروایا۔ صحابہ کرام سے فرمایا کہ اسے کھاؤ۔ یہ وہ چیز ہے جسے اہل

---

۱ مجمع بفتح میم وکسر جیم

فارس حیص کہتے ہیں۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حزیرہ (۱)' اور خزیرہ (۲) بھی تناول فرمایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز خوب دن چڑھے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے' تو میں نے ''خزیرہ'' تیار کر کے خدمت اقدس میں پیش کیا۔ (مدارج النبوۃ' جلد اول)

مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھنا ہوا جگر بھی تناول فرمایا۔ ایسے ہی بخاری شریف کتاب الھبہ اور خصائص کبریٰ کی روایات سے بھی ثابت ہے۔

حافظ ابونعیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ' عنہ سے روایت نقل کی کہ شاہ روم کی طرف سے خدمت اقدس میں سونٹھ کے مربہ کا بھرا ہوا برتن ارسال کیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام میں تقسیم بھی فرمایا اور خود بھی تناول فرمایا۔

ناپسند کھانا

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور کھانا پیش کیا جاتا' تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس میں سے تناول فرما لیتے اور جو بچتا' اسے میری طرف بھیج دیتے۔ ایک مرتبہ میری طرف ایک ایسا پیالہ بھیجا' جس سے کچھ بھی تناول نہ فرمایا گیا' کیونکہ اس میں لہسن تھا۔ میں نے عرض کیا کہ

---

۱ حزیرہ (حاء کے ساتھ) گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے بہت سا دودھ یا پانی ڈال کر پکاتے ہیں۔ جب گوشت اچھی طرح گل جائے' تو آٹا ڈال کر پکاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک آٹا گھول کر چھاننا تاکہ بھوسی نکل جائے' پھر پکانا ''حزیرہ'' کہلاتا ہے۔

۲ خزیرہ (خاء کے ساتھ) یہ بھوسی سے بنایا جاتا ہے۔ (مدارج النبوۃ) ۱۲

یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کیا لہسن حرام ہے؟ فرمایا: نہیں' بلکہ میں اس کی بو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ جس چیز کو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ناپسند فرماتے ہیں' میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم شریف)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے' اسے چاہئے کہ وہ ہم سے جدا رہے یا فرمایا کہ ہماری مساجد سے دور رہے یا فرمایا کہ اپنے گھر میں بیٹھ (۱) رہے اور بیشک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہنڈیا لائی گئی جس میں مختلف قسم کی سبزیاں تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بو محسوس کی' تو فرمایا: اسے فلاں فلاں (صحابہ) کے پاس لے جاؤ اور ہدیہ پیش کرنے والے سے فرمایا) تو کھالے' اس لیے کہ جن سے میں سرگوشی کرتا ہوں (۱)' تم ان سے سرگوشی نہیں کرتے۔

(بخاری' مسلم' مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ)

جنت کا طعام

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (فداہ روحی و جسدی) ہماری طرح دنیاوی

---

۱ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یہ اہتمام فرماتے تھے کہ الفاظ بھی وہی ادا ہوں جو زبان وحی ترجمان سے ادا ہوئے' اسی لیے راوی نے کہا یہ فرمایا' یا یہ فرمایا' حالانکہ اگر ان میں سے ایک بھی بیان فرما دیتے' تو لہسن کی کراہت تو بہر حال ثابت ہو ہی جاتی' لیکن راوی وہی الفاظ بیان کرنا چاہتے ہیں جو خود حضرت رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ادا فرمائے۔ اس سے آجکل کے نومولود مبلغوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو بلا دھڑک جعلی روایات تراش لیتے ہیں یا حدیث پاک کا مطلب اپنی مرضی کے مطابق بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں' حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''جس نے میری طرف جھوٹ کی نسبت کی' یعنی جھوٹی حدیث تراشی' اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تلاش کرے۔'' (بخاری شریف (العیاذ باللہ)

۲ بالیقین سید الانبیاء محبوب کبریاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بے مثل ہیں' کوئی ان جیسا نہیں ہو سکتا۔ ان کی برابری کا دعویٰ کرنا سوائے بدبختی اور شقاوت کے کچھ نہیں۔ ۱۲

فارس حیس کہتے ہیں۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حزیرہ (۱)' اور خزیرہ (۲) بھی تناول فرمایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز خوب دن چڑھے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے' تو میں نے ''خزیرہ'' تیار کر کے خدمت اقدس میں پیش کیا۔ (مدارج النبوۃ' جلد اول)

مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھنا ہوا جگر بھی تناول فرمایا۔ ایسے ہی بخاری شریف کتاب الھبہ اور خصائص کبریٰ کی روایات سے بھی ثابت ہے۔

حافظ ابونعیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ' عنہ سے روایت نقل کی کہ شاہ روم کی طرف سے خدمت اقدس میں سونٹھ کے مربہ کا بھرا ہوا برتن ارسال کیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام میں تقسیم بھی فرمایا اور خود بھی تناول فرمایا۔

ناپسند کھانا

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور کھانا پیش کیا جاتا' تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس میں سے تناول فرما لیتے اور جو بچتا' اسے میری طرف بھیج دیتے۔ ایک مرتبہ میری طرف ایک ایسا پیالہ بھیجا' جس سے کچھ بھی تناول نہ فرمایا گیا' کیونکہ اس میں لہسن تھا۔ میں نے عرض کیا کہ

---

۱ حزیرہ (حاء کے ساتھ) گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے بہت سا دودھ یا پانی ڈال کر پکاتے ہیں۔ جب گوشت اچھی طرح گل جائے' تو آٹا ڈال کر پکاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک آٹا گھول کر چھاننا تاکہ بھوسی نکل جائے' پھر پکانا ''حزیرہ'' کہلاتا ہے۔

۲ خزیرہ (خاء کے ساتھ) یہ بھوسی سے بنایا جاتا ہے۔ (مدارج النبوۃ) ۱۲

یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کیا لہسن حرام ہے؟ فرمایا: نہیں' بلکہ میں اس کی بو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ جس چیز کو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ناپسند فرماتے ہیں' میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم شریف)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے' اسے چاہئے کہ وہ ہم سے جدا رہے یا فرمایا کہ ہماری مساجد سے دور رہے یا فرمایا کہ اپنے گھر میں بیٹھ (۱) رہے اور بیشک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہنڈیا لائی گئی جس میں مختلف قسم کی سبزیاں تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بو محسوس کی' تو فرمایا: اسے فلاں فلاں (صحابہ) کے پاس لے جاؤ اور ہدیہ پیش کرنے والے سے فرمایا) تو کھالے' اس لیے کہ جن سے میں سرگوشی کرتا ہوں (۲)' تم ان سے سرگوشی نہیں کرتے۔

(بخاری' مسلم' مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ)

جنت کا طعام

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (فداہ روحی و جسدی) ہماری طرح دنیاوی

---

۱ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یہ اہتمام فرماتے تھے کہ الفاظ بھی وہی ادا ہوں جو زبان وحی ترجمان سے ادا ہوئے' اسی لیے راوی نے کہا یہ فرمایا' یا یہ فرمایا' حالانکہ اگر ان میں سے ایک بھی بیان فرمادیتے' تو لہسن کی کراہت تو بہر حال ثابت ہو ہی جاتی' لیکن راوی وہی الفاظ بیان کرنا چاہتے ہیں جو خود حضرت رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ادا فرمائے۔ اس سے آجکل کے نومولود مبلغوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو بلا دھڑک جعلی روایات تراش لیتے ہیں یا حدیث پاک کا مطلب اپنی مرضی کے مطابق بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں' حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''جس نے میری طرف جھوٹ کی نسبت کی' یعنی جھوٹی حدیث تراشی' اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تلاش کرے۔'' (بخاری شریف (العیاذ باللہ)

۲ بالیقین سید الانبیاء محبوب کبریاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بے مثل ہیں' کوئی ان جیسا نہیں ہوسکتا۔ ان کی برابری کا دعویٰ کرنا سوائے بدبختی اور شقاوت کے کچھ نہیں۔ ۱۲

کھانوں کے محتاج نہیں تھے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (سوائے ذات باری کے) کسی بھی شے یا فرد کے محتاج نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لگاتار سحری و افطاری کھائے بغیر روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ صوم وصال (پے در پے بغیر سحری و افطاری کھائے کئی کئی دن کا روزہ) رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے میرے جیسا کون ہے؟ میں (اس حال میں) رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔'' (سبحان اللہ تعالیٰ)

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ شریف)

حضرت سلمہ بن نفیل الکوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت میں بیٹھے ہوئے تھے تو کسی نے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا کبھی آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لیے آسمان سے کھانا بھی آیا؟'' ایک روایت میں ہے کہ ''کیا جنت سے کھانا آیا ہے؟'' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! بیشک آیا ہے اس نے عرض کیا کہ ''کس برتن میں آیا ہے؟'' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مسخنہ'' (ایک برتن کا نام ہے) میں آیا ہے۔'' اس شخص نے عرض کیا کہ ''آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پس خوردہ بچ بھی گیا تھا؟'' فرمایا: ''ہاں، کچھ کھانا بچ گیا تھا۔'' اس نے عرض کیا ''وہ کہاں گیا؟'' فرمایا: ''وہ آسمان پر اٹھا لیا گیا اور مجھے وحی بھیجی ہے کہ میں دنیا سے تشریف لے جانے والا ہوں۔ تم لوگوں میں ٹھہرنے والا نہیں ہوں اور تم بھی میرے بعد زیادہ مدت نہیں ٹھہرو گے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم لوگ کوئی ایسی بات کہو اور میرے پاس اس حالت میں آؤ کہ سٹھے ہوئے ہو اور تم ایک دوسرے کے پیچھے بھاؤ، میرے سامنے قیامت ہے۔ دو شدید موتیں واقع ہوں گی اور اس کے بعد ایسے سال آئیں گے، جن میں زلزلے ہوں گے

یعنی آفات وحوادث برپا ہوں گے۔'' (الخصائص الکبریٰ جزء ثانی)

پھل

پھل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بہترین نعمت ہیں۔ حضور انور (فداہ امی وابی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بقدر خواہش پھلوں کو بھی تناول فرمایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بازار میں کوئی نیا پھل دیکھتے تو خرید کر بارگاہ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ و بارک وسلم) میں پیش کر دیتے تاکہ نیا پھل پہلے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی تناول فرمائیں (۱)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام جب کسی نئے پھل کو دیکھتے (تو خود کھانے سے) پہلے اسے خدمت اقدس میں پیش کرتے اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پھل کو پکڑتے تو (بارگاہ رب العزت میں) عرض کرتے کہ اے اللہ تعالیٰ! ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مدینہ میں برکت فرما۔ ہمارے صاع اور مد (۲) میں برکت نازل فرما۔ اے اللہ تعالیٰ! بیشک ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے۔ بے شک میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تجھ سے شہر مکہ کے لیے دعا کی تھی اور میں تجھ سے شہر مدینہ کے لیے وہی دعا کرتا ہوں، جو انہوں نے مکہ معظمہ کے لیے کی تھی، بلکہ اس سے دوگنی دعا کرتا ہوں۔ (ترمذی شریف)

کھجور (۳)

حضرت ابو عسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

---

۱ علماء کرام فرماتے ہیں کہ نیا پھل کھانے سے پہلے بارگاہ نبوی میں ہدیۂ درود شریف پیش کرنا مستحب ہے۔ ۱۲

۲ ''صاع اور مد'' مدینہ طیبہ کے پیمانوں کے نام ہیں، جن سے غلہ اور پھل وغیرہ ناپے جاتے تھے اور ان میں برکت سے مراد ان تمام اشیاء میں برکت ہے جو ان سے ناپی جاتی ہوں۔ ۱۲

۳ کھجور ایک نہایت ہی نفع بخش غذا اور پھل ہے۔ اس کی تعریف میں اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا: اطباء کے نزدیک اس کا مزاج گرم تر ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب میرے پاس سے گزرے، تو مجھے آواز دی۔ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل پڑا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے، تو ان کو بھی ساتھ لے لیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے، تو ان کو بھی ساتھ ملا لیا۔ یہاں تک کہ ہم ایک انصاری صحابی کے باغ میں پہنچے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے باغ کے مالک سے فرمایا: ہمیں نیم پختہ کھجوریں کھلاؤ۔ وہ خوشہ لے آیا اور سامنے رکھ دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے (یعنی ہم نے جو ساتھ تھے) کھایا۔ پھر سرور کائنات (فداہ روحی وجسدی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھنڈا پانی منگوا کر نوش جان فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ان نعمتوں کا تم سے ضرور سوال ہوگا۔ حضرت ابوعسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشہ پکڑ کر زمین پر مارا تو کچی کھجوریں بکھر گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا ان کے متعلق بھی ہم سے پوچھا جائے گا؟ فرمایا! ہاں! البتہ تین چیزیں ہیں، جن کے متعلق سوال نہ ہوگا۔ (ایک) وہ کپڑا جس سے انسان اپنا ستر ڈھانپے (دوسرے) وہ روٹی کا ٹکڑا جس سے اپنی بھوک مٹائے۔ (تیسرے) وہ مکان جس میں گرمی یا سردی سے بچنے کے لیے داخل ہو۔

(رواہ احمد وبیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ)

حضرت ام منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے۔ ہمارے ہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے (میری گزارش پر) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے تناول فرمایا۔ (ترمذی شریف)

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ سے) یہ کثیر الغذاء ہے، خون صالح پیدا کرتی ہے، ہاضم ہے، قوت باہ کو بڑھاتی ہے۔ معدہ اور جگر کو قوی کرتی ہے، بدن موٹا کرتی ہے۔ امراض باردہ مثلاً لقوہ، فالج وغیرہ میں بڑی مفید ہے۔ اس کی گٹھلی کا سفوف دستوں کو بند کرتا ہے۔ جلی ہوئی گٹھلی زخم سے خون کو روکتی اور دانتوں کو چمکدار بناتی ہے۔ ۱۲ (کتاب المفردات)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری عورت کے ہاں تشریف لے گئے' میں بھی ہمراہ تھا' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بکری ذبح کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے تھوڑا سا تناول فرمایا۔ پھر ایک برتن میں کچھ کھجوریں لائی گئیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ان میں سے بھی کچھ تناول فرمایا۔ پھر ظہر کی نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو کر کے نماز ظہر ادا فرمائی' پھر واپس تشریف لائے تو اس عورت نے (دوبارہ) بچا ہوا کچھ گوشت پیش کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (تھوڑا سا) تناول فرمایا اور دوبارہ وضو فرمائے بغیر (یعنی پہلے ہی وضو سے) نماز عصر ادا فرمائی۔ (ترمذی شریف)

کھجور اور مکھن [1]

بسر کے دو بیٹوں جو سلمیٰ سے تھے' فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے خدمت اقدس میں کھجور اور مکھن پیش کیا' کیونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھجور اور مکھن کو پسند فرماتے تھے۔ (سنن ابی داؤد)

کھجور اور ککڑی [2]

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ ککڑی کو تازہ کھجور کے ساتھ تناول فرماتے تھے (۳)۔ (شمائل

---

[1] مکھن کا مزاج گرم تر ہے۔ سب سے اچھا مکھن گائے کا ہوتا ہے۔ مکھن ملطف اور مقوی دماغ ہے۔ بدن کو موٹا کرتا اور سدہ کھولتا ہے۔ آواز کو صاف کرتا ہے۔ ظاہری و باطنی ورموں کو فائدہ دیتا ہے۔ اگر شہد میں ملا کر بچوں کے مسوڑھوں پر ملا جائے' تو دانت آسانی سے نکلتے ہیں' خشک کھانسی کو فائدہ دیتا ہے۔ فضلات کو پیشاب کے راستے سے خارج کر دیتا ہے۔ ۱۲ (کتاب المفردات)

[2] ککڑی (تر) کا مزاج سرد تر ہوتا ہے۔ یہ سوزش' گرمی' تیزیٔ صفرا' حدت خون وجگر کو تسکین دیتی ہے' پیشاب کھول کر لاتی ہے۔ ۱۲ (کتاب المفردات)

[3] ایک روایت میں ہے' راوی نے کہا کہ کھجور کی گرمی کو ککڑی کی برودت اور اس کی برودت کو کھجور کی گرمی سے اعتدال پر لاتے تھے۔ ۱۲ (مدارج النبوۃ)

ترمذی، بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے چچا معاذ بن عفراء نے تازہ کھجوروں کا ایک تھال، جن پر چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیاں بھی تھیں، مجھے دے کر حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ککڑی خوب مرغوب تھی۔ میں جس وقت حاضر خدمت ہوئی، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بحرین سے آئے ہوئے کچھ زیورات رکھے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے لپ بھر کر مجھے عنایت فرمایا۔ (ترمذی)

کھجور اور خربوزہ [1] و تربوز [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خربوزہ اور کھجور ایک ساتھ تناول فرماتے ہوئے دیکھا۔

(ترمذی شریف، مدارج النبوۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تربوز کو تازہ کھجوروں کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی و مدارج النبوۃ)

ابوداؤد شریف میں یہ زائد ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کھجور کی گرمی کو تربوز کی سردی سے اور تربوز کی سردی کو کھجور کی گرمی سے ختم کیا جائے گا۔

(مشکوٰۃ شریف)

---

[1] خربوزہ کا مزاج گرم تر ہوتا ہے۔ یہ جالی، قبض کشا اور مدر بول ہے، پتھری کو توڑتا ہے، اس کے چھلکے کا لیپ چہرے کی رنگت کو نکھارتا ہے (کتاب المفردات) خربوزہ پیٹ کے کیڑے مارتا اور نظر کو تیز کرتا ہے۔ (نزہتہ المجالس جزء ثانی)

[2] تربوز (ہندوانہ) سرد تر ہوتا ہے۔ یہ پیاس بجھاتا اور گرمی کو تسکین دیتا ہے۔ یہ طبیعت کو نرم کرتا ہے، پیشاب کھول کر لاتا ہے۔ گرمی کے بخار، تپ محرقہ، سوزش بول، سوزاک، یرقان اور گرمی کے اسہال میں مفید ہے۔ یہ قدرے دیر سے ہضم ہوتا ہے۔ ایک ہی وقت میں چاول اور تربوز کھانے سے پرہیز کریں۔ ۱۲ (کتاب المفردات)

مدارج میں ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ''شمۃ النخل'' (یعنی وہ گودہ جو کھجور کے درخت سے گوند کی مانند نکلتا ہے) کو بہت پسند فرماتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

انگور و کشمش [۱]

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو انگور کے خوشے اس طرح تناول فرماتے ہوئے دیکھا کہ (چھوٹا سا) خوشہ منہ میں لے کر دانے توڑتے اور تنکوں کو باہر کھینچ لیتے۔ (مدارج النبوۃ) مشہور ہے کہ ہاتھوں سے دانے توڑ کر منہ میں ڈالتے تھے (مذکورہ)

کتب سیر میں ہے کہ جب اہل طائف نے حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اسلام کا انتہائی بری طرح جواب (۲) دیا' تو واپسی پر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زخمی حالت میں عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ کے باغ میں تشریف لے گئے تو انہوں نے اپنے غلام عداس کے ہاتھ ایک تھال میں انگور کا ایک خوشہ پیش کیا' جسے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تناول فرمالیا۔ (ابن ہشام۔ مدارج النبوۃ' مواہب لدنیہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (وغیرہ) فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کے ہاں تشریف لے گئے اور گھر داخل ہونے کا) سے اذن مانگا اور فرمایا السلام علیکم (۳) ورحمتہ اللہ تعالیٰ' حضرت سعد رضی اللہ

---

۱ انگور اگر صحیح پختہ ہو تو مزاج گرم تر اور کچا ہو تو سرد خشک ہوتا ہے۔ یہ زود ہضم اور خون صالح پیدا کرتا ہے۔ مصفی خون بھی ہے۔ بدن کو موٹا کرتا ہے۔ پختہ انگور ملین اور کچا قابض ہوتا ہے۔ اگر انگور بے دانہ پک کر سوکھ جائے تو کشمش کہلاتا ہے۔ کشمش دل کو فرحت اور قوت دیتا ہے' سینہ کی بلغم کو چھانٹتا ہے' طبیعت کو نرم کرتا ہے' اس کا مزاج گرم تر مائل بہ اعتدال ہوتا ہے۔ ۱۲ (کتاب المفردات)

۲ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ''اخلاق کریمہ'' کے تحت یہ واقعہ تفصیلاً اسی کتاب میں گزر چکا ہے۔

۳ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب کسی کے ہاں تشریف لے جاتے تو دروازے کی ایک جانب کھڑے ہو کر تین بار اہل خانہ کو سلام فرماتے' اگر جواب آ جاتا' تو گھر میں تشریف لے

تعالیٰ عنہ نے جواباً عرض کیا وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ مگر اتنی آہستہ آواز سے کہ سنائی نہ دے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ سلام فرمایا اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر بار جواب دیا' مگر بہت آہستہ آواز سے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم واپس تشریف لے آئے تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں نے ہر مرتبہ آپ کے سلام کو سنا اور جواب بھی عرض کیا' مگر اتنی آہستہ کہ سنائی نہ دے سکے۔ میں نے یہ اس لیے کیا کہ میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے سلام کی زیادہ سے زیادہ برکت حاصل کروں۔ پھر (ان کی گزارش پر) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انکے گھر تشریف (۱) لے گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس میں خشک انگور (کشمش) پیش کیے۔ حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تناول فرمایا۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ''تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا ہے اور فرشتوں نے تمہارے حق میں برکت و رحمت کی دعا کی ہے اور روزہ داروں نے تمہارے ہاں روزہ افطار کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الضیافۃ)

انجیر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دو طباق انجیر بارگاہ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پیش کیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود تناول فرمائیں اور صحابہ کرام سے بھی فرمایا کہ ''کھاؤ'' (۲)

---

۱ یہ بھی اخلاق حمیدہ کی عمدہ صورت ہے کہ اہل خانہ کے گھر سے واپس تشریف لے جانے کے باوجود' پھر ان کی درخواست پر ان کے ہاں تشریف لے گئے' کوئی اور ہوتا تو انکار کر دیتا۔ ۱۲ منہ

۲ پوری حدیث اور انجیر کے فوائد ''طب نبوی'' میں ''بواسیر'' کے تحت آگے آئیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

پیلو[1] اراک

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ''مرالظہران'' میں تھے' ہم پیلو چنتے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم سیاہ رنگ کے پیلو چنو' کیونکہ وہ زیادہ اچھے ہیں۔'' صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ نے بکریاں چرائی ہیں؟ تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''ہاں! اور کوئی نبی نہیں (گزرا) مگر یہ کہ اس نے بکریاں چرائی ہوں۔''

(صحیح بخاری' مسلم شریف)

جنتی پھل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ (ایک بار) حضرت جبریل امین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے۔ مجھے (اللہ تعالیٰ نے) انگور (۲) کا خوشہ دے کر بھیجا

---

[1] پیلو ایک مشہور عام درخت کا پھل ہے۔ بہترین پھل وہ ہے جو سیاہ رنگ کا ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ علماء طب کے نزدیک اس کا مزاج گرم خشک ہے۔ یہ ورم کو تحلیل کرتا ہے' یہ بلغم چھانٹتا' مسام کو کھولتا اور ریاح غلیظ کو دفع کرتا ہے۔ اس کی جڑ کی مسواک دانتوں کو صاف اور مضبوط رکھتی ہے۔ اس کا پھل پیشاب کھول کر لاتا ہے۔ طبیعت کو نرم کرتا ہے' جسے سانپ نے کاٹا ہو' اسے سہاگہ کے ہمراہ کھلایا جاتا ہے۔ اس کی چھال کا جوشاندہ احتباس طمث میں خاطر خواہ فائدہ دیتا ہے۔ (کتاب المفردات)

[2] بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث کسوف بطولہ مذکور ہے جس کے آخر میں ہے۔ کہ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو دیکھا کہ آپ (علیہا الصلوٰۃ والسلام) نے اپنی جگہ کھڑے کھڑے کوئی چیز ہاتھ میں لی' پھر ہم نے آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے جنت کو ملاحظہ فرمایا تھا اور انگور کے خوشے کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔ اگر میں اسے لے آتا' تو تم کھاتے جب تک کہ دنیا باقی رہتی''..... انتہی (بخاری شریف)

ہے تا کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس کو تناول فرمالیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ خوشہ قبول فرمالیا۔ (خصائص کبریٰ جزء ثانی)

موعظت

کھانا کھانے کے کچھ آداب ہیں۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ان پر عمل کر کے پیٹ بھرنے کے ساتھ ساتھ سنت پہ عمل کرنے کا ثواب بھی حاصل کرے۔

بسم اللہ شریف کا پڑھنا

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس کھانے پر بسم اللہ شریف نہ پڑھی جائے' وہ کھانا شیطان کے لیے حلال ہو جاتا ہے۔'' (یعنی وہ کھانا جو بسم اللہ شریف کے بغیر کھایا جائے' اس میں شیطان شریک ہو جاتا ہے) (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو داخل ہوتے اور کھانا کھاتے وقت اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے لے' تو شیطان (اپنی ذریت سے) کہتا ہے کہ اس گھر میں نہ تو تمہیں رات ٹھکانا ملے گا اور نہ ہی کھانا' لیکن اگر داخل ہوتے وقت بسم اللہ شریف نہ پڑھی گئی' تو شیطان کہتا ہے کہ اب تمہیں رہنے کی جگہ مل گئی اور اگر کھانا کھاتے وقت بھی اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی نہ لیا تو شیطان کہتا ہے کہ اب تم کو کھانا اور ٹھکانا دونوں مل گئے۔'' (صحیح مسلم شریف)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کھانے میں حاضر ہوتے' تو جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم شروع نہ فرماتے' ہم کھانے میں ہاتھ نہ ڈالتے تھے۔ ایک مرتبہ ہم کھانے پر حاضر

تھے کہ ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی جیسے اسے کوئی دھکیل رہا ہو۔ اس نے کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا' مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک اعرابی آیا گویا کہ اسے بھی دھکیلا جا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ پھر فرمایا: شیطان اس کھانے کو حلال سمجھتا ہے جس کھانے پر اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی نہ لیا جائے۔ شیطان اس لڑکی کو لایا تا کہ اس کے ذریعے سے کھانا اپنے لیے حلال کر لے' مگر میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر اس اعرابی کو لایا تا کہ اس کے ذریعے اپنے لیے کھانا حلال کر لے۔ میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ مجھے اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اس وقت شیطان کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھ کے ساتھ میری گرفت میں ہے۔'' اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ شریف پڑھی اور کھانا تناول فرمایا۔ (مسلم' ابوداؤد' نسائی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کھانا کھائے' تو اللہ تعالیٰ کا نام ضرور لے۔ اگر شروع میں بسم اللہ شریف پڑھنا بھول جائے' تو (کھانا کھاتے وقت جب بھی یاد آئے) یوں کہے ''بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلِهٖ وَ آخِرِهٖ'' (ابوداؤد' ترمذی)

حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بسم اللہ شریف پڑھے بغیر کھانا کھا رہا تھا جب کھانا کھا چکا اور صرف ایک لقمہ ہی باقی رہ گیا' تو اس نے آخری لقمہ اٹھایا اور یہ کہا: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلِهٖ وَ آخِرِهٖ (یہ دیکھ کر) رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا' لیکن جب اس نے اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی لیا' تو شیطان نے وہ سب کچھ جو اس کے پیٹ میں (اس کھانے سے) تھا' اگل دیا' یعنی جو برکت چلی گئی تھی' واپس آ گئی۔ (ابی داؤد شریف)

حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

آلہ وسلم نے فرمایا: ''تم اکٹھے ہو کر کھانا کھایا کرو اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو تمہارے لیے اس میں برکت ہوگی۔'' (احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ' حاکم)

ہاتھوں کا دھونا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانا کھانے کے بعد وضو کرنا' (یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا) برکت ہے۔ میں نے اس مضمون کو بارگاہ نبوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں عرض کیا' تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کھانے کی برکت اس سے پہلے اور بعد وضو کرنا (یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا) ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی یہ پسند کرے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے گھر میں خیر و برکت زیادہ کرے' اسے چاہئے کہ جب کھانا حاضر کیا جائے' تب بھی اور جب کھانا اٹھایا جائے' تب بھی وضو کرے' (یعنی ہاتھ دھوئے اور کلی کرے) (ابن ماجہ)

کھانا نمک سے شروع اور نمک پر ختم ہو

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کھانا نمک سے شروع اور نمک ہی پر ختم کیا کرو' کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفاء ہے' جن میں جذام' برص' درد حلق' درد دندان اور درد شکم شامل ہے۔''

(نزہتہ المجالس جزء اول)

دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و

سلم نے فرمایا: ''جب کوئی کھانا کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پانی پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے۔'' (مسلم شریف) کیونکہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے۔

(صحیح مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (مسلمان پر لازم ہے) دائیں ہاتھ سے کھائے' دائیں ہاتھ سے پیئے اور دائیں ہاتھ سے دے اور دائیں ہاتھ سے ہی لے' کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا' بائیں سے پیتا' بائیں سے لیتا اور بائیں ہی سے دیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

کھانے کے وقت بیٹھنے کا طریقہ

حضرت ابو عبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کھانا کھاتے وقت جوتے اتار لو' کیونکہ یہ سنت جمیلہ ہے۔'' (حاکم)

یہ روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ جب کھانا رکھا جائے تو جوتے اتار لو' اس سے تمہارے پاؤں کے لیے راحت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں ٹیک (۱) لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔'' (بخاری شریف' ترمذی شریف)

حضرت قتادہ' حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

---

۱ بعض علماء کرام کے نزدیک چار زانو (چوکڑی مار کر) بیٹھنا بھی خلاف سنت ہے۔ صحیح طریقہ یا تو گھٹنوں کو کھڑا کر کے (اکڑوں) بیٹھنا ہے یا داہنا گھٹنا کھڑا کرنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا ہے۔ کسی چیز سے ٹیک لگا کر کھانا کھانا فرعونوں اور متکبروں کا طریقہ ہے۔ ہاں! اگر کوئی مجبوری مثلاً بیماری وغیرہ ہو تو جائز ہے۔

(مدارج النبوۃ عن سفر السعادۃ' مواہب لدنیہ وشفاء شریف)

اور کھڑے ہو کر کھانا کھانا خلاف سنت بھی ہے اور فی زمانہ عیسائیوں کا طریقہ بھی۔ ۱۲

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہ تو خوان (میز) پر کھانا کھایا' نہ (چھوٹی چھوٹی) طشتریوں میں اور نہ ہی کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے (باریک) چپاتی پکائی گئی۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس چیز پر کھانا تناول فرماتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہی (چمڑے کے) دسترخوان پر۔ (شمائل ترمذی و بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت فیض درجت میں کھجوریں پیش کی گئیں۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکڑوں بیٹھے کھجوریں تناول فرما رہے تھے۔ (مسلم شریف۔ ترمذی)

گرا لقمہ اٹھانا' انگلیاں اور برتن چاٹنا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک بار) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لائے' تو روٹی کا ایک ٹکڑا (زمین پر) پڑا ہوا دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھایا اور اسے پونچھ کر تناول فرمالیا اور ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! اچھی چیز کا احترام کرو' کیونکہ یہ چیز (یعنی روٹی) جب کسی قوم سے بھاگی ہے' تو لوٹ کر نہیں آئی۔'' (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''روٹی کا احترام کرو' کیونکہ وہ زمین و آسمان کی برکات میں سے ہے۔ جو شخص دسترخوان سے گرا ہوا لقمہ اٹھا کر کھائے گا' اس کی مغفرت ہو جائے گی۔'' (طبرانی شریف)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: (خبردار) شیطان تمہارے ہر کام میں حاضر ہو جاتا ہے (یہاں تک کہ)

کھانے میں بھی حاضر ہو جاتا ہے لہٰذا اگر لقمہ گر جائے اور اسے مٹی وغیرہ لگ جائے تو صاف کر کے کھالے اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے اور جب کھانا کھانے سے فارغ ہو تو (اگر انگلیوں کو کھانا لگا ہو تو) انگلیاں چاٹ لے کیونکہ معلوم نہیں کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔'' (مسلم)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے اور پونچھنے سے قبل انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔

(شمائل ترمذی، مسلم شریف)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انگلیاں اور کھانے کا برتن (پلیٹ وغیرہ) چاٹنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ کس نوالہ میں برکت ہے؟ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

حضرت نبیشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص پیالے میں کھائے اور بعد میں اسے چاٹ لے تو وہ برتن اس کے لیے دعا کرتا ہے۔'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ برتن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے جہنم سے بچائے جس طرح تو نے مجھے شیطان (کے چاٹنے) سے بچایا۔ (مشکوٰۃ شریف)

کھانا کھانے سے فارغ[1] ہو کر

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

---

[1] حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھانا شروع کرنے سے پہلے اور پھر درمیان میں پانی نوش فرماتے۔ کھانا کھا کر اوپر سے پانی نوش نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ کھانا ہضم ہونے کے قریب ہو جاتا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (ابن ماجہ' ترمذی' ابوداؤد)

(سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہم کو کھانا کھلایا' پانی پلایا اور مسلمان بنایا)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ جل شانہ وعم نوالہ اس بات پر بڑی رضا مندی ظاہر فرماتا ہے کہ کوئی بندہ کھانے کا لقمہ کھائے یا پانی کا گھونٹ پیئے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے۔'' (شمائل ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کھانا کھا کر (اللہ کریم جل جلالہ کا) شکر ادا کرنے والا صبر کرنے والے روزہ دار کی طرح ہے۔ (ترمذی' مشکوٰۃ' ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جس شخص کے ہاتھ میں (کھانے کی) چکنائی (کی بو) ہو اور وہ بغیر ہاتھ دھوئے سو جائے اور اس کو کوئی تکلیف پہنچ جائے' تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرے (کیونکہ اسے لازم تھا کہ ہاتھ دھوتا) (ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ)

ایسے ہی سیدۃ النساء' حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی مروی ہے۔

کھانا بہت زیادہ نہ کھائے

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''آدمی نے اپنے پیٹ سے زیادہ بُرا برتن کوئی نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لیے تو چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا کریں۔ اگر زیادہ ہی کھانے پر تل جائے' تو ایک تہائی کھانے کے لیے' ایک تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے رکھے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کی (بہت زیادہ کھانے کی وجہ سے) ڈکار کی آواز سنی، تو فرمایا: ''اپنی ڈکار کم کرو، (یعنی تھوڑا کھایا کرو) اس لیے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا جو (دنیا میں) سب سے زیادہ کھاتا تھا۔'' (ترمذی شریف)

سونے چاندی کے برتن

حضرت ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں کھاتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے (مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول معظم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ''حریر'' اور ''دیباج'' (ریشمی کپڑے) نہ پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں نہ کھاؤ، کیونکہ وہ دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور آخرت میں تمہارے لیے ہوں گے۔'' (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

پینے کی اشیاء

پانی

حضور انور (فداہ امی وابی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ٹھنڈے اور شیریں پانی کو پسند فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ''سقیا'' سے (ٹھنڈا اور) میٹھا پانی منگوایا جاتا تھا، مروی ہے کہ ''سقیا'' ایک چشمہ ہے جو مدینہ طیبہ سے دو دن کی مسافت پر واقع (۱) ہے۔ (سنن ابی داؤد)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ

---

۱ بیئر سقیا مدینہ طیبہ سے تقریباً ۳۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ۱۲ (مدارج النبوۃ)

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پینے کی چیزوں میں ٹھنڈی اور میٹھی چیز (زیادہ) محبوب تھی۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک ڈول آب زمزم کا لایا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نوش فرمالیا' حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کھڑے (۱) تھے۔ (بخاری' مسلم' مشکوٰۃ)

حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے۔ گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے کھڑے مشکیزے سے منہ لگا کر پانی نوش فرمایا۔ میں نے اٹھ کر مشکیزہ کا منہ کتر کر اپنے پاس رکھ لیا (۲) (شمائل ترمذی)

کچی لسی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے ایک صحابی (۳) کے ہمراہ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہ انصاری صحابی اپنے باغ کو پانی دے رہے تھے۔ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: ''اگر تمہارے پاس رات کا باسی پانی مشکیزہ میں ہو تو لاؤ' ورنہ ہم منہ لگا کر (نہر یا

۱ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پانی پینے کی وضاحت موعظت کے اندر آئے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

۲ حضرت امام نووی اور دیگر علماء کرام (رحمہم اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں کہ حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یا تو تبرکاً مشکیزہ کاٹ کر رکھ لیا کہ اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دہن مبارک لگایا یا پھر احتراماً تاکہ اسی جگہ کوئی دوسرا منہ نہ لگائے جیسا کہ امام ترمذی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شمائل ترمذی کے اسی باب میں حضرت انس کی والدہ ام سلیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا ایسا ہی واقعہ نقل فرمایا کہ انہوں نے بھی مشکیزے کا منہ کاٹ کر رکھ لیا تھا۔ اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ام سلیم نے مشکیزے کا منہ کاٹتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب اس جگہ کوئی منہ نہیں لگا سکتا' یعنی احتراماً کاٹ لیا تھا۔ ۱۲

۳ وہ صحابی بعض روایات کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ۱۲

کیاری سے) پانی نوش فرما لیتے ہیں۔'' انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس رات کا باسی پانی مشک میں ہے۔ وہ (انصاری صحابی) اپنے جھونپڑے میں گئے' پیالے میں پانی ڈالا۔ پھر اس میں بکری کا دودھ دوہا (یعنی کچی لسی بنائی) اسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے نوش جان فرمایا۔ انہوں نے دوبارہ ایسے ہی کیا' تو اس صحابی نے بھی نوش کیا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم کے لیے بکری کا دودھ دوہا گیا' پھر اس میں اس کنوئیں کا پانی جو کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تھا' ملایا گیا' پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں پیش کیا گیا۔ حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نوش جان فرمایا (نوش جان فرمانے کے بعد جو دودھ کی لسی بچ گئی' وہ بطور تبرک تقسیم فرمانے لگے تو) بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دائیں طرف ایک اعرابی بیٹھے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) (پہلے) ابوبکر کو دیجئے (مگر) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعرابی کو پیالہ پکڑا دیا جو دائیں طرف تھا اور ارشاد فرمایا: دائیں طرف (کیونکہ) دایاں مقدم ہے۔''

دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا: ''دائیں طرف والے زیادہ حقدار ہیں' دائیں طرف والے زیادہ حقدار ہیں۔ غور سے سنو' دائیں طرف والوں کو پہلے دیا کرو۔''

(بخاری شریف' مسلم شریف' مشکوٰۃ شریف)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے ابوبکر! تم ہجرت کی رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے' وہ واقعہ مجھے سناؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ ہم ساری رات چلتے رہے۔ اگلے دن بھی چلتے رہے۔ جب دوپہر کا وقت ہوا اور لوگوں کی آمدورفت ختم ہوئی تو ہم ایک لمبے پتھر کے سایہ میں

اترے۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے جگہ کو ہموار کیا تا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم آرام فرما سکیں اور میں گرد و نواح کی نگرانی کرنے لگا' تو سامنے ایک چرواہا آتا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے اس سے جا کر کہا کہ تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا' ہاں! میں نے پوچھا کہ کیا دھوہے گا؟ اس نے کہا کہ ہاں! پھر اس نے ایک بکری پکڑی اور پیالہ میں دودھ نکالا۔ میرے پاس ایک برتن تھا کہ جس کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم وضو فرماتے اور پانی اور دودھ نوش فرماتے تھے۔ میں نے دودھ اس برتن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ڈال لیا۔ پھر میں بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا' تو ابھی تک محوِ خواب تھے' میں نے جگانا مکروہ سمجھا۔ پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم خود بیدار ہوئے تو میں نے ٹھنڈا کرنے کی غرض سے اس دودھ میں تھوڑا سا پانی ملایا اور عرض کیا یا نبی اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ اسے نوش فرمالیں' چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نوش فرمایا' یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔ (یہ طویل حدیث پاک ہے' آگے سراقہ کا واقعہ ہے) (بخاری و مسلم شریف)

دودھ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزوں کو رد نہیں کرنا چاہئے (۱) تکیہ (۲) تیل خوشبو (۳) دودھ (شمائل ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت میمونہ (۱) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گئے۔ وہ ایک برتن میں دودھ لے کر آئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نوش فرمایا۔ میں دائیں اور حضرت خالد بن ولید بائیں جانب

---

۱ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان دونوں بزرگوں کی خالہ تھیں۔ ۱۲

تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نوش فرمانے کے بعد) مجھے فرمایا کہ اب پینے کا حق تیرا ہے۔ ہاں! اگر تو بخوشی قبول کرلے تو خالد کو ترجیح دے دے۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پس خوردہ پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ اس کے بعد ارشاد گرامی فرمایا کہ جب کسی شخص کو حق تعالیٰ کوئی چیز کھلائے تو یہ دعا پڑھنی چاہئے: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَ اَطْعِمْنَا خَیْرًا مِنْہُ۔ اور جب کسی کو اللہ تعالیٰ دودھ عطا فرمائے تو کہے: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَ زِدْنَا مِنْہُ۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''دودھ کے علاوہ کوئی بھی چیز ایسی نہیں، جو کہ کھانے اور پینے کا کام دیتی ہو۔''

(شمائل ترمذی، ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: خدا کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، مجھ میں بھوک برداشت کرنے کی بڑی صلاحیت تھی۔ میں بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں سرراہ بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے، میں نے ان سے کلام اللہ شریف کی آیۂ مبارکہ پوچھی، میں نے ان کو اس لیے مخاطب کیا تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے، مگر وہ نہ لے گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے۔ میں نے ان سے بھی آیت مبارکہ پوچھی۔ یہ بھی اس لیے کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے، مگر انہوں نے بھی ساتھ نہ لیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور مجھے دیکھا تو تبسم فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے دل اور چہرہ کی کیفیت جان گئے اور فرمایا: میرے ساتھ چلو، میں ساتھ ہولیا۔ یہاں تک کہ اپنے خانۂ اقدس میں تشریف لے گئے، میں بھی اجازت لے کر اندر چلا گیا، وہاں دیکھا کہ ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ دودھ کہاں سے آیا؟ گھر والوں نے عرض کیا کہ فلاں صحابی

نے خدمت عالیہ میں ہدیۃً بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) فرمایا: اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ اصحاب صفہ اہل اسلام کے مہمان تھے۔ جب کوئی صدقہ خدمت عالیہ میں پیش کیا جاتا' تو تمام اصحاب صفہ کو عنایت فرما دیتے۔ اگر ہدیہ ہوتا' تو خود بھی تناول فرماتے اور اصحاب صفہ کو بھی عنایت فرماتے۔ غرضیکہ میں بلانے کے لیے چل دیا۔ میں دل میں خیال کرتا تھا کہ اتنے تھوڑے سے دودھ سے اتنے زیادہ آدمیوں کا کیا بنے گا؟ اگر مجھے پیاس بجھانے کو مل جاتا تو ٹھیک تھا۔ اب جبکہ اصحاب صفہ تشریف لائیں گے' تو مجھے حکم ہوگا کہ ان کو پلاؤ۔ بہر حال! تعمیل ارشاد گرامی کرتے ہوئے میں اصحاب صفہ کو لے گیا۔ سب آ کر بیٹھ گئے تو مجھے ارشاد ہوا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) فرمایا کہ یہ دودھ اٹھاؤ اور اصحاب صفہ کو پلاؤ۔ میں نے پیالہ لیا اور باری باری ہر آدمی کو پیالہ دیتا رہا۔ جب وہ دودھ سے اچھی طرح سیراب ہو جاتا تو پیالہ مجھے واپس لوٹا دیتا۔ یہاں تک کہ تمام اصحاب صفہ سیراب ہو گئے اور میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پیالہ مجھ سے لیکر اپنے دست مبارک پر رکھا اور تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھ کر فرمایا: اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) فرمانے لگے: اے ابو ہریرہ! اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ نے سچ فرمایا ہے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! پھر مجھے ارشاد ہوا کہ بیٹھ جاؤ اور دودھ پیو۔ میں نے دودھ پیا (پیالہ واپس کرنے لگا تو) فرمایا اور پیو۔ میں نے اور پیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے فرماتے رہے کہ اور پیو اور میں پیتا رہا۔ بالآخر میں نے عرض کیا کہ اب نہیں پی سکتا۔ مجھے اس خدا کی قسم کہ جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' اب کوئی گنجائش نہیں۔ یہ کہہ کر وہ پیالہ میں نے خدمت عالیہ میں پیش کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پیالہ مجھ

سے پکڑا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کے بعد دودھ نوش فرمالیا۔ (بخاری شریف' خصائص کبریٰ)

حضرت نضلہ بن عمرو الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک برتن میں دودھ دوہا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا اور بچا ہوا مجھے عنایت فرمادیا۔ میں نے وہ دودھ پیا تو سیراب ہو گیا۔ میں نے بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں سات بکریوں کا دودھ پی جاتا تھا' مگر سیراب نہ ہوتا تھا (لیکن آج تھوڑا سا پی کر سیراب ہو گیا) (خصائص کبریٰ)

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حبیش بن خالد سے روایت ہے کہ جب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ان کے آزاد کردہ غلام) عامر بن فہیرہ اور عبداللہ لیثی کے ہمراہ ام معبد کے خیمہ کے پاس سے گزرے اور ام معبد سے گوشت اور دودھ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے عرض کی کہ ہم قحط زدہ ہیں' کوئی بھی چیز پاس نہیں۔ خیمہ میں ایک طرف ایک کمزور سی بکری کھڑی تھی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بکری کے متعلق دریافت فرمایا تو ام معبد نے عرض کی کہ زیادہ کمزور ہونے کی وجہ سے ساتھ نہیں جاسکی۔ فرمایا کہ کیا اس میں دودھ ہے؟ ام معبد نے عرض کیا کہ بھلا اس میں دودھ کہاں؟ فرمایا: کیا تو اجازت دیتی ہے کہ میں اس کا دودھ دوہ لوں؟ ام معبد نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان' اگر آپ دودھ دیکھتے ہیں تو دوہ لیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بکری منگوائی اور اس کے تھنوں پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ پھر بسم اللہ شریف پڑھ کر دعا فرمائی۔ (تو اسی وقت) بکری کے تھن دودھ سے لبریز ہو گئے اور وہ جگالی کرنے لگی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اتنا

بڑا برتن طلب فرمایا جو کہ ایک پورے قافلے کے لیے کافی ہو' پھر اس میں اپنے دست مبارک سے دودھ دوہا تو وہ برتن دودھ سے بھر گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ دودھ ام معبد کو پلایا' یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گئیں۔ پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا' جب سب سیراب ہو گئے تو (سب کے آخر) خود نوش جاں فرمایا۔ پھر دوبارہ اس بکری (۱) کا دودھ دوہا اور برتن بھر کر ام معبد کو عطا فرما دیا۔ پھر ام معبد سے (اسلام پر) بیعت لی اور چل دیئے (۲) (مشکوٰۃ شریف)

جنتی دودھ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنتی دودھ بھی نوش فرمایا۔ کتب احادیث وسیر میں معراج شریف کا واقعہ بڑی تفصیل سے مذکور ہے۔ اس میں خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شمع رسالت کے پروانوں کو اس واقعہ کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے فرمایا: پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا۔ اس کے بیر (پھل) اتنے بڑے تھے کہ گویا مقام ہجر کے مٹکے' اور اس کے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان۔ وہاں سے چار نہریں جاری تھیں۔ دو اندر کو جا رہی تھیں اور دو باہر کو جبریل امین (علیہ السلام) نے

---

۱ وہ بکری دست اقدس کے چھو جانے کی برکت سے اٹھارہ سال زندہ رہی اور مسلسل صبح وشام دودھ دیتی رہی۔ یہاں تک کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جب قحط سالی عام ہوئی تو وہ بکری فوت ہو گئی۔

۲ حضرت ہشام بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد ام معبد کا شوہر ابو معبد بکریاں لے کر گھر آیا تو دودھ دیکھ کر تعجب سے پوچھا کہ ام معبد! یہ دودھ کہاں سے آیا؟ جبکہ بکریاں تو دور جنگل میں تھیں' اور کوئی دودھ دینے والی بکری گھر پہ نہ تھی۔ ام معبد نے کہا کہ یہ سب ایک بابرکت آدمی کی برکت ہے۔ جس کا واقعہ اس طرح ہوا۔ ابو معبد نے کہا' اے ام معبد! اس کے کچھ حالات بیان کرو تو ام معبد نے کہا کہ ایک چمکدار چہرے والا' روشن پیشانی والا' شاندار حسین' نہایت خوش آدمی تھا۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بتایا کہ اندر جانے والی نہریں جنت کی نہریں ہیں اور باہر والی نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھے بیت المعمور دکھایا گیا اور میرے پاس ایک پیالہ شراب کا' ایک دودھ کا اور ایک شہد کا لایا گیا۔ میں نے دودھ والے پیالے کو اختیار کیا (یعنی دودھ نوش فرمالیا) حضرت جبریل امین علیہ السلام نے کہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فطرت کو پسند فرمایا ہے (طویل حدیث پاک کا ایک حصہ) (بخاری' مسلم' مشکوٰۃ شریف)

مسلم شریف کی ایک روایت میں بیت المقدس سے نکلتے وقت دودھ نوش فرمانے کا ذکر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات کے بعد مجھے ساتویں آسمان سے آگے لے جایا گیا' یہاں تک کہ ایک نہر پر پہنچے جس پر یاقوت' موتی اور زبرجد کے پیالے رکھے تھے۔ اس پر سبز لطیف پرندے بھی تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے جو کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو آپ کے رب نے عطا فرمایا۔ اس کے اندر سونے اور چاندی کے برتن پڑے ہیں۔ یہ یاقوت اور زمرد کے

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ سے آگے) آپ نہ تو بڑی توند والے بدہیت تھے اور نہ ہی چھوٹے سر والے کہ حقیر معلوم ہوں۔ وہ سیاہ' کشادہ چشم اور گھنی پلکوں والے تھے' ان کی آواز میں رعب و دبدبہ تھا۔ داڑھی گھنی بھنویں پتلی' لمبی اور ملی ہوئی تھیں۔ خاموشی کے وقت باوقار اور کلام فرماتے وقت پُر رونق۔ دور سے رخ انور بہت ہی حسین اور روشن نظر آتا تھا اور قریب سے نہایت شیریں اور خوش گفتار۔ ان کا کلام فصیح و بلیغ اور ممتاز تھا' نہ کم کہ ناقص ہو نہ زیادہ گوئی (کہ سننے والا اکتا جائے) گفتگو پروئے ہوئے موتیوں کی طرح تھی' ان کا قد مبارک درمیانہ تھا' نہ تو اتنا طویل کہ برا معلوم ہو' نہ اتنا چھوٹا کہ حقیر نظر آئے۔ قامت زیبا (گویا) دوشیزاؤں کے درمیان کی ٹہنی تھی۔ نہایت خوش منظر' عالی قدر' ان کے ساتھی ان کو گھیرے رکھتے۔ اگر وہ ارشاد فرماتے' تو فوراً خاموشی سے کان لگا کر ان کی بات سنتے تھے۔ اگر وہ کسی کام کا حکم دیتے' تو تعمیل حکم میں ایک دوسرے پر پیش قدمی کرتے۔ وہ مخدوم تھے' مطاع تھے' بلند اخلاق والے تھے۔'' (یہ سن کر) ابومعبد نے کہا: ''خدا کی قسم یہ تو وہی ہیں جن کے مکہ میں ظہور کا ہم سے ذکر کیا گیا تھا۔ میرا ارادہ تو ان کی خدمت میں رہنے کا تھا' اگر ممکن ہو سکا تو میں ایسا ضرور کروں گا۔'' (تفسیر مظہری جلد پنجم)

بنے ہوئے سنگریزوں پہ چلتی ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ میں نے ایک برتن لے کر اس میں سے کچھ پیا' تو شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (کتب سیرت)

شہد [1]

شہد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ اور مرغوب ترین اشیاء میں سے تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حلوہ (۲) اور شہد (بہت) پسند تھا۔ (بخاری' مشکوٰۃ)

منقول ہے کہ (عموماً) سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علی الصبح شہد میں پانی ملا کر نوش جاں فرمایا کرتے تھے۔ پھر جب اس پر کچھ وقت گزر جاتا اور بھوک محسوس ہوتی تو جو کچھ از قسم غذا موجود ہوتا' تناول فرما لیتے۔ (مدارج جلد اول۔ نزہتہ المجالس)

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبید بن عمیر سے سنا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شہد نوش فرمایا کرتے

---

[1] ابن طرخان نے طب نبوی میں بیان کیا کہ شہد بوڑھوں' بلغمی مزاج والوں اور بلغمی کھانسی میں بہت مفید ہے۔ اگر بدن یا سر میں لگایا جائے' تو جوئیں مار دیتا ہے۔ اگر بالوں پر لیپ کی جائے' تو ان کو دراز اور خوشنما بناتا ہے۔ اس کا کھانا اور آنکھ میں لگانا مقوی ہے۔ زہری نے طب نبوی میں بیان کیا کہ شہد غذاؤں کے ہمراہ غذا اور پینے کی چیزوں کے ساتھ پینے کی چیز ہے اور یہ حافظہ کے لیے بہترین چیز ہے۔ ابن ماجہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ہر ماہ میں تین دن صبح شہد چاٹ لیا کرے' اسے کوئی بڑی بیماری نہ آئے گی۔'' حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے اوپر دو شفاؤں کو لازم کر لو' ایک شہد اور دوسرا قرآن پاک۔'' (الحدیث) شہد کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ جس شہد کو آگ' دھوئیں اور پانی کا اثر نہ پہنچا ہو' اسے مشک میں ملا کر آنکھ میں لگانا نزول الماء (موتیا) کو مفید ہے۔ ہاں! البتہ صفراوی مزاج والوں کو فائدہ نہیں دیتا' لیکن اگر سرکہ کے ساتھ کھائیں تو فائدہ بخش ہے۔ ربیع الابرار میں ہے کہ صبح نہار منہ شہد پینا بفضلہ تعالیٰ فالج سے محفوظ رکھتا ہے۔ ۱۲ (نزہتہ المجالس)

[2] عربی میں ہر میٹھی چیز کو ''حلوہ'' کہتے ہیں اور اسی سے ''حلوائی'' ہے' یعنی مٹھائی بنانے والا۔ ۱۲

تھے۔(بخاری)

طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن ابی ملیکہ کی اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شہد تناول فرمایا کرتے تھے۔(تفسیر مظہری جلد یازدہم)

ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن رافع سے نقل کیا کہ ام المومنین حضرت ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میرے پاس شہد کی ایک کپی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اس شہد کو پسند فرماتے تھے اور اس میں سے کچھ نوش فرمایا کرتے تھے۔(تفسیر مظہری جلد یازدہم)

نبیذ [1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے اس پیالے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پینے کی اشیاء شہد' نبیذ' پانی اور دودھ پلایا۔
(مسلم شریف' مشکوٰۃ شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہم ایک مشکیزہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نبیذ بناتے تھے' اوپر کی طرف سے مشکیزہ کا منہ بند کر دیا جاتا تھا۔ اور نیچے اس کا دہانہ تھا۔ ہم صبح اس میں نبیذ ڈالتے' تو سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رات کو پی لیتے۔ اگر رات کو ڈالا جاتا' تو صبح نوش جاں فرما لیتے تھے۔

(صحیح مسلم شریف)

---

[1] نبیذ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ منقی یا کھجور کوٹ کر پانی میں ملا کر رکھ دیتے ہیں تا کہ پانی میٹھا ہو جائے۔ اگر (بلحاظ موسم) ایک دو روز رکھا جائے تا کہ شیرینی سے لب چسکنے لگیں' تو اسے نبیذ کہتے ہیں۔ اگر فوراً بنا کر پی لیا جائے تو اسے نقیع کہتے ہیں۔ اگر تیز ہو جائے تو مکروہ ہے اور اگر کف یا جھاگ اٹھ آئے تو حرام اور خمر ہے۔۱۲
(مدارج النبوۃ)

ستو [1]

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ اصحاب شجرہ (۲) میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے پاس ستو لائے گئے۔ انہوں نے ان کو (پانی میں) گھول کر نوش فرمایا۔ (بخاری شریف)

موعظت

(پینے کا طریقہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

مسلم شریف میں اتنا زائد ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس طرح پینا خوب سیراب کرتا ہے اور صحت کے لیے مفید اور خوشگوار ہے۔

(مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے برتن میں (یعنی کوئی چیز پیتے وقت برتن منہ سے جدا کیے بغیر) سانس لینے اور پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک ہی سانس میں پانی نہ پیو جیسا کہ اونٹ پیتا ہے، بلکہ دو تین سانس

---

[1] بھنے ہوئے جو کے آٹے کو پانی میں گھول کر پینا ستو کہلاتا ہے۔ علماء طب کے نزدیک جو کی تاثیر سرد خشک ہے۔ اس میں نشاستہ، نائٹروجنی مادہ، لوہا اور فاسفورک ایسڈ پایا جاتا ہے۔ کتاب المفردات میں ہے کہ یہ خون کے جوش کو تسکین دیتا ہے۔ پیاس اور گرمی کے بخار کی حدت کو روکتا ہے، پیشاب کھول کر لاتا ہے، مواد کو پختہ کرتا ہے۔ جو کی روٹی مونا پے کا اصولی علاج ہے۔ بخار کے مریضوں کو ہلکی غذا کے طور پر آش جو دیتے ہیں۔ ۱۲

[2] اصحاب شجرہ سے مراد وہ صحابہ ہیں، جنہوں نے صلح حدیبیہ کے دن درخت کے نیچے دست اقدس پر بیعت کی تھی۔

لے کر پیو۔ جب پیو تو بسم اللہ شریف پڑھو اور جب برتن سے منہ جدا کرو تو الحمد اللہ کہو۔

(ترمذی شریف)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینے اور پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مشک کا دہانہ موڑ کر (یعنی مشکیزہ سے منہ لگا کر) پانی پینے سے منع فرمایا۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی)

سنن ابن ماجہ میں یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے منع فرمانے کے بعد ایک شخص رات کو پانی پینے کے لیے اٹھا۔ مشک کا منہ کھولا تو اس میں سے سانپ نکلا۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک ڈول میں آب زمزم لے کر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کھڑے کھڑے ہی نوش جاں فرمایا۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نماز ظہر ادا فرمائی۔ پھر کوفہ کے چبوترہ پر (یعنی دار القضاۃ میں) لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بیٹھے۔ یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت آ گیا۔ پھر آپ کے پاس (وضو کے

لیے) پانی لایا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوش فرمایا۔ پھر آپ نے منہ اور ہاتھ دھوئے۔ پھر راوی نے سر اور پاؤں کا ذکر کیا۔ پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا اور فرمایا: ''کچھ لوگ کھڑے ہو کر پینا پسند نہیں کرتے۔ بیشک حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا جس طرح کہ میں نے کیا ہے۔'' (صحیح بخاری شریف)

علماء کرام (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے) ان روایات کی اس طرح مطابقت فرماتے ہیں کہ آب زم زم اور آب وضو کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے اور باقی پانی بیٹھ کر پیئے۔ اور حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے فرمانے کا یہ ہی مطلب ہے کہ ہر پانی کھڑے ہو کر پینا منع نہیں ہے۔

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''یہ سب حدیثیں صحیح ہیں۔ ان میں جمع وتطبیق اس طرح ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا خلاف اولیٰ ہے۔ اور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عمل بیان جواز کے لیے ہے اور شارع علیہ السلام کے لیے جائز ہے کہ بیان جواز کے لیے ایسے فعل کو اختیار فرمائیں۔'' (کچھ آگے جا کر تحریر فرماتے ہیں)

''مقتضائے کلام یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پینے کو اپنی عادت نہ بنائے اور اگر کبھی (ضرورت کے تحت) کھڑے ہو کر پانی پی لیا' تو ممنوع نہ ہوگا۔'' (واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم) (مدارج النبوۃ)

برتن ڈھانپنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب اول شب ہو..... یا فرمایا کہ سر شام تم اپنے بچوں کو (گھروں میں) بند کر دو (یعنی گھر سے باہر نہ نکالو) کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں اور جب رات

کا کچھ حصہ گزر جائے تو بچوں کو چھوڑ دو۔ (یعنی باہر نکلنے کی اجازت دے دو) جب دروازے بند کرو تو بسم اللہ شریف پڑھو' کیونکہ شیطان ایسا دروازہ نہیں کھولتا۔ اپنی مشکوں کے منہ باندھ دو اور بسم اللہ شریف پڑھو اور بسم اللہ شریف پڑھ کر اپنے برتن ڈھانپ لو' اگرچہ برتن پر چوڑائی کی جانب کوئی چیز (لکڑی وغیرہ) ہی رکھ دو اور اپنے چراغ بجھا دو۔'' (متفق علیہ)

بخاری شریف کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ برتن ڈھانپ دو' مشکوں کا منہ بند کر دو۔ شام کے وقت بچوں کو اپنے پاس بند رکھو' کیونکہ یہ جنات کے پھیلنے اور اچک لینے کا وقت ہے اور سوتے وقت چراغ بجھا دو' کیونکہ بسا اوقات چوہا بتی کھینچ لے جاتا ہے اور گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔

(مشکوٰۃ جزء ثانی)

اللہ اللہ! (جل شانہ) حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی امت پہ شفقت ملاحظہ فرمائیں کہ کیسے حکیمانہ انداز میں نصیحت فرمائی کہ سرِ شام بچوں کو باہر نہ نکالو' کیونکہ وہ شیاطین کے پراگندہ ہونے اور بلیات کے نزول کا وقت ہے' کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے بچے کو شیطان کوئی کچوکہ لگا دے اور تمہیں پریشانی ہو' بلکہ شیطان لعین کے داخلہ کو ناممکن بنانے کے لیے فرمایا کہ دروازہ بھی بند کرو تو بسم اللہ شریف پڑھ کر۔ پھر فرمایا کہ مشک کا منہ باندھ لو اور برتن کو ڈھانپ دو' کیونکہ ممکن ہے کہ رات کے اندھیرے میں کوئی زہریلا کیڑا' کوئی سانپ یا چھپکلی وغیرہ برتن یا مشک میں داخل ہو جائے' جس سے تمہیں نقصان پہنچے۔ چراغ بجھانے کی حکمت یوں بیان فرمائی کہ چوہا شیطان کے ورغلانے سے چراغ کی بتی (جو اس زمانہ میں روغن زیتون یا چربی سے جلائے جاتے تھے) کھینچ لے جاتا ہے جس سے آگ لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث' جسے ابوداؤد نے ذکر فرمایا' اس

میں ہے کہ ایک بار سید عالم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک بوریئے پر تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک چوہا ایک جلتی ہوئی چراغ کی بتی کھینچ لایا اور بوریئے پر ڈال دی' جس سے ایک درہم کے برابر بوریا جل گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''سونے سے قبل چراغ بجھا دو' کیونکہ شیطان ایسے موذی جانور کو ایسے کام کی ترغیب دیتا ہے اور وہ تم کو جلا دیتا ہے۔''

(سنن ابوداؤد)

☆☆☆☆☆☆

(حصہ)

طبِّ نبوی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء، رکوع ۷)

(یعنی اے پیارے محبوب! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

خیال رہے کہ ''عالمین'' عالم کی جمع ہے اور عالم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ماسوا کو یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا سب کائنات ارضی وسماوی میں جو ہو رہا ہے اور جو ابد تک ہوگا' اس لفظ میں داخل ہے اور اس کی بہت سی قسمیں ہیں' مثلاً عالم امکان' عالم امر' عالم انوار' عالم برزخ' عالم ارواح' عالم اجسام' عالم ملائکہ وغیرہ (اس کے علاوہ بہت سی اقسام) پھر بعض اقسام کی آگے اور شاخیں جیسا کہ عالم اجسام میں حیوانات' جمادات' نباتات وغیرہ سب شامل ہیں۔

لفظ ''العالمین'' کی اس تھوڑی سی تشریح سے ثابت ہوا کہ ہمارے حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ماسوی اللہ تعالیٰ) پوری کائنات کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے' اسی لیے یہاں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے روحانیات کی اصلاح فرماتے ہوئے روح کو کفر وشرک اور بدعت کی کثافتوں سے پاک ومنزہ فرما کر صحیح لطافت عطا فرمائی' وہاں ساتھ ساتھ جسمانیات کی بھی اصلاح فرمائی اور ایسے نادر نسخہ جات عطا فرمائے کہ جن کی افادیت میں شک کرنا گمراہی کے سوا کچھ نہیں' کیونکہ دوسرے انسانوں کی طب وحکمت اور نسخہ جات تو محض ان کے اپنے مجرب ہیں' جبکہ طب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خالق کائنات جل شانہ کی طرف سے القا کردہ ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم. آیت ۳)

(اور وہ (محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے' وہ (کچھ نہیں) فرماتے' مگر (وہی کچھ) جوان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف (اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے) وحی کی جاتی ہے)

صاف ظاہر ہے کہ خالق (جل شانہ) اپنی مخلوق کے مزاج سے خوب واقف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کے بھائی کے پیٹ درد کا علاج شہد ملا پانی تجویز کیا تو یہ ارشاد فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا (۱) ہے۔'' اس سے ہر صاحب عقل اندازہ کرسکتا ہے کہ عام انسانوں (مثلاً جالینوس وغیرہ) کی طب اور طب نبوی (جو سراسر وحی الٰہی ہے) میں کتنا نمایاں فرق ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ طب نبوی سے فیض حاصل کرنے کے لیے حب نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی اشد ضرورت ہے' کیونکہ جب تک حب نبوی نہ ہوگی' طب نبوی سے فائدہ کا حصول مشکل ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ سورج کی روشنی میں چمگادڑ کو کچھ نظر نہیں آتا۔ بارش ہر زمین کو فائدہ نہیں دیتی۔ اگر بارش گلستان میں برسے گی' تو پھولوں پہ بہار آئے گی اور گندگی کے ڈھیروں پر برسے گی' تو بدبو کے فوارے پھوٹیں گے۔ خود قرآن پاک میں جہاں یہ ارشاد ہوا: ''یہ قرآن پاک ایمان والوں کے لیے شفاء ہے'' وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا گیا:

وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل ۸۲) — یعنی ظالموں کے لئے خسارے میں اضافے کا باعث ہے

اگر کسی کمزور معدے والے کو گھی ہضم نہ ہو تو قصور گھی کا نہیں معدہ کا ہے۔ پہلے معدہ کی اصلاح کرو' تو پھر گھی کا استعمال خاطر خواہ فائدہ دے گا (بلا تشبیہ) ایسے ہی طب نبوی

---

۱ پوری حدیث انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔ ۱۲

کی مثال ہے کہ اگر پہلے ہی ''بداعتقادی'' کا ہیضہ ہو چکا ہو تو طب نبوی کے ''طاقتور گھی'' کا استعمال بے فائدہ ہونا ناممکن نہیں۔ پہلے حب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دوا سے ''بداعتقادی کا ہیضہ'' دور کرو، پھر طب نبوی کام میں لاؤ، یقین جتنا محکم ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ بھی اتنا ہی عظیم ہوگا۔

☆☆☆☆☆

باب اول

حکم علاج

بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بیماری کا علاج کرنا خلاف توکل خیال کرتے ہیں' حالانکہ یہ ان کی غلطی ہے' کیونکہ توکل اس چیز کا نام نہیں' کہ انسان ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھا رہے اور کہے کہ ہر کام خود بخود ہی ہو جائے (۱) گا۔ خود سرور کائنات (فداہ روحی و جسدی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے توکل کے ساتھ ساتھ عمل کا بھی حکم فرمایا' بلکہ عملاً ایسا کر کے دکھایا' مثلاً میدان جنگ میں بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ کفار سے مقابلہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا۔ یوں نہیں کیا کہ مدینہ طیبہ میں تشریف فرما رہے ہوں اور بغیر عمل کے توکل کیا ہو۔

حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) "غنیۃ الطالبین" میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار ایک شخص اونٹنی پر سوار ہو کر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں اس اونٹنی کو (بغیر باندھے) چھوڑے دیتا ہوں اور (اس کی حفاظت کے لیے) اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہوں۔ حضور اقدس نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "(پہلے) اس کو باندھو اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ پر بھروسہ (توکل) کرو۔"

(غنیۃ لطالب لطریق الحق)

---

۱ بعض بزرگان دین کے واقعات اس سے مستثنیٰ ہیں اور وہ صرف انہی کا درجہ اور حصہ ہے۔۱۲

حق یہ ہے کہ دوا کرنا بھی تقدیر الٰہی سے ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے عرض کیا کہ کیا علاج کرنا تقدیر الٰہی کو لوٹا سکتا ہے تو حضور روح دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''علاج بھی تقدیر الٰہی سے ہی ہے۔'' (حاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری' مگر اس کے لیے شفا بھی نازل فرمائی''

(بخاری شریف' مشکوٰۃ شریف' کتاب الطب والرقی)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم نے فرمایا: ''ہر بیماری کے لیے دوا ہے' جب دوا بیماری کو پہنچ جائے گی' تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے (مریض) اچھا ہو جائے گا۔'' (مسلم شریف)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم دوا کیا کریں؟ فرمایا ''ہاں! اے اللہ تعالیٰ کے بندو! دوا استعمال کیا کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں فرمائی' مگر اس کے لیے شفا پیدا فرمائی ہے' سوائے ایک بیماری کے اور وہ بڑھاپا ہے۔'' (امام احمد' ترمذی' ابوداؤد)

حرام ادویہ

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ میں دوا کے استعمال کی ترغیب دی گئی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بلا دھڑک ہر حلال و حرام سے علاج کر لو' بلکہ اس سلسلہ میں بھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات عالیہ رہبری فرماتے ہیں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بیماری اور دوا دونوں کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ اس نے ہر بیماری کے لیے دوا مقرر

فرمائی ہے۔ پس تم دوا کرو مگر حرام سے دوا مت کیا کرو۔" (سنن ابوداؤد شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خبیث دوا (استعمال) کرنے سے ممانعت فرمائی ہے (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ طارق بن سوید نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شراب کے متعلق پوچھا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا۔ طارق نے عرض کیا کہ بطور دوا استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "وہ دوا نہیں، بلکہ بیماری (۱) ہے۔" (مسلم شریف)

اتنی واضح حدیث پاک کے ہوتے ہوئے بھی بعض لوگ شراب بطور دوا استعمال

---

۱ طب جدید کے مطابق بھی یہ ام الخبائث شراب خانہ خراب نہایت مضر صحت ہے۔ مخزن الحکمت میں ہے کہ شراب معدہ میں ایک قسم کی خراش اور سوزش پیدا کرتی ہے جس سے معدہ اور امعاء کی لعاب دار جھلی موٹی اور درشت ہو جاتی ہے اور ان کے فعل میں فتور واقع ہو جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں بدہضمی، دست، پیچش وغیرہ امراض ہو جاتے ہیں۔ معدہ سے جب بذریعہ ماسار یقا جذب ہو کر شراب جگر میں جاتی ہے، تو یہ اس پر بھی تحریک کا اثر کرتی ہے۔ آخر کار جگر کی باریک ساخت ضائع ہونے لگتی ہے اور جگر سکڑ کر چھوٹا ہوتا جاتا ہے، اس کے معمول کے فعل میں خلل پیدا ہو جاتا ہے، چنانچہ ورم جگر، ذبل جگر (جگر کا پھوڑا) یرقان، استسقاء، ذیابیطس وغیرہ امراض ہو جاتے ہیں۔ دل اور شریانوں پر بھی شراب کا بہت برا اثر پڑتا ہے، چنانچہ دل دھڑکنے لگتا ہے، اس کی حرکات بے قاعدہ ہو جاتی ہیں، بعض اوقات دماغی شریانیں پھٹ جاتی ہیں اور مرض سکتہ ہو کر انسان مر جاتا ہے۔ شراب کے اثر سے گردے بھی خراب ہو جاتے ہیں اور دماغ پر تو نہایت برا اثر پڑتا ہے..... متواتر شراب نوشی سے بہت سے دماغی امراض مثلاً نسیان، ہذیان، دردسر، دوار، لقوہ، فالج، مالیخولیا، جنون، صرع (مرگی)، رعشہ، سکتہ وغیرہ ہو جاتے ہیں۔ یورپ کے نامور ڈاکٹروں کا محققہ قول ہے کہ شرابی والدین کی اولاد ضعیف ونحیف اور مختلف امراض میں مبتلا ہونے کے لیے مستعد رہتی ہے۔ نیز ان کے بچے بھی امراض دماغی مثلاً مرگی، جنون، استسقاء دماغ اور امراض ششم، مثلاً سل اور دق وغیرہ میں نسبتاً زیادہ مبتلا ہوتے ہیں (مخزن الحکمت از شمس الحکماء) شراب خانہ خراب چہرہ کی خوبصورتی پر بہت زیادہ تباہ کن اثر ڈالتی ہے۔ دوران خون تیز ہو جانے سے جلد کو ضرورت سے زیادہ غذائیت ملتی ہے، جس کی وجہ سے چمکائی کے غدود کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے، اس لیے بشرہ کی جلد موٹی، کھردری اور چکنی ہو جاتی ہے اور مسامات نمایاں ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں آنکھیں اپنی قدرتی چمک کھو کر گدلی اور دھندلی بن جاتی ہیں۔ ۱۲

کرتے ہیں' حالانکہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس طبیب روحانی وجسمانی کہ جس کی عقل وفہم وشعور کی گرد راہ کو بھی تمام مخلوقات کے حکماء اور صاحبان عقل و دانش کے فہم وشعور کی رسائی ناممکن ہے۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ارشاد گرامی کے مقابلہ میں کسی بھی عامی شخص کے قول وفعل کو ترجیح دے لینا کتنی بڑی بددیانتی' بدعقیدگی اور کھلم کھلا جہالت ہے۔ ایک مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ جان جاتی ہے تو جائے' مگر فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر آنچ نہ آنے دے۔ اس مفتاح کل شر کے متعلق کچھ اور روایات ملاحظہ فرمائیں:

تاجدار مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''شراب سے بچو' کیونکہ یہ تمام بیماریوں کی ماں (جڑ) ہے۔ (زواجر)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ تمام شرارتوں (برائیوں کی کنجی ہے (حاکم' زواجر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیشہ شراب پینے والا (یعنی شراب کا عادی اگر مر جائے' تو بارگاہ رب العزت میں اس طرح حاضر ہوگا' جس طرح کہ بت پرست (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے تاجدار انبیاء محبوب کبریاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شراب کے متعلق عرض کیا تو ارشاد فرمایا کہ یہ بڑا (کبیرہ) گناہ ہے۔ یہ (شراب) تمام برائیوں کی ماں اور اصل ہے۔ جو شخص شراب پیتا ہے' وہ نماز چھوڑ دیتا ہے اور اپنی ماں یا خالہ یا پھوپھی سے بدفعلی کرتا ہے۔ (زواجر)

استغفر اللہ تعالیٰ! وہ کون ایسا بدبخت' بے غیرت اور دیوث ہوگا جو ایسی روایات کے باوجود شراب نوشی کرے گا۔

شرابی کی تباہ حالی اور بدنصیبی پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کتنا کامل و اکمل یقین تھا؟ اس کا اندازہ اس روایت سے لگائیے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شرابی (بے توبہ)

مرجائے' تو اسے قبر میں دفن کر دو' اور میرے لیے ایک سولی گاڑ دو' پھر شرابی کی قبر کو کھودو۔ اگر اس کا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا نہ پاؤ' تو مجھے سولی چڑھا دینا (زواجر)

یعنی اس بد بخت کا منہ بھی بیت اللہ شریف کی طرف سے موڑ دیا جاتا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) والدین کا نافرمان (۳) دیوث' یعنی جو اپنے گھر میں ناپاکی' بے حیائی دیکھے اور برقرار رکھے (یعنی وہ گھر والوں کو بے حیائی سے باز نہ کرے) (احمد' نسائی' مشکوٰۃ)

اور وہ شخص جو سچے دل سے بارگاہ رب العزت میں توبہ کرتا ہے اور اس خبیث شراب سے مکمل اجتناب کرتا ہے۔ اس کے لیے خالق کائنات جل وعلا نے اپنے محبوب رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے خوش خبری بھی دلوائی۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے باجوں وغیرہ' منرامیر (۱)' بتوں اور صلیبوں اور امر جاہلیت کے مٹانے کا حکم دیا ہے۔ میرے عزت و بزرگی والے رب نے قسم کھائی ہے کہ مجھے میری عزت کی قسم ہے' میرے بندوں میں سے اگر کوئی شراب کا ایک گھونٹ بھی پئے گا' میں اسے اتنی پیپ پلاؤں گا اور جو میرے خوف کی وجہ سے (شراب نوشی) چھوڑ دے گا' میں اسے پاکیزہ حوضوں سے سیراب کروں گا۔" (احمد' مشکوٰۃ)

---

۱ اس جگہ حدیث پاک کے اصل الفاظ یوں ہیں: "امرنی ربّی عزوجل بمحق المعازف والمزامیر" لفظ معازف کا ترجمہ علماء کرام نے باجے وغیرہ تحریر فرمایا۔ کتب لغت مثلاً المنجد ومصباح وغیرہ نے معازف (جو کہ معزف کی جمع ہے) کا معنی گانے بجانے کے آلات اور مزامیر کا معنی گانے' یعنی گیت وغیرہ تحریر کیا۔ خیال رہے کہ عربی میں "مزمار" بانسری کو کہتے ہیں۔

امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہر فرد کے لیے لازم ہے کہ اس شراب خانہ خراب سے مکمل اجتناب کرے اور کوئی بھی ایسی دوائی نہ خود استعمال کرے اور نہ کسی کو استعمال کروائے کہ جس میں شراب کی آمیزش ہو ورنہ لامحالہ یہ فعل غضب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ من غضبہ)

تندرستی

انسان کے لیے تندرستی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ایسی نعمت عظمیٰ ہے کہ جس کا احساس صرف اس وقت ہوتا ہے، جب یہ نعمت وقتی طور پر چھن جاتی ہے اور انسان کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے، اگرچہ بیماری بھی مسلمان کے لیے بری نہیں، مگر لاریب تندرستی ایک عظیم نعمت ہے، لیکن افسوس کہ ہم میں سے اکثر اس سے غفلت میں ہیں، شاید "بہت کم افراد ایسے ہوں گے، جو صرف اس بناء پر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر کرتے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تندرستی کی نعمت سے نوازا ہے۔ اسی بات کو حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوں بیان فرمایا: "دو ایسی نعمتیں ہیں کہ جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکہ میں ہیں (وہ دونوں) صحت اور فراغت ہیں۔" (صحیح بخاری شریف)

انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ صحت جسمانی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور بیماری سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (اکثر طور پر یہ) فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے برص، جذام، دیوانگی اور (دیگر) بری بیماریوں سے پناہ مانگتا ہوں۔" (ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ (ایک دن) حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر تشریف فرما ہوئے، پھر رو پڑے اور فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے بخشش اور عافیت (دین ودنیا کی بھلائی) کا سوال کرو، کیونکہ

یقین کے بعد کسی کو عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دی گئی۔ (ترمذی' ابن ماجہ' مشکوٰۃ شریف)

مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کے واقع ہونے سے پہلے غنیمت سمجھنا چاہئے (۱) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو (۲) بیماری سے پہلے صحت کو (۳) مفلسی سے پہلے تونگری کو (۴) مشغولیت سے پہلے فرصت کو (۵) مرنے سے پہلے زندگی کو (غنیۃ الطالبین)

ان احادیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ طلب عافیت سنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے اور فلاح دارین کا سبب بھی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ نماز ادا کرنا اور دیگر احکامات شرع پر عمل کرنا ہے۔ اس سے نہ صرف بندہ اپنے ذمہ فرض کی ادائیگی سے سبکدوش ہوتا ہے' بلکہ روح اور جسم دونوں کو تازگی وفرحت بھی میسر آتی ہے۔

بیماری

خالق کائنات جل شانہ کا کسی بھی چیز کا پیدا فرمانا پُر از حکمت ہے۔ وہ ایک الگ بات ہے کہ ہماری ناقص عقل کی رسائی وہاں تک نہ ہو سکے۔ یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ اگر اندھیرا نہ ہوتا' تو روشنی کی کوئی قدر نہ ہوتی۔ پیاس کی شدت نہ ہوتی' تو پینے کے پانی کی ضرورت کا احساس نہ ہوتا۔ اگر اللہ تعالیٰ بھوک پیدا نہ فرماتا' تو غذا کی اہمیت نہ ہوتی' یونہی اگر باری تعالیٰ جل شانہ ابوجہل وغیرہ کفار کو پیدا نہ فرماتا' تو شق القمر اور دوسرے عظیم الشان معجزات کا ظہور نہ ہوتا' کیونکہ نہ تو کوئی ایسے اعتراض کرتا اور نہ ان معجزات کی ضرورت محسوس ہوتی۔ ایسے ہی اگر کفار کو اہل اسلام کا مقابل نہ بنایا جاتا تو غازیان اسلام کی میدان جنگ میں جاں نثاری اور سرفروشی کا مظاہرہ کیسے ہوتا؟ شہادت کے ارفع واعلیٰ درجہ پر فائز ہو کر وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ (۱) (سورۃ البقرۃ) کا

---

۱ اور وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائیں انہیں مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔

مصداق بن کر حیات جاودانی کون حاصل کرتا؟ بالیقین اس حقیقت سے فرار ممکن نہیں کہ فاعل حقیقی کا کوئی بھی فعل حکمت سے خالی نہیں' اس نے تو بیماری کو بھی مسلمانوں کے لیے ایک نعمت بنا دیا (سبحان اللہ تعالیٰ)

اس نعمت کے بارے میں کچھ ارشادات پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابوسعید و ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کو کوئی رنج' دکھ' فکر اور غم نہیں پہنچتا۔ یہاں تک کہ کانٹا جو اس کو لگتا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کے سبب سے اس (مسلمان) کے گناہ مٹا دیتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بخار تھا۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے جسم اقدس کو چھوا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کو تو بہت تیز بخار ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! مجھے اس قدر بخار ہوتا ہے' جتنا تم میں دو شخصوں کو ہوتا ہے۔'' میں نے عرض کیا پھر تو آپکا ثواب بھی دوگنا ہوگا۔ فرمایا: ''ہاں!'' پھر ارشاد فرمایا: ''جس کسی بھی مسلمان کو بیماری کی تکلیف پہنچتی ہے' تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتا ہے جیسے (موسم خزاں میں) درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔'' (بخاری' مسلم' مشکوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تجھے کیا ہوا کہ تو کانپ رہی ہے؟ ام سائب نے عرض کیا کہ بخار ہے' اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ کرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے ام سائب! بخار کو برا مت کہو'

کیونکہ یہ انسان کی خطاؤں کو اس طرح دور کر دیتا ہے، جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو۔''
(مسلم شریف وسنن ابن ماجہ عن ابی ہریرہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کی آنکھیں لے لوں (یعنی وہ نابینا ہو جائے) پھر وہ صبر کرے، تو میں اسے آنکھوں کے بدلے جنت عطا فرماؤں گا۔''

(بخاری شریف)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن جب مصیبت زدہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ ثواب اور اجر عطا فرمائے گا، تو وہ لوگ جن پر دنیا میں کوئی بیماری یا تکلیف نہیں آئی تھی، تمنا کریں گے کہ (کاش) ان کے چمڑے دنیا میں قینچیوں سے کاٹ دیئے جاتے۔'' (ترمذی، مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض وثواب المرض)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جب میں اپنے ایماندار بندے کو کسی بلا میں مبتلا کروں اور وہ اس ابتلا پر بھی میری حمد کرے، تو وہ اپنے بستر سے گناہوں سے ایسا پاک ہو کر اٹھے گا جیسے کہ آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا اور اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندے کو قید کیا اور مصیبت میں ڈالا اس کے لئے ویسا ہی عمل جاری رکھو جیسا کہ صحت میں تھا۔ (احمد، مشکوٰۃ)

اللہ اللہ (جل شانہٗ خدائے لم یزل کا امت مسلمہ پر یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ وہ ظاہری بیماری جسے ایک عام انسان اپنے لیے مصیبت خیال کرتا ہے، فی الحقیقت کل قیامت کے دن راحت وآرام کا کتنا بڑا ذخیرہ ہے۔ آسمانی امراض دراصل روحانی امراض کا زبردست

علاج ہیں' کیونکہ اہل دانش کے نزدیک تو بدترین اور مہلک بیماری روحانی مرض ہی ہے اور اسی کی انسان کو فکر بھی ہونی چاہئے' مگر بعض نادان کہ اگر ان کو دنیا میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ واویلا مچا دیتے ہیں۔ بعض دفعہ اپنے منہ سے ایسے نازیبا کلمات نکال دیتے ہیں کہ بجائے ثواب کے عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ مسلمان کے لیے لازم ہے کہ رضائے خداوندی پر راضی رہے کیونکہ ع

آنچہ از دوست مے رسد نیکوست (۱)

اور پھر مسلمان کی تو شان عجیب ہے کہ اگر مصیبت آئے تو یہ صبر کرکے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ (۲) (البقرۃ) کے مصداق خدا تعالیٰ کا ولی بن جاتا ہے اور خوشی میسر آتی ہے' تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرکے بارگاہ رب العزت میں نمایاں مقام حاصل کر لیتا ہے۔ میدان جنگ میں کافر کو قتل کر دے' تو غازی اور خود قتل ہو جائے' تو شہادت کے بلند ترین مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے' غرضیکہ بمطابق فرمان باری تعالیٰ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۳) (آل عمران) ایمان والوں کو بہر صورت کامیابی ہی کامیابی ہے۔

---

۱ منقول ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے پاس کوئی شخص ککڑی لیکر حاضر ہوا۔ سلطان نے ککڑی قبول کر لی'' اور پیش کرنے والے کو انعام دیا' پھر اپنے ہاتھ سے ککڑی کی ایک پھانک کاٹی اور ایاز کو عطا کر دی' وہ مزے لے لے کر وہ تمام پھانک کھا گیا۔ پھر سلطان نے دوسری پھانک کاٹی اور خود کھانے لگا تو وہ تو کڑوی تھی کہ زبان پر رکھنا مشکل تھا۔ سلطان نے حیرانی سے ایاز کی طرف دیکھا اور فرمایا: ایاز ایسی کڑوی تو کیسے کھا گیا کہ تیرے چہرے پر ناگواری کے ذرہ بھر بھی اثرات نمودار نہ ہوئے تو ایاز نے عرض کیا کہ حضور ککڑی واقعی بہت کڑوی تھی۔ منہ میں ڈالی تو عقل نے کہا'' تھوک دے' مگر عشق نے کہا: ایاز خبردار! یہ وہی ہاتھ ہیں جن سے روزانہ میٹھی اشیاء کھاتا رہا ہے' اگر ایک دن کڑوی چیز ملے گی' تو کیا تھوک دے گا؟ اس لیے کھا گیا۔ یہی شان مسلمان کی ہونی چاہئے کہ جس اللہ تعالیٰ نے انسان پر لاتعداد احسانات فرمائے اگر کبھی اس کی طرف سے کوئی مصیبت آ جائے' تو اسے خندہ پیشانی سے قبول کرے۔ ۱۲

۲ بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ۱۲

۳ کامیابی تمہارے لیے (ہی ہے) بشرطیکہ تم مومن ہو۔ ۱۲

باب دوم

عیادت مریض

بیمار کی عیادت یعنی بیمار پُرسی کرنا حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ذیل میں حکم عیادت' فضائل عیادت' طریقہ ودعا عیادت کے متعلق کچھ روایات کتب احادیث سے نقل کرتا ہوں:

حکم عیادت

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بھوکے کو کھانا کھلاؤ' مریض کی عیادت کرو اور (بیگناہ) قیدی کو آزاد کرادو۔''

(بخاری' مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔'' عرض کیا گیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ کون کون سے ہیں؟ تو فرمایا: (۱) جب تو اسے ملے تو اسے سلام کہہ (۲) جب وہ تیری دعوت کرے تو قبول کر (۳) جب وہ تجھ سے خیر خواہی چاہے' تو اس سے خیر خواہی کر (۴) جب چھینک لے کر الحمد للہ کہے تو اس کا جواب دے، (یعنی یرحمک اللہ کہہ) (۵) جب بیمار ہو جائے' تو اس کی بیماری پُرسی کر (۶) وہ مر جائے' تو اس کے جنازہ کے ساتھ جا۔ (مسلم' مشکوٰۃ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میری عیادت فرمائی' اس لیے کہ مجھے تکلیف تھی۔ (احمد' ابوداؤد' مشکوٰۃ)

فضائل عیادت

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جاتا ہے تو واپس آنے تک وہ جنت کے (گویا) پھل کھاتا رہتا ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ "کوئی بھی مسلمان جب دوسرے مسلمان کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے، تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اگر شام کو عیادت کرتا ہے تو (عیادت کرنے والے کے لیے) ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور اس شخص کے لیے جنت میں باغ ہوتا ہے۔" (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی مسلمان شخص مریض کی تیمارداری کے لیے جاتا ہے، تو آسمان سے پکارنے والا ندا کرتا ہے (کہ اے تیمارداری) کو جانے والے) تجھے مبارک ہو، تیرا چلنا اچھا ہے، تو جنت میں ایک (بڑا) مرتبہ پائے۔" (سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص مریض کی عیادت کرتا ہے، وہ دریائے رحمت میں ہوتا ہے اور (جب وہ) عیادت کنندہ مریض کے پاس بیٹھتا ہے، تو (گویا رحمت الٰہی کے) دریا میں غوطہ زن ہوتا ہے۔

(مالک، احمد، مشکوٰۃ)

سبحان اللہ تعالیٰ! دین اسلام میں حقوق العباد کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ نے کتنے عظیم انعامات کا وعدہ فرمایا۔ حقوق العباد کی ادائیگی کا اتنا اہتمام مذاہب عالم میں سوائے اسلام

کے کہیں بھی آپ کو نہ ملے گا۔ اسی سلسلہ کی یہ حدیث پاک پڑھیئے اور بندوں پر پروردگار کی رحمت وشفقت کا اندازہ لگائیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرمائے گا: ''اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری بیمار پرسی نہ کی۔ وہ عرض کرے گا (اے باری تعالیٰ) میں تیری بیمار پرسی کیسے کرتا' تو تو رب العالمین ہے (یعنی خدا تعالیٰ کیسے بیمار ہوسکتا ہے؟ کہ اس کی عیادت کی جائے) تو اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمائے گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا' تو مجھے اس کے پاس پاتا (یعنی میری رحمت کو) اور فرمائے گا' اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا' مگر تو نے نہ دیا۔ تو بندہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار! میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا (کہ تو اس سے پاک ہے اور) جبکہ تو تمام جہانوں کا مالک اور پالنے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمائے گا' کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا اور تو نے نہ کھلایا۔ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کو (یعنی ثواب کو) میرے پاس پاتا۔ پھر رب العزت فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پینے کو پانی مانگا اور تو نے نہ دیا۔ بندہ عرض کرے گا اے میرے پالنے والے! تو تو رب العالمین ہے۔ میں تجھے کیسے پانی پلاتا؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ فرمائے گا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا اور تو نے نہ پلایا' کیا تجھے علم نہیں کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو مجھے اس کے قریب پاتا (یعنی یہ سب کچھ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے کرم قرض (۱) فرمایا) (مسلم شریف' مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث پاک سے صاف عیاں ہے کہ بیمار کی تیمارداری کرنا' بھوکے کو کھانا کھلانا' پیاسے کو پانی پلانا' حقوق العباد کو کما حقہ ادا کرنا خود خدائے لم یزل کو پالینے کے مترادف ہے۔ اور پھر کسی مسلمان کو رضائے خداوندی کا حاصل ہوجانا' اللہ تعالیٰ کی کتنی عظیم ولازوال

---

۱ خود ارشاد فرماتا ہے وَاَقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔

نعمت ہے۔

ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ.

طریقہ ودعاء عیادت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ' تو اس کی درازیٔ عمر کے متعلق گفتگو کرو۔ تمہاری بات اگرچہ تقدیر کو تو نہیں پھیرتی' مگر مریض کا دل خوش ہو جاتا ہے۔''
(ترمذی' ابن ماجہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا' تو تاجدار انبیاء حبیب کبریاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس بیمار پر اپنا دایاں دست انور پھیرتے اور فرماتے: اَذْھِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا(۱)(بخاری. مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم (کی عادت شریفہ تھی کہ) جب کسی کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے: ''کوئی ڈر نہیں بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔'' (بخاری شریف' مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ بیمار کے پاس تیمارداری کرتے ہوئے تھوڑی دیر بیٹھنا اور شور نہ کرنا (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت ہے۔
(مشکوٰۃ شریف)

---

۱ ترجمہ: ''اے پروردگار عالم! بیماری کو دور فرما دے اور شفاء عطا فرما' کیونکہ تو (ہی) شفا عطا فرمانے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا شفا نہیں۔ ایسی شفا جو بیماری نہ چھوڑے۔'' زبان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نکلی ہوئی یہ دعا ہر مسلمان کو یاد کر لینی چاہئے۔ بیمار ہو تو خود اپنے جسم پر ہاتھ پھیرے اور یہ دعا پڑھتا جائے۔ اگر مریض غیر محرم ہو تو ہاتھ لگانا شرعاً جائز نہیں' اس کے جسم پر ہاتھ نہ پھیرے بلکہ مریض سے کہے کہ وہ اپنے جسم پر ہاتھ پھیرے اور خود دعا پڑھ کر پھونک مار دے۔ ۱۲

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''افضل زمانہ عیادت اونٹنی کے دودھ دوہنے کا وقفہ ہوتا ہے۔''

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرسل روایت ہے کہ افضل عیادت وہ ہے جس میں (مریض کے پاس سے) جلد اٹھ آئے۔'' (مشکوٰۃ عن البیہقی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تین دن کے بعد بیمار کی تیمارداری فرمایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ عن البیہقی)

ان احادیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ تیمارداری کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ مریض کے ہاں عیادت کے لیے روزانہ نہ جانا چاہئے' بلکہ تیسرے دن جائے اور مریض کا دل بہلانے کے لیے اس کی درازیٔ عمر کی ہی باتیں کرے۔ اسے بیماری کے فضائل بتائے۔ بیمار کی دلداری کے لیے اس کی پیشانی یا بازو پہ ہاتھ رکھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری تیمارداری کے لیے تشریف لائے تو میرے سینے پر ہاتھ رکھا تھا (الحدیث)

بیمار کے پاس بہت دیر تک نہ بیٹھا رہے' کیونکہ اہل خانہ یا خود بیمار ہی کے اکتا جانے کا اندیشہ ہوتا ہے' وہاں جا کر شور وغل نہ کرے' بلکہ سنجیدگی اختیار کرے تاکہ بلند آوازی سے بیمار یا اہل خانہ کو تکلیف نہ ہو اور بیمار سے اپنے لیے دعا کی درخواست کرے' کیونکہ سنن ابن ماجہ میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس وقت تم مریض کے پاس جاؤ تو اس سے کہو کہ تمہارے لیے دعا کرے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا جیسی ہے۔'' (ابن ماجہ)

☆☆☆☆☆☆

باب سوم

علاج بالدعا[1]

طبیب روحانی و جسمانی آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے دونوں طریقوں یعنی علاج بالقرآن والدعا اور علاج بالدواء منقول ہیں۔

یاد رکھیئے کہ مونہہ سے نکلے ہوئے الفاظ اپنے اندر زبردست تاثیر رکھتے ہیں۔ دورِ جدید کے بعض نام نہاد دانشور ''علاج بالدعاء'' (عرف عام میں دم درود سے علاج) کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں الفاظ اپنے اندر کوئی تاثیر نہیں رکھتے حالانکہ یہ بات غلط ہے۔

خود تاجدار عرب و عجم شفیع معظم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: (ترجمہ) ''مومن کفار کے مقابلہ میں اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور زبان سے بھی مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے (اے صحابہ) تم (کفار کی ہجو کر کے اور میری نعت پڑھ کر) کفار کو اشعار کے تیر اسی طرح مارتے ہو جس طرح کمان سے تیر مارا جاتا ہے۔'' (مشکوٰۃ عن کعب بن مالک)

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ

---

[1] بزرگان دین ومشائخ عظام نے کتب اعمال ووظائف میں ہر جسمانی وروحانی بیماری کے الگ الگ عمل اور دعائیں تحریر فرمائیں، مگر میں اس جگہ صرف وہ دعائیں ضبط تحریر میں لاؤں گا جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے صحابہ کرام نے پڑھیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تحسین فرمائی۔

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (ترجمہ) ''(کفار) کی ہجو (یعنی تذلیل میں اشعار کہنا) ان پر تیر پھینکنے سے بڑھ کر سخت ہے'' (مسلم شریف) معلوم ہوا کہ الفاظ کا لگا زخم تیر کے زخم سے بھی شدید تر ہوتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

ضَرْبُ السَّنَانُ یَلْتَامُ وَلَا یَلْتَامُ ضَرْبُ اللِّسَانُ

''تلوار کا زخم تو کبھی نہ کبھی مندمل ہو جاتا ہے مگر زبان کا زخم کبھی مندمل نہیں ہوتا''

ہوسکتا ہے کہ بعض مغرب زدہ حضرات کی ابھی تسلی نہ ہوئی ہو اس لئے ان کی خاطر مشہور پادری لیڈ بیٹر کی کتاب "THE MASTER AND THE PATH" سے اقتباس نقل کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔

"EACH WORD AS IT IS UTTERED MAKES A LITTLE FORM IN ETHERIC MATTER. THE WORD "HATE" FOR INSTANCE, PRODUCE A HORRIBLE FORM SO MUCH THAT HAVING SEEN ITS SHAPE I HAVE USE THE WORD."

ترجمہ: ہر لفظ ایتھر میں ایک خاص شکل اختیار کر لیتا ہے مثلاً لفظِ نفرت اس قدر بھیانک صورت میں بدل جاتا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے یہ صورت دیکھ لی تو اس کے بعد مجھے یہ لفظ استعمال کرنے کی جرأت کبھی نہ ہوئی۔''

علاوہ ازیں آپ کسی کو گالی دے کر دیکھ لیں ردعمل کیا ہوتا ہے وہ آپ سے پیار کرتا ہے یا مارنے کو دوڑتا ہے۔ دیکھئے سپہ سالار اپنی فوج کے جوانوں کے سامنے ایک مختصر سی تقریر ہی تو کرتا ہے جس کے نتیجہ میں جذبۂ حب الوطنی سے سرشار جوان اپنی جانیں تک قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں' بعض اوقات کسی مذہبی یا سیاسی لیڈر کی تقریر پورے شہر یا ملک میں ایک آگ سی لگا دیتی ہے آخر یہ سب کیا ہے؟

محبوب یا دشمن کی زبان سے نکلے چند الفاظ چین وسکون برباد کر دیتے ہیں' ذہن وقلب میں ایک زبردست ہیجان بپا ہو جاتا ہے۔ کبھی تو دماغ ماؤف اور کبھی دل کی دھڑکنیں بے

ترتیب ہو جاتیں ہیں' اور انسان جذبات کی رو میں بہہ کر وہ کچھ کر دکھاتا ہے جو عام حالات بظاہر ناممکن ہوتا ہے یقیناً یہ سب الفاظ کی جادوگری کا نتیجہ ہے۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مریدوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے فوائد بیان فرما رہے تھے کہ قریب سے حضرت شیخ بوعلی سینا کا گزر ہوا' انہوں نے دل میں سوچا کہ آخر اللہ' اللہ کہنے کا کیا فائدہ یہ ایک لفظ ہی تو ہے اس کا رٹہ لگانے سے کیا حاصل ہوگا۔ شیخ خرقانی علیہ الرحمہ خداداد نور بصیرت سے حضرت بوعلی سینا کی سوچ پر مطلع ہو گئے اور ان کو پکار کر فرمایا ''اوہ گدھے ذرا ادھر آ'' یہ الفاظ شیخ بوعلی سینا پر بجلی بن کر گرے اور وہ غصہ میں آپے سے باہر ہونے لگے تو شیخ ابوالحسن خرقانی نے فرمایا۔ ''بوعلی میں تم کو سمجھانا چاہتا ہوں مجھے بتاؤ کہ تم پر لفظ ''حمار'' (گدھا) کا اثر کیسے ہو گیا حالانکہ یہ تو ایک حقیر جانور کا نام ہے۔ ذرا سوچو پھر وہ لفظ بے اثر کیونکر ہو سکتا ہے جو اس ذات بابرکات کا اسم ذی شان ہے کہ جو قادر مطلق بھی ہے اور خالق کائنات بھی شیخ خرقانی نے حضرت بوعلی کے ذہن کے بند دریچوں کو کھول دیا اور حضرت بوعلی سینا علیہ الرحمہ نے آگے بڑھ کر حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کے ہاتھ چوم لئے اور اقرار کر لیا کہ الفاظ میں واقعی زبردست قوت ہے۔

ڈاکٹر زین العابدین پروفیسر جامعہ ملیہ دہلی (بھارت) ایک مرتبہ امریکہ تشریف لے گئے وہاں سائنس دانوں نے سوال کیا کہ ڈاکٹر صاحب آپ کے ملک میں جو فقیر اور درویش قسم کے لوگ ہیں یہ کیا چیز ہیں اور کیا کرتے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ میں زیادہ تو نہیں جانتا مگر اتنا جانتا ہوں کہ یہ لوگ اگر کسی کو تعویز وغیرہ بنا کر دیں یا دم کر کے پانی ہی پلا دیں تو مریض صحت یاب ہو جاتا ہے۔ سائنس دانوں نے حیران ہو کر پوچھا ''کہ وہ پڑھتے کیا ہیں''۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ''قرآن کریم'' مثلاً سورۃ فاتحہ شریف انہوں نے کہا ''تو اچھا آپ پڑھیں اور ہم فضا کا ایک خاص قسم کے نوایجاد کیمرے سے فوٹو لیتے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ یہ کیا ہے؟'' چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے سورۃ فاتحہ شریف پڑھی

انہوں نے تصویر اتاریں سورۃ فاتحہ شریف تین چار مرتبہ پڑھوائی گئی اور ہر مرتبہ فضائی تاثرات کو فلمایا گیا۔ پھر جب ان کا مشاہدہ کیا گیا تو سائنس دانوں کے مونہہ کھلے کے کھلے رہ گئے پھر وہ نہایت متعجبانہ انداز میں گویا ہوئے ''عجیب بات ہے۔ سورۃ فاتحہ پڑھنے سے وہی تاثرات فضا میں پیدا ہوئے جو ہمارے سینی ٹوریم میں ہیں پھر انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے سامنے وضاحت کی کہ یہ سینی ٹوریم ہم نے سائنٹیفک طریقہ سے تیار کیا ہے اس میں مختلف قسم کے مناظر صوتی لہروں اور روح پرور خوشبوؤں کو یکجا کر کے ایسی صحت افزا فضا پیدا کر دی ہے کہ جس کے اندر رہ کر مریض بغیر دوا کھائے محض اس کے اثرات کی بدولت صحت مند ہونے لگتا ہے۔ (بحوالہ: بسم اللہ اور ہماری زندگی)

یہ تحقیق تو آج کی سائنس کی ہے اس حقیقت سے چودہ سو برس پہلے میرے آقا رسول عربی فداہٗ روحی وجسدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ اٹھا دیا تھا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک رات وہ سورۃ البقر کی تلاوت کر رہے تھے ان کا گھوڑا ان کے قریب ہی بندھا ہوا تھا یکا یک گھوڑا اچھلنے لگا حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلاوت بند کر دی تو گھوڑا بھی رک گیا۔ آپ نے پھر تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر اچھلنے لگا جوں ہی تلاوت بند کی گھوڑا بھی خاموش کھڑا ہو گیا۔ آپ نے پھر تلاوت شروع کی تو گھوڑا بھی کودنے لگا' الغرض جب بھی وہ پڑھتے گھوڑا اچھلنے لگتا اور جب خاموش ہو جاتے تو گھوڑا بھی رک جاتا یہاں تک کہ آپ نے پڑھنا موقوف کر دیا آپ کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب لیٹا ہوا تھا آپ نے اسے ایک طرف سرکا لیا اور ڈرے کہ کہیں گھوڑا اسے کچل نہ ڈالے پھر جو انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا تو بادل نما ایک شے نظر آئی جس سے اس طرح روشنیاں پھوٹ رہی تھیں کہ گویا بہت سے چراغ روشن ہیں۔ صبح کو حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا تو

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابن حضیر تجھے پڑھتے رہنا چاہئے تھا' تجھے پڑھتے رہنا چاہئے تھا۔ حضرت اسید بن حضیر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں ڈر گیا تھا کہ کہیں گھوڑا میرے بچے ہی کو نہ روند ڈالے کیونکہ یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا اور میں نے اسے ایک طرف سرکا دیا۔ پھر جو آسمان کی طرف دیکھا تو بادل کی مانند ایک شے دیکھی اس سے روشنی کی شعائیں نکل رہی تھیں' میں نے گھر سے باہر آ کر دیکھا تو وہاں وہ بادل نہ تھا (یعنی غائب ہو گیا) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کیا تھا؟'' حضرت اسید نے عرض کیا کہ ''نہیں''۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تھے جو تیری تلاوت قرآن کریم کو سننے کے لئے آئے تھے۔ اگر تم تلاوت کرتے رہتے تو وہ فرشتے صبح تک موجود رہتے اور نہ چھپتے یہاں تک کہ لوگ ان کی زیارت کر لیتے۔ (بخاری' مسلم' مشکوٰۃ)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا اس کے قریب ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا اس گھوڑے کو ایک بادل نما شے نے ڈھانپ لیا جب وہ بادل بہت قریب آ گیا تو گھوڑا ڈر کر اچھلنے لگا۔ وہ شخص صبح کو بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم نے فرمایا ''یہ سکینہ تھی (یعنی رحمت خداوندی تھی) جو قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی وجہ سے نازل ہو رہی تھی۔ (بخاری' مسلم)

ان اور ان جیسی دیگر بہت سی روایات سے معلوم ہوا کہ مخصوص کلمات مقدسہ کی تلاوت کے وقت پروردگارِ عالم جل شانہ کو خاص رحمت کا نزول ہوتا ہے جو باعث شفاء بھی ہے اور باعث خیر و برکت بھی۔ اسی لئے بعض خوش عقیدہ لوگ کھانا سامنے رکھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تاکہ وہ کھانا نزول خیر و برکت کی وجہ سے باعث شفاء بن جائے پھر

اسے برکت والا یعنی متبرک سمجھ کر کھا لیتے ہیں۔ کہ تلاوت قرآن کریم سے پورا ماحول سراپا خیر و برکت ہو جاتا ہے۔ اسی لیے گندگی کے ڈھیر کے پاس یا غسل خانہ و بیت الخلا میں قرآن کریم کی تلاوت منع ہے اور اسی طرح حرام شے کو بسم اللہ پڑھ کر کھانا منع ہے کیونکہ حرام باعث خیر و برکت نہیں جبکہ حلال غذا کو بسم اللہ شریف پڑھ کر کھانے کا حکم ہے اس لئے کہ حلال ہی میں خیر و برکت ہے۔

ذیل میں کتب احادیث و سیرت سے پہلے طریق علاج یعنی بالقرآن و الدعا کے متعلق تحریر کیا جاتا ہے:

☆ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے تو اپنے آپ کو معوذات (۱) پڑھ کر دم فرماتے اور اپنا دست مبارک اپنے جسم انور پر پھیرتے۔ جس وقت اس مرض میں مبتلا ہوئے کہ جس میں رحلت مبارکہ ہوئی۔ میں معوذات پڑھ کر دم کرتی تھی جیسے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک (ان کے جسم پر) پھیرتی تھی (بخاری، مسلم)

☆ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ جب اہل خانہ میں سے کوئی بیمار ہوتا تو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم معوذات پڑھ کر اس پر دم فرماتے تھے۔ (مسلم شریف)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کو اس طرح تعویذ و دم فرماتے تھے: أُعِيْذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ (۲) اور فرماتے کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام انہی کلمات کے ساتھ اسماعیل و

---

۱ ''معوذات'' قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو کہا جاتا ہے۔۱۲

۲ ترجمہ: ''میں تم دونوں کو پناہ میں دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان اور زہریلے جانور کی برائی سے اور ہر نظر لگا دینے والی آنکھ کی برائی سے۔''۱۲

اسحاق علیہما السلام کو تعویذ دیا کرتے تھے (یعنی دم فرمایا کرتے تھے۔) (بخاری شریف)

پھوڑا یا زخم وغیرہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جس وقت کوئی شخص اپنے جسم میں کسی چیز کی شکایت کرتا، تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (اس پھوڑے زخم یا درد کی طرف) اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے اور پڑھتے: بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا لِیَشْفٰی سُقْمِنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا (۱) (بخاری، مسلم)

درد

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بارگاہ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ) میں اپنے درد کی شکایت کی، جو وہ اپنے جسم میں پاتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے جسم میں درد کی جگہ پر رکھ، پھر تین مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھ کر سات دفعہ یہ کلمات کہہ: اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ (۲) عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں کہ میں نے اسی طرح کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے میری تکلیف دور فرمادی۔ (مسلم)

بخار وغیرہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبرئیل امین علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے اور کہا یا

---

۱ ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے ساتھ برکت حاصل کرتا ہوں۔ یہ ہماری زمین کی مٹی، ہمارے بعض کے لعاب کے ساتھ ملی ہوئی ہے تاکہ ہمارے پروردگار کے حکم سے ہمارے بیمار کو شفا دی جائے۔''

۲ ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عزت وقدرت کے ساتھ پناہ طلب کرتا ہوں، ہر اس چیز کی برائی سے جو میں پاتا ہوں اور اس سے ڈرتا ہوں۔'' ۱۲

رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ بیمار ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تو جبریل علیہ السلام نے کہا: (یعنی ان الفاظ سے دم کیا) بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ یُّوْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْعَیْنٍ حَاسِدِ نِ اللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ (۱) (مسلم شریف)

دیگر ہر بیماری کے لیے

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی بیمار ہو جائے یا اس کا بھائی بیمار پڑ جائے تو چاہئے کہ وہ یوں پڑھے: رَبُّنَا اللّٰہُ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُکَ اَمْرُکَ فِیْ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کَمَا رَحْمَتُکَ فِی السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَکَ فِی الْاَرْضِ اِغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَخَطَایَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّیِّبِیْنَ وَ اَنْزِلْ رَحْمَۃً مِّنْ رَّحْمَتِکَ وَ شِفَاءً مِّنْ شِفَائِکَ عَلٰی ھٰذَا الْوَجِعِ (۲) تو وہ شفایاب ہو جاتا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

دیگر بخار و درد

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کو ہر قسم کے بخار اور دردوں میں دعا سکھلاتے تھے کہ یہ پڑھیں: بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ کُلِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ وَ مِنْ شَرِّ

---

۱ ''اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی سے آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دے۔ ہر شخص کی برائی سے یا آنکھ حسد کرنے والی کی برائی سے اللہ جل شانہ آپ کو شفا دے میں اللہ تعالیٰ کے نام سے دم کرتا ہوں۔''

۲ ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار اللہ تعالیٰ کہ آسمانوں میں تیرا اسم پاک ہے۔ تیرا حکم آسمان و زمین میں ہے جس طرح تیری رحمت آسمانوں میں ایسے ہی اپنی رحمت زمین پر فرما دے ہمارے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف فرما دے تو پاکیزوں کا پروردگار ہے۔ اپنی رحمت نازل فرما اور اپنی شفا اس بیماری پر نازل فرما۔'' ۱۲

حَرِّالنَّارِ (۱) (ترمذی شریف)

سانپ یا بچھو کے کاٹے کا علاج

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کی ایک جماعت ایک بستی سے گزری۔ اس بستی میں کسی شخص کو سانپ یا بچھو نے ڈسا ہوا تھا' چنانچہ اہل قریہ کا ایک آدمی صحابہ کرام کے پاس آیا اور کہا کہ کیا تم میں کوئی منتر پڑھنے والا ہے؟ بیشک اس بستی میں ایک شخص کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا ہے۔ صحابہ کرام میں سے ایک آدمی اس آدمی کے ساتھ گیا اور چند بکریوں (۲) کے عوض سورۂ فاتحہ شریف پڑھ کر دم کیا تو وہ اچھا ہو گیا۔ یہ صحابی بکریاں لے کر آئے تو ساتھیوں (یعنی دوسرے صحابہ) نے اس کو مکروہ جانا اور کہا کہ تو نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے۔ یہاں تک کہ وہ سب مدینہ طیبہ میں آئے اور خدمت انور میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس شخص نے کلام اللہ پر اجرت لی ہے (کیا یہ جائز ہے؟ تو) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لائق ترین چیز جس پر تم مزدوری لو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔'' (بخاری شریف) ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: ''تم نے اچھا کیا تقسیم کرو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی نکالو۔'' (مشکوٰۃ شریف)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ایک رات حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست انور زمین پر رکھا' تو انگلی شریفہ پر بچھو نے ڈس لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نعل مبارک سے اس کو مار دیا اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے یہ

---

۱ ترجمہ: ''اللہ تبارک وتعالیٰ بزرگ و برتر کے اسم گرامی کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ میں پناہ چاہتا ہوں۔ ہر جوش مارنے والی رگ کی برائی سے اور آگ کی گرمی کی برائی سے۔ ۱۲

۲ ایک روایت میں ہے کہ تیس بکریوں کے عوض دم کیا تھا۔ ۱۲

نمازی اور غیر نمازی کو نہیں چھوڑتا' یا فرمایا یہ نبی اور غیر نبی کو نہیں چھوڑتا۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانی اور نمک منگوایا اور اسے ایک برتن میں ڈالا۔ پھر جس جگہ ڈسا تھا' وہاں ڈالنے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انگلی سے ملتے جاتے تھے اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دم فرماتے جاتے تھے (۱) (مشکوٰۃ شریف عن البیہقی)

دیوانگی (پاگل پن) کا علاج

حضرت خارجہ بن صلت اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے اپنے وطن واپس چلے' تو راستہ میں ایک عرب قبیلہ سے ملاقات ہوئی' انہوں نے کہا کہ ہم کو پتہ چلا کہ تم اس شخص (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس سے آئے ہو' کیا تمہارے پاس کوئی منتر یا دوائی ہے' کیونکہ ہمارے پاس ایک دیوانہ ہے' جسے ہم نے بیڑیوں سے باندھ رکھا ہے۔ ہم نے کہا' ہاں! (ہمارے پاس ایسی شے ہے) وہ ہمارے پاس بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ایک دیوانے کو لائے' میں نے تین یوم صبح وشام سورۂ فاتحہ شریف پڑھ کر اس پر دم کیا اور اپنا تھوک اس پر پھینکتا رہا۔ پھر اس کی رسیوں کو کھول دیا گیا (یعنی بالکل تندرست وتوانا ہو گیا۔ انہوں نے مجھے کچھ مزدوری وغیرہ دی۔ میں نے ان سے کہا کہ میں اس وقت تک نہ لوں گا' جب تک کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ نہیں لیا جاتا۔

(حاضر خدمت ہو کر عرض کیا' تو) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''کھاؤ' مجھے میری جان کی قسم! جو شخص باطل منتر کے ساتھ کھاتا ہے (حرام کھاتا ہے) تحقیق تو نے حق منتر کے ساتھ کھایا۔'' (احمد' ابوداؤد)

---

(۱) یہ عمل بھڑ' مکھی وغیرہ کے کاٹے کے لیے بھی مجرب ہے۔ اگر نمک میں تھوڑا سا لیموں کا پانی شامل کر لیا جائے' تو ورم وغیرہ بھی نہیں آتا' کئی بار کا تجربہ شدہ عمل ہے۔ ۱۲

نظر بد[1]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھر میں ایک لڑکی دیکھی۔ اس کے چہرہ میں سفعہ (یعنی زردی) تھی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو دم کراؤ' کیونکہ اس کو نظر لگ گئی ہے۔'' (صحیح بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جنوں کے شر اور انسانوں کی نظر لگ جانے سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ معوذتان (۲) نازل ہوئی' تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو لے لیا اور ان دونوں کے ماسوا کو ترک کر دیا۔ (ترمذی شریف ابن ماجہ)

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عامر بن ربیعہ نے سہل بن حنیف کو غسل کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا کہ خدا کی قسم! میں نے نہ تو آج کے دن کی مانند کوئی دن دیکھا اور نہ ہی سہل کی جلد کی مانند (خوبصورت) کسی پردہ نشین

---

[1] نظر بد برحق اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''العین حق'' یعنی بدنظری اور اس کی کارفرمائی نفس الامر میں موجود و ثابت ہے اور حق جل شانہ نے بعض آنکھوں میں ایسی خاصیت پیدا فرمائی ہے کہ جب وہ نظر بھر کر کسی چیز کی طرف دیکھے تو اس چیز کو نقصان پہنچاتی ہے۔ ارشاد گرامی ہے: اگر کوئی چیز قضا و قدر سے سبقت لے جاتی' تو نظر ہوتی۔'' صاحب مدارج فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ بدنظری کا کیا اعتبار' سب تقدیر الٰہی ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ بدنظری بھی تقدیر الٰہی ہے۔ بعض اصحاب کی طبائع کے نزدیک دیکھنے والے کی آنکھ سے جواہر لطیفہ غیر مرئیہ (نظر نہ آنے والے) نکلتے ہیں اور مقابل پر جم جاتے ہیں اور مسامات کے ذریعہ جسم میں داخل ہو جاتے ہیں جس طرح کہ سانپ کے منہ میں زہر ہے' ایسے ہی بعض لوگوں کی آنکھوں میں ایسی تاثیر رکھ دی گئی ہے (مدارج)

تعلیم امت کے لیے ورنہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَان (القرآن) اور وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس کا وعدۂ الٰہی موجود ہے۔

[2] معوذتین قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو کہتے ہیں۔ ۱۲

(حسین) عورت کی جلد دیکھی۔ اتنا کہنا ہی تھا کہ سہل گر گئے۔ اس واقعہ کو بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ سہل بن حنیف کے لئے کچھ (دعا وعلاج وغیرہ) فرمائیں گے؟ خدا تعالیٰ کی قسم وہ (بیماری کی شدت کے سبب) اپنا سر نہیں اٹھا سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم کسی کے متعلق گمان کرتے ہو کہ اس نے اسے نظر لگائی ہے۔'' صحابہ کرام نے عرض کیا کہ عامر بن ربیعہ کے متعلق ہمارا گمان ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عامر بن ربیعہ کو بلایا اور اسے سخت وست کہا اور فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے' تو نے برکت کی دعا کیوں نہ کی؟ (اب) سہل کے لیے (اپنا اعضاء) دھو۔'' چنانچہ عامر نے ان کے لیے اپنا چہرہ' دونوں ہاتھ' دونوں کہنیاں' گھٹنے' پاؤں کی انگلیوں کے کنارے اور پائجامے کے اندر کے اعضاء (ستر) ایک برتن میں دھو کر دیئے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پانی سہل پر ڈالا' تو وہ اسی وقت اٹھ کر کھڑے ہو گئے' جیسے کہ ان کو کوئی شکایت ہی نہ تھی۔ (مشکوٰۃ)

مالک کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نظر کا لگ جانا حق ہے' اس کے لیے وضو کر۔'' چنانچہ حضرت عامر نے حضرت سہل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے وضو (بمعہ استنجاء) کیا۔ (مذکورۃ)

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت ہے کہ میرے گھر والوں نے مجھے پانی کا ایک پیالہ دے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت فیض درجت میں بھیجا (اس لیے کہ) جب کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور تکلیف ہوتی تو وہ ایک بڑا پیالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت اقدس میں بھیجتا۔ حضرت ام المومنین حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک نکالتیں جو انہوں نے چاندی کی ایک نلکی میں رکھے

ہوئے تھے' وہ ان بالوں کو اس پیالے میں پانی کے اندر ہلاتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا(۱) (اور شفایاب ہو جاتا) راوی کا بیان ہے کہ میں نے نلی میں جھانک کر دیکھا' تو چند ایک سرخی مائل موئے مبارک نظر پڑے۔

(صحیح بخاری شریف)

اٹھرا کا اسم گرامی سے علاج

اٹھرا ایک موذی مرض ہے۔ اس مرض میں یا تو بچہ دوران حمل ہی ضائع ہو جاتا ہے یا پیدا ہونے کے بعد مر جاتا ہے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس تکلیف دہ مرض کے دفعیہ کے لیے انتہائی شافی علاج تجویز فرمایا۔

حضرت ابن ابی ملیکہ نے بروایت ابن جریج حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ جس کے ہاں حمل ہو اور وہ پختہ ارادہ کر لے کہ میں اس بچے کا (جو پیٹ میں ہے) نام ''محمد'' رکھوں گا (یا رکھوں گی) تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے لڑکا عطا فرمائے گا۔

حضرت جلیلہ بنت عبدالجلیل سے مروی ہے کہ وہ بارگاہ رسالت فیض درجت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ایک ایسی عورت ہوں کہ میرے بچے زندہ نہیں رہتے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تو اللہ تعالیٰ کے حضور نذر مان کہ میرے ہاں جو بچہ پیدا ہوگا میں اس کا نام ''محمد'' رکھوں گی۔ اس نے ایسا ہی کیا' چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا' وہ زندہ رہا (جوان ہو کر کفار سے جنگ کی اور) مال غنیمت حاصل کیا۔ (نزہتہ المجالس' جزء ثانی)

---

۱ سبحان اللہ تعالیٰ! رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کا دھوون بھی بیماروں کے لیے شفاء ہی ایک واقعہ بیت مقدس کے تحت بھی گزر چکا ہے۔۱۲

مایوس مریضوں کو مژدۂ جانفزا

مواہب لدنیہ اور دوسری کتب میں امام ابوالقاسم قشیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ان کا ایک بچہ سخت بیمار ہوگیا۔ علاج سے آفاقہ نہ ہوا' حتی کہ بچہ قریب المرگ ہوگیا۔ ابوالقاسم قشیری فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی' میں نے خدمت انور میں اپنے بچے کا حال عرض کیا تو حضور سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم آیات شفاء سے کیوں غافل ہو؟ کیوں ان کے (وسیلہ کے) ساتھ شفا نہیں مانگتے؟''

امام ابوالقاسم قشیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نیند سے بیدار ہوا تو آیات شفاء پر غور کرنے لگا۔ میں نے ان کو کلام اللہ شریف میں چھ مقام پر پایا (وہ آیات کریمہ یہ ہیں:)

(۱) وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (۲) وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۝ (۳) يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۝ (۴) وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۵ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۵ (۶) قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ۵

(امام قشیری کہتے ہیں کہ) میں نے ان آیتوں کو لکھا اور پانی میں گھول کر بچے کو پلا دیا تو وہ اسی وقت شفایاب ہوگیا' گویا کہ کسی نے اس کے پاؤں کی گرہ کھول دی ہو۔ (مدارج النبوۃ جلد ۱)

بے چینی و بے خوابی

بے چینی و بے خوابی کی کیفیت میں رات کو نیند نہ آنا' تمام رات کروٹیں بدلتے ہی گزار دینا ایک تکلیف دہ مرض ہے۔ اس مرض کی شکایت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

بارگاہ نبویؐ میں کی انہوں نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم مجھے رات بھر نیند نہیں آتی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب سونے کا ارادہ کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَ رَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَا اَخَلَّتْ وَ رَبَّ الشَّیَاطِیْنَ وَمَا اَضَلَّتْ کُنْ لِّیْ جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یُّفْرِطَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ ھُمْ اَوْیَنْبَغِیْ عَلٰی عِزِّجَاءُ کَ وَجَلَّ ثَنَاءُ کَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ (مدارج النبوۃ جلد اول)

یہ دعا مبارک اور ایسی ہی دوسری دعائیں جو کوئی نہ پڑھنا جانتا ہو کاغذ پر لکھوا کر اپنے پاس رکھے۔ اس کی دلیل حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خوف و پریشانی اور بے خوابی کے لیے انہیں یہ کلمات تلقین فرمائے تھے کہ پڑھا کرو: اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَ عِقَابِہٖ شَرِّ عِبَادِہٖ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنَ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ○

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بچوں کو جو سمجھ دار ہوتے یہ دعا سکھا دیتے اور جو بچے ناسمجھ ہوتے یہ دعا کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر ان کے گلے میں لٹکا دیتے (۱)۔

کرب و بے چینی

بعض مرتبہ کسی طویل بیماری سے صحت یاب ہونے کے بعد یا ویسے ہی کبھی ظاہراً کوئی بیماری بھی نہیں ہوتی، لیکن ایک بے چینی کی کیفیت اور اکتاہٹ سی ہوتی ہے۔ اس مرض کے ازالہ کے لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کرب و غم اور بے چینی کے وقت یہ دعا پڑھا کرو: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمُ۔ (رواہ الشیخان، مدارج النبوۃ)

---

۱ اگر اس کے متعلق زیادہ تحقیق مقصود ہو تو مدارج النبوۃ جلد اول کا مطالعہ فرمائیں۔ ۱۲

دیگر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کرب وغم کو دور کرنے کے لیے یہ دعا تعلیم فرمائی: اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَتَ وَاَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ کُلَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔
(مدارج النبوۃ عن سنن ابوداؤد)

جامع دعا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اور بالیقین میں ایسے کلمہ کو جانتا ہوں کہ اگر کوئی بھی مصیبت زدہ اسے پڑھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے اس مصیبت سے نجات عطا فرما دیتا ہے وہ کلمہ میرے بھائی حضرت یونس علیہ السلام کا ہے جس سے انہوں نے تاریکیوں میں ندا کی تھی: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۝ (مدارج النبوۃ)

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اسے پڑھنے والے کی دعا کو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت بخشتا ہے۔'' (ترمذی شریف)

دعائے دردِ دنداں وورم وغیرہ

امام بیہقی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بارگاہ نبوی میں دانتوں کے درد کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اس رخسار پر کہ جدھر درد ہو رہا تھا' اپنا دست مبارک رکھا' پھر سات مرتبہ یہ پڑھا۔ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ مَا یَجِدُ وَ فَحْشَہٗ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّکَ الْمَکِیْنِ الْمُبَارِکُ عِنْدَکَ۔

سیدنا حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دست مبارک اٹھانے سے

پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے درد دانت دور فرما دیا۔ (مدارج النبوۃ' خصائص کبریٰ جزء ثانی)

حضرت اسماء بنت ابی بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے سر اور چہرہ پر ورم تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہی کلمات تین مرتبہ پڑھ کر دم فرمایا تو ورم اسی وقت جاتا رہا۔ (خصائص کبریٰ)

نزہتہ المجالس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جو کوئی مسلمان اسے پڑھ کر دعا کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی بے چینی کو دور فرما دے گا۔ (نزہتہ المجالس جزء ثانی)

دیگر دعائے درد دنداں

حضرت حمیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سیّدہ فاطمتہ الزہرا علیٰ ابائہا وعلیہا السلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت میں درد دانت کی شکایت کرتی ہوئی حاضر ہوئیں' تو حضور انور (فداہ امی وابی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے داہنے دست مبارک کی انگشت شہادت اس دانت پر کہ جس میں درد تھا' رکھ کر یہ پڑھا: بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ اَسْئَلُکَ بِعِزَّتِکَ وَ جَلَالِکَ وَ قُدْرَتِکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ فَاِنَّ مَرْیَمَ لَمْ تَلِدْ غَیْرَ عِیْسٰی مِنْ رُوْحِکَ وَ کَلِمَتِکَ اَنْ تَکْشِفَ مَا تَلْفِیْ فَاطِمَةَ (۱) بِنْتِ خُدَیْجَةَ مِنَ الضُّرِّ مَکَّة

(مدارج النبوۃ (۲))

---

۱ اس جگہ مریض اور اس کی والدہ کا نام لیں۔ ۱۲

۲ مدارج النبوۃ میں مواہب لدنیہ کے حوالہ سے منقول ہے کہ محب طبری امام عالی مقام خلیل مکی کے بارہ میں یہ عجیب بات مشہور و معروف ہے۔ خود میں نے کئی بار دیکھا کہ جب کوئی درد دانت کی شکایت لے کر آتا تو وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے' پھر اس سے اس کا اور اس کی ماں کا نام دریافت کرتے اور پوچھتے کہ کتنے سالوں کے لیے درد دانت سے آرام چاہتا ہے۔ تو مریض پانچ' سات یا نو سال یعنی طاق میں کہتا تو وہ ہاتھ نہ اٹھانے پاتے کہ درد جاتا رہتا اور مذکورہ مدت تک درد نہ ہوتا' مگر اس جگہ کسی دعا کا ذکر نہیں۔ غالباً یہی دعائے مبارکہ ہوگی یا ان کی اپنی توجہ یا دعا ہوگی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

برائے دردسر

حضرت حمیدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بروایت یونس بن یعقوب عبداللہ سے دردسر کا رقیہ (دم) نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دردسر میں اپنے اس ارشاد سے تعویذ فرماتے تھے: بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ وَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ كُلِّ عِرْقٍ تَغَارٍ وَ مِنْ شَرِّ حَرِّ نَارٍ

(مدارج النبوۃ)

برائے مرگی

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مرگی کا مرض دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ارواح خبیثہ کی وجہ سے اور دوسرا اختلاط رویہ کے سبب سے ہوتا ہے۔ اس دوسری قسم میں اطباء بحث کرتے ہیں۔ لیکن ارواح خبیثہ (اور شیاطین) والی مرگی کا علاج دعاؤں سے ہوتا ہے گویا کہ یہ دشمن سے جنگ کرنا ہے۔ لڑنے والے کو چاہیے کہ اس کے ہتھیار صحیح اور بازو قوی ہوں (۱)۔ بعض معالجین اس کا علاج یہ دعا پڑھ کر کرتے ہیں: اُخْرُجْ مِنْهُ مَا يَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ وَ مَا يَقُوْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کا علاج یوں فرمایا کرتے تھے: اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ (یعنی اے دشمن خدا (شیطان) نکل جا' میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔'' بعض معالجین آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کرتے ہیں اور مرگی کے مریض کو قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کی تاکید کرتے ہیں۔ (مدارج) مرگی والے کے کانوں میں اذان دینے سے خاطر خواہ فائدہ ہوتا ہے۔

---

۱ یعنی متقی پرہیزگار ہو' غلط ٹونے ٹوٹکوں کی بجائے قرآن وحدیث اور صحیح دعاؤں سے علاج کرتا ہو۔ ۱۲

پتھری وحبس بول

سنائی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ان کے پاس ایک شخص آیا' اوراس نے کہا کہ میرے باپ کا پیشاب بند ہوگیا ہے اوراسے پتھری کا مرض ہے۔اس پر حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ دعا جوانہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے سنی تھی' بتائی اوراسے حکم دیا کہ وہ اس دعا کو پڑھے۔ چنانچہ اس نے پڑھا اور تندرست ہوگیا۔

رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُکَ اَمْرُکَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کَمَا رَحْمَتُکَ فِی السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَکَ فِی الْاَرْضِ وَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ خَطَایَانَا اَنْتَ رَبُّ الْمُتَطَیِّبِیْنَ وَ اَنْزِلْ شِفَاءً مِّنْ شِفَائِکَ وَ رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِکَ عَلٰی هٰذَا الْوَجِعِ (۱) (مدارج النبوۃ)

بخار کی ایک اور دعا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف لائے' تو وہ بخار میں مبتلا تھیں اور بخار کو کوس رہی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بخار کو برا مت کہو (کیونکہ) وہ تو حکم الٰہی کا تابع ہے' لیکن اگر تم چاہتی ہو تو تمہیں وہ کلمات سکھا دوں کہ جب تم پڑھو گی' تو اللہ تعالیٰ تم سے بخار کو دور فرمادے گا۔انہوں نے عرض کیا کہ سکھا دیجئے۔فرمایا کہ پڑھو: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ جِلْدِیَ الرَّقِیْقِ وَاعْظَمِیَ الدَّقِیْقِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِیْقِ یَا اُمَّ مِلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ آمَنْتِ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَلَا تَصْدَعِیْ الرَّاسِ وَلَا تُثْنِی الْغَمَّ وَلَا تَاْکُلِیْ اللَّحْمَ وَلَا تَشْرَبِیْ الدَّمَ وَ تَحَوَّلِیْ عَنِّیْ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰهِ

---

۱ یہ دعا مبارک تھوڑے سے فرق کے ساتھ ابوداؤد شریف کے حوالہ سے چند صفحات قبل میں (ہر بیماری کے لیے) درج ہو چکی ہے۔۱۲

اِلٰھَا آخَرَ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان کلمات کو پڑھا تو میرا بخار جاتا رہا (مدارج النبوۃ)

آگ سے جلے کی دعا

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ پر ہنڈیا گر گئی جس سے میرا ہاتھ جل گیا۔ میری والدہ مجھے لے کر بارگاہ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ) میں حاضر ہوگئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاتھ پر تھوکتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: اَذْھِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَائُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا۔

حضرت محمد بن حاطب کی والدہ کہتی ہیں کہ میں ابھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے اٹھی نہیں تھی کہ ہاتھ درست ہوگیا (خصائص کبریٰ جزء ثانی)

نابینا پن کا علاج

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ مجھے شفاء (بینائی) عطا فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہتا ہے تو تیرے لیے دعا کرتا ہوں اور اگر چاہتا ہے تو صبر کر یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ اس نے عرض کی کہ دعا فرمائیے۔ حضرت عثمان بن حنیف کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اچھی طرح وضو کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ دعا پڑھ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ ھٰذِہٖ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ (۱) (ابن ماجہ، احمد

---

۱ ترجمہ: ''اے اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں جو کہ نبی رحمت ہیں۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں اپنے پروردگار کی طرف آپ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ میری یہ حاجت پوری فرمادے۔ اے اللہ تعالیٰ! میرے بارے میں ان کی شفاعت قبول فرما۔ ۱۲ (نوٹ) یہ دعا ہر مشکل کے لیے مجرب ہے۔ ۱۲

ترمذی شریف، مشکوٰۃ)

منقول ہے کہ انہوں نے مسجد میں جا کر یہ دعا پڑھی، کچھ دیر نہ گزری تھی کہ آنکھیں روشن ہوگئیں۔ خیال رہے کہ یہ دعا تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ ابن ماجہ، حاکم، نسائی میں بھی موجود ہے۔ (نزہتہ المجالس جزء اول)

افلاس وتنگ دستی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ ایک شخص خدمت فیض درجت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! دنیا نے مجھ سے منہ موڑ لیا ہے (یعنی میں بہت زیادہ غریب ہوگیا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ سے ''صلوٰۃ الملائکہ'' یعنی فرشتوں کی دعا اور تسبیح کہ جس کی بدولت انہیں رزق دیا جاتا ہے، کہاں گئی؟ پھر فرمایا: طلوع فجر (یعنی اذان فجر) کے وقت اس دعا کو سو مرتبہ پڑھو: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه تو دنیا تیرے پاس پست وذلیل ہوکر آئے گی۔ پھر وہ شخص چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے پاس (دولت) دنیا اتنی زیادہ آ گئی ہے کہ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں رکھوں؟ (مدارج النبوۃ)

حفاظت جان

حضرت ربان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ جو کوئی تین مرتبہ شام کے وقت یہ پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَمِیْعُ الْعَلِیْم۔

تو صبح تک کوئی ناگہانی بلا ومصیبت نہ پہنچے گی۔ جو کوئی صبح کو پڑھے، تو شام تک ہر ناگہانی بلا

سے محفوظ رہے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت ربان بن عثمان پر فالج کا حملہ ہوا تو جس شخص نے یہ روایت (ان سے) سنی تھی' وہ بطریق انکار و تعجب ان کی طرف دیکھنے لگا اور سوچنے لگا۔ اس پر انہوں نے (ربان بن عثمان نے) فرمایا: ''میری طرف (دیکھ کر) کیا سوچ رہے ہو؟ خدا کی قسم نہ میں نے اپنے باپ عثمان پر جھوٹ باندھا ہے اور نہ ہی عثمان نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھا ہے' لیکن جس دن مجھ پر فالج کا حملہ ہوا' میں معصیت کی وجہ سے اس دعا کو پڑھنا ہی بھول گیا تھا۔'' (ابوداؤد۔ ترمذی شریف)

جسمانی صحت وحفاظت

''تحفۃ الحبیب فی مازاد علی الترغیب'' میں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں ایک روگی شخص ہوں۔ کھانا پینا میرے بدن کو ذرا نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعائے صحت فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کھایا پیا کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو: **بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ**۔ تمہیں کبھی کوئی بیماری نہ ہوگی' اگرچہ کھانے میں زہر ہی کیوں نہ ملا ہوا ہو (۱)۔ (نزہۃ المجالس)

---

۱ یہاں اس دعا کے متعلق ایک دلچسپ حکایت سپرد قلم کرتا ہوں' جس سے اس دعا کے عظیم الشان فائدے اور صحابہ کرام کے غیر متزلزل ایمان کا پتہ چلتا ہے۔ کتب تواریخ میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک بار عیسائیوں کے قلعہ کا محاصرہ کیا' تو ان کا سب سے بڑا ''بوڑھا'' پادری آپ کے پاس آیا' اس کے ہاتھ میں انتہائی تیز زہر کی ایک پڑیا تھی۔ اس نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے قلعہ کا محاصرہ اٹھا لیں۔ اگر تم نے دوسرے قلعے فتح کر لیے تو اس قلعہ کا قبضہ ہم بغیر لڑائی کے تم کو دیدیں گے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں ہم پہلے اس قلعہ کو فتح کریں گے' بعد میں کسی دوسرے قلعے کا رخ کریں گے۔ یہ سن کر بوڑھا پادری بولا: اگر تم اس قلعے کا محاصرہ نہیں اٹھاؤ گے' تو میں یہ زہر کھا کر خودکشی کرلوں گا اور میرا خون تمہاری گردن پر ہوگا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے یہ ناممکن ہے کہ تیری موت نہ آئی ہو اور تو مرجائے' بوڑھا پادری بولا (اگر تمہارا یہ یقین ہے تو) لو پھر یہ زہر کھالو۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ زہر کی پڑیا پکڑی اور **بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم** پڑھ کر وہ زہر پھانک لیا اور اوپر سے پانی پی لیا۔ بوڑھے پادری کو مکمل یقین تھا (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

موعظت

جاننا چاہئے کہ ہر وہ دعا' منتر' ٹونہ' ٹوٹکہ وغیرہ کہ جس میں شرکیہ الفاظ ہوں کرنا سخت حرام ہے' بلکہ بعض دفعہ کفر بھی (جبکہ شیطانوں وغیرہ یا کسی غیر اللہ سے مسبب حقیقی خیال کرتے ہوئے مدد مانگے) اگر ان میں شرکیہ کلمات نہ ہوں' تو پڑھنے میں مضائقہ نہیں۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جاہلیت میں ایک منتر پڑھا کرتے تھے۔ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس منتر کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ منتر مجھے سناؤ۔ منتر پڑھنے میں کوئی ڈر نہیں۔ جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو۔'' (صحیح مسلم شریف' مشکوٰۃ شریف) لیکن شرکیہ کلمات والے منتر سے ضرور بچیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے داغ لیا یا منتر پڑھوایا' وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے سے بیزار ہوا۔''

(احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ بن حمزہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن حکیم کے پاس آیا' ان کے جسم پر سرخ بادتھی۔ میں نے کہا کہ کوئی تعویذ لٹکا لو۔ وہ کہنے لگے۔ ہم اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص (گلے وغیرہ میں) جو چیز لٹکائے' وہ اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔''

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ سے) کہ یہ چند لمحوں میں موت کی وادی میں پہنچ جائیں گے' مگر وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ چند منٹ آپ کے بدن پر پسینہ آیا' اس کے علاوہ کچھ بھی نہ ہوا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پادری سے مخاطب ہو کر فرمایا ''دیکھا اگر موت نہ آئی ہو تو زہر کچھ نہیں بگاڑتا۔ پادری کوئی جواب دیئے بغیر اٹھ کر بھاگ گیا اور قلعہ میں جا کر کہنے لگا اے لوگو! میں ایسی قوم سے مل کر آیا ہوں' خدا تعالیٰ کی قسم! اسے مرنا آتا ہی نہیں' وہ صرف مارنا ہی جانتے ہیں۔ جتنا زہر ان کے ایک آدمی نے کھالیا' اگر اتنا پانی میں ملا کر ہم تمام اہل قلعہ کھاتے' تو یقیناً مر جاتے' مگر اس آدمی کا مرنا تو درکنار' وہ بیہوش بھی نہ ہوا' میری مانو تو قلعہ ان کے حوالے کر دو اور ان سے لڑائی نہ کرو' چنانچہ وہ قلعہ بغیر لڑائی کے (صرف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت ایمانی سے) فتح ہو گیا۔ (سبحان اللہ تعالیٰ)

(ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف)

اس لیے یہ ضروری ہے کہ کوئی منتر یا دم پڑھنے سے پہلے اس کے معانی معلوم کرے یا پھر اس کا کسی ثقہ عالم سے منقول ہونا تحقیق کرے ورنہ نادانستگی میں غلطی کا احتمال ہے۔

مدارج النبوۃ میں حکایات مشائخ سے منقول ہے کہ کوئی شخص ایک دعا پڑھ رہا تھا' ایک دوسرا شخص جو وہاں موجود تھا' اس نے کہا' اسے (پڑھنے والے کو) کیا ہو گیا ہے؟ یہ بندہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو گالیاں دے رہا تھا۔ اتفاق سے اس دعا کا مضمون ہی ایسا تھا اور وہ شخص اسے لاعلمی میں پڑھ رہا تھا۔'' (العیاذ باللہ تعالیٰ)

کافروں سے دم کروانے اور گنڈے وغیرہ لینے سے بھی گریز کرنا چاہئے' کیونکہ وہ تو عموماً شیاطین سے طالب استعانت ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حضرت زینب کہتی ہیں کہ حضرت عبداللہ نے میری گردن میں ایک دھاگہ دیکھا اور پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس میں میرے لیے منتر پڑھا گیا ہے۔ انہوں نے دھاگہ کو پکڑا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کہا کہ اے عبداللہ کے گھر والو! تم شرک سے بے پرواہ ہو۔'' میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے: منتر منکے' ٹونکے شرک ہیں۔'' زینب کہتی ہیں کہ میں نے کہا تم کیسے کہتے ہو' حالانکہ میری آنکھ درد کی شدت سے نکلی پڑی تھی۔ میں فلاں یہودی کے پاس جاتی' وہ دم پڑھتا تھا' تو آنکھ آرام پاتی اور مجھے آرام وسکون مل جاتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمہاری آنکھ کا درد شیطان کے عمل سے تھا۔ وہ تمہاری آنکھ کو چوکتا تھا' جب وہ دم پڑھتا تو شیطان رک جاتا تھا' حالانکہ تم پر لازم تھا کہ تم وہ پڑھتیں' جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (یعنی وہ)

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ
لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ کَ لَا یُغَادِرُ سَقَمًا (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

اس روایت میں ظاہر ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اہلیہ کو یہودی کے مشرکانہ دم یا گنڈے سے روکا اور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منقول دم کی ترغیب دی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر وہ دم' ٹونہ' ٹوٹکہ' گنڈہ اور تعویذ وغیرہ جس میں مشرکانہ الفاظ ہوں' وہ ناجائز وحرام ہے' لیکن جو قرآن پاک' احادیث مبارکہ یا اقوال بزرگان دین کے مطابق ہو' وہ جائز ہے۔ وہ آیات واحادیث جو بتوں یا بت پرستوں کے لیے ہیں' ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا درست نہیں۔ یہ ہر کوئی جانتا ہے کہ دیوار کعبہ میں نصب حجر اسود بھی پتھر ہے اور بت بھی پتھر۔ مگر دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ حجر اسود کی توہین حرام ہے' اور بت کی تعظیم حرام ہے۔ حجر اسود کی تعظیم ضروری ہے اور بت کی توہین ضروری ہے۔ گنگا' جمنا اور آب زم زم دیکھنے میں ہیں تو دونوں ہی پانی۔ رنگ و بو بھی دونوں کی ایک ہی ہے' مگر گنگا و جمنا کی تعظیم حرام اور آب زمزم کی تعظیم فعل مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ جھوٹے مدعیان نبوت کی آڑ میں انبیاء برحق (علیہم السلام) کی توہین نہیں کی جائے گی' اس لیے کسی بھی چیز کو حرام ثابت کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے۔ (واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم) اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو شرک و بدعت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور صراط مستقیم پر چلائے۔ (آمین ثم آمین)

مجنون کا علاج

اب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ایک عمل نقل کیا جاتا ہے:

امام محی السنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک مجنون (دیوانہ) لایا گیا آپ نے اس کے دونوں کانوں میں اَفَحَسِبْتُمْ اِنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ (آخر تک) (سورۃ مؤمنون کی آخری چار آیات مبارکہ) پڑھ کر دم کر دیا تو وہ اُسی وقت تندرست ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھنے پر حضرت ابن مسعود نے یہ واقعہ عرض کر دیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے مجھ کو اس اللہ تعالیٰ کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کوئی ان آیات کو پڑھ کر پہاڑ پر دم کر دے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے۔'' (تفسیر مظہری پارہ نمبر ۱۸)

باب چہارم

علاج بالدواء

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعاؤں کے ساتھ ساتھ دواؤں کا بھی استعمال فرمایا کرتے تھے اور ایسے ہی حکیمانہ ارشادات گرامی فرمائے کہ قیامت تک علم ''طب وحکمت'' کو ان پر ناز رہے گا' مثلاً آپ کے اس فرمان عالی میں ذرا غور فرمائیں کہ اس میں کتنی حکمتیں مضمر ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معدہ (۱) بدن کے لیے حوض کی مانند ہے اور رگیں معدہ کی طرف آنے والی ہیں۔ اگر معدہ تندرست ہو تو رگیں تندرستی لے کر واپس آتی ہیں۔ اگر معدہ فاسد ہو تو رگیں بیماری لے کر لوٹتی ہیں (مشکوٰۃ عن البیہقی)

بلاشبہ جسمانی صحت کے لیے معدہ کی حفاظت از بس ضروری ہے' کیونکہ انسان جو بھی غذا کھاتا ہے' وہ معدہ میں جاتی ہے' وہاں جا کر ''کیموس'' اور ''کیلوس'' میں تبدیل ہو کر

---

۱ معدہ کو عربی میں ''المعدۃ'' اور انگریزی میں (Stomach) کہتے ہیں۔ اس میں غذا ہضم ہوتی ہے۔ یہ غذا کی نالی کا سب سے فراخ حصہ ہوتا ہے۔ اس کی شکل مشک جیسی ہوتی ہے۔ یہ جوف شکم کے بالائی اور وسطی حصے میں واقع ہوتا ہے۔ معدہ تقریباً ۱۲ سے ۱۵ انچ تک لمبا' اور ۴ انچ چوڑا ہوتا ہے' خالی حالت میں اس کا وزن تقریباً ۵. ۴ اونس ہوتا ہے۔ اس کے بائیں سرے پر تلی ہوتی ہے۔ یہ سرا باقی حصوں کی نسبت بڑا ہوتا ہے اور غذا کی نالی کے سوراخ سے دو تین انچ باہر کی طرف رہتا ہے۔ دایاں سرا جو کہ مشک کے منہ کے مشابہ ہوتا ہے۔ جگر کی زیریں سطح کے برابر ہوتا ہے۔ اس کا سوراخ بارہ انگشتی آنت کے سوراخ میں ملا رہتا ہے۔ اس سوراخ میں ایک ڈھکنا سا ہوتا ہے جو غذا کو آنت سے معدہ میں واپس آنے سے روکتا ہے۔ معدے کی ساخت میں چار طبق ہوتے ہیں' اوپر والا طبق آبدار جھلی کا جس کے نیچے والا عضلاتی اور اس کے نیچے خانہ دار جھلی کا جس میں عروق اور اعصاب ہوتے ہیں اور چوتھا اندرونی لعابدار جھلی کا ہوتا ہے۔ اس میں چھوٹے چھوٹے غدود ہوتے ہیں جن میں رطوبت معدی یا عروق حاضم پیدا ہوتا ہے جو غذا کو ہضم کرتا ہے۔ ۱۲

جسمانی تعمیر وتوانائی میں اہم کردار ادا کرتی ہے' اس لیے سب سے پہلے معدہ کی درستگی کی طرف دھیان دینا چاہئے۔ ''القبض اُمّ الامراض'' کا مقولہ مشہور ومعروف ہے۔

قبض سے بچنے اور معدہ پر بوجھ کم کرنے کے لیے بسیار خوری سے بچنا بہت ضروری ہے۔ حضور اکرم نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بسیار خوری کو سخت ناپسند فرمایا۔

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''آدمی نے اپنے پیٹ سے زیادہ بُرا برتن کوئی نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لیے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا کریں۔ اگر زیادہ ہی کھانے پر تل جائے تو ایک تہائی کھانے کے لیے' ایک تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے چاہئے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کی (بسیار خوری کے سبب) ڈکار کی آواز سنی' تو ارشاد فرمایا: ''(اے فلاں) اپنی ڈکار کم کر (یعنی زیادہ نہ کھایا کر) اس لیے کہ قیامت میں سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا' جو (دنیا میں) سب سے زیادہ کھایا کرتا تھا۔'' (ترمذی شریف) (۱)

امراضِ سر

حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ ہیں' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو کوئی بھی سر کی بیماری کی شکایت کرتا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے فرماتے کہ سینگی لگوالو اور پاؤں میں جو بھی درد کی شکایت کرتا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے فرماتے کہ مہندی لگالو۔''

(ابوداؤد شریف' مشکوٰۃ شریف)

---

۱ بسیار خوری سے متعلق یہ دونوں روائتیں قبل ازیں ''غذائے مبارک'' کی ''موعظت'' کے تحت گزر چکی ہیں۔ یہاں مضمون کی مناسبت کے لحاظ سے دوبارہ درج کردی گئی ہیں۔ ۱۲

خیال رہے کہ سینگی یا پچھنے لگانا سر کی ان بیماریوں میں نسبتاً زیادہ فائدہ بخش ہے۔ جو دموی ہوں، سر کے امراض کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بعض دوسری اشیاء بھی استعمال فرمائیں، مثلاً ابن ماجہ شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر انور میں درد ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مہندی (۱) کا لیپ فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ بیشک یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فائدہ دے گی۔'' (ابن ماجہ)

ربیع الابرار میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ مہندی لگایا کرو، کیونکہ یہ اسلام کا خضاب ہے جو نظر کو صاف کرتا ہے اور درد سر کو دور کرتا ہے اور ماندگی (تھکاوٹ) کو سکون بخشتا ہے۔

(نزہتہ المجالس جز ثانی از علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ)

سینگی لگوانا فائدہ بخش ہے

حضرت ابو کبشہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر مبارک اور کندھوں کے درمیان سینگی کھنچواتے تھے اور فرماتے کہ ان خونوں میں سے جو شخص کچھ خون نکال دے۔ اگر وہ کسی بیماری کا کوئی دوسرا علاج نہ بھی کرے تو حرج نہیں۔ (سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

---

۱ مہندی کا مزاج سرد خشک ہے۔ یہ مصفی خون ہوتی ہے۔ پیشاب کو کھول کر لاتی ہے۔ درد کو تسکین دیتی ہے اور زخموں کو بھرتی ہے۔ جلدی امراض خارش، جذام۔ آتشک اور یرقان میں اس کا جوشاندہ فائدہ بخش ہے۔ اس کے پتوں سے کلیاں کرنا منہ آنے کو مفید ہے۔ اس کا لیپ ورم، آبلہ، آگ کے جلے، ہاتھ پاؤں کی سوزش وجلن کو تسکین دیتا ہے۔ اس کے پھول کپڑوں میں رکھے جائیں، تو کپڑے کیڑا لگنے سے محفوظ رہتے ہیں (کتاب المفردات) ذہبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے طب نبوی میں بیان کیا کہ یہ بات تجربہ شدہ ہے۔ جب کسی بچے کو (خدانخواستہ) چیچک نکلنا شروع ہو تو اگر اس کے دونوں تلووں پر مہندی لگا دی جائے تو (انشاء اللہ تعالیٰ) اس کی آنکھیں چیچک سے امن میں رہتی ہیں۔ علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے خود اپنے بچوں پر اس کا تجربہ کیا اور صحیح پایا۔ (نزہتہ المجالس)

آلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص چاند کی سترہ (۱۷)' انیس (۱۹)' یا اکیس (۲۱) تاریخ کو سینگی کھنچوائے' اس کے لیے ہر بیماری سے شفا ہوتی ہے۔ (ابوداؤد شریف)

قوت حافظہ

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نافع میرا خون جوش مار رہا ہے۔ سینگی لگانے والے کو میرے پاس بلا لاؤ۔ کسی جوان آدمی کو بلا کر لانا۔ بوڑھے یا بچے کو نہ لانا۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ نہار منہ سینگی لگوانا بہتر ہے۔ وہ عقل اور حافظہ میں اضافہ کرتی ہے اور حافظہ والے آدمی کے حافظہ میں مزید زیادتی کرتی ہے۔ جو شخص [۱] سینگی لگوانا چاہے' تو بسم اللہ شریف پڑھ کر جمعرات کے دن لگوائے' جمعہ' ہفتہ اور اتوار کے دن سینگی کھنچوانے سے بچو۔ سوموار اور منگل [۲] کو سینگی لگواؤ۔ بدھ کے روز سینگی لگوانے سے بچو' کیونکہ اس روز (حضرت) ایوب (علیہ السلام) کو بیماری لگی تھی۔ جذام (کوڑھ) بدھ کے روز یا بدھ کی رات کو شروع ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

پچھنے لگانا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سر میں پچھنے لگوانا سات امراض کی شفا ہے اور وہ یہ ہے۔

''(۱) جنون (۲) حد (۳) جذام (۴) برص (۵) درد داڑھ (۶) ظلمت چشم (۷) درد سر۔''

---

[۱] یہ ایسے شخص کے لیے ہے جس کا خون جوش مار رہا ہو' لیکن اگر خون میں کمی ہو تو سینگی یا پچھنے نہ لگوائے جیسا کہ مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی میں حضرت ابوکبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بلاوجہ سر میں پچھنے لگوانے سے میرا حافظہ کمزور ہو گیا۔

[۲] منگل کے دن بھی بچنا افضل ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ موعظت میں آئے گا۔ ۱۲

اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص پچھنے لگتے وقت آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اس کو پچھنے کا نفع پہنچتا ہے۔ پچھنے لگانے کے (فوراً) بعد دودھ یا دودھ کی بنی ہوئی کوئی شے مثلاً پنیر وغیرہ نہ کھائے بلکہ شیرینی اور سرکہ کھائے اور اس کے بعد عورتوں کے قریب نہ جائے۔ پچھنے لگوانے سے ایک روز پہلے بھی عورتوں کے پاس نہ جائے۔ (نزہتہ المجالس جزاول)

موعظت

سینگی کھنچوانا یا پچھنے لگوانا بالیقین بہت فائدہ بخش چیز ہے مگر ان ایام میں کہ جن میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے سینگی نہ کھنچوائے اور نہ ہی پچھنے لگوائے ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان ہونے کا اندیشہ ہے۔

حضرت کبشہ بنت ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں کہ میرا باپ منگل کے دن اپنے اہل خانہ کو سینگی لگوانے سے روکتا تھا اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کرتا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ منگل کے دن خون کے جوش کا دن ہے اور اس میں ایک ایسی ساعت آتی ہے کہ جس میں خون نہیں تھمتا۔ (ابوداؤد مشکوٰۃ)

حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً مروی ہے کہ رسول مقبول رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ہفتہ یا بدھ کے روز سینگی کھنچوائے یا لیپ کرے تو اگر اسے (العیاذ باللہ تعالیٰ) کوڑھ ہو جائے تو اپنے آپ کو ملامت کرے۔'' (مشکوٰۃ عن شرح السنہ)

امراضِ چشم

چندھیاپن

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک بار) صحابہ کرام نے بارگاہ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں عرض کی کہ (کیا) کھمبی (۱) زمین کی چیچک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ ''من (۲)'' کی ایک قسم ہے۔ اس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے اور عجوہ جنت سے ہے اور وہ زہر سے شفاء ہے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے تین' پانچ' یا سات کھمبیاں لیں' انکو نچوڑ کر ان کا پانی شیشی میں ڈالا اور بطور سرمہ اپنی ایک چندھی لونڈی کی آنکھ میں ڈالا' تو وہ (بفضل خدا) اچھی ہوگئی (ترمذی' مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی)

آشوبِ چشم

علامہ عبدالرحمٰن صفوری نقل فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آشوب چشم کا علاج ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارنے سے فرمایا۔ (نزہتہ المجالس جزء ثانی)

---

۱ علماء طب فرماتے ہیں کہ کھمبی (ایک خودرو نبات جو موسم برسات میں اگتی ہے) کی تین قسمیں ہیں: (۱) سیاہ (۲) سرخی مائل سفید (۳) بالکل سفید۔ پہلی قسم یعنی سیاہ زہریلی ہوتی ہے۔ دوسری قسم یعنی سرخی مائل سفید' یہ بھی نقصان دہ ہوتی ہے' البتہ تیسری قسم بالکل سفید استعمال کی جاتی ہے۔ اس مبارک حدیث میں اسی تیسری کھمبی کا ذکر ہے۔ اس میں سوداوی اور بلغمی مادہ کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے اگر پکا کر یا تل کر کھائی جائے' تو ساتھ زیرہ سیاہ' دار چینی' لونگ' مرچ سیاہ (گرم مصالحہ جات) ضرور استعمال کریں' ورنہ بلغمی اور سوداوی امراض کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ۱۲

۲ ''من'' وہ کھانا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت پر میدان تیہہ میں آسمان سے نازل ہوتا تھا۔ ۱۲

کمزوریٔ نظر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اثمد (۱) سرمہ آنکھ میں ڈالا کرو اس لیے کہ وہ آنکھ کی روشنی کو بھی تیز کرتا ہے اور پلکیں خوب اگاتا ہے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی، جس میں سے ہر رات تین تین سلائی دونوں آنکھوں میں ڈالا کرتے تھے (۲)۔ (ترمذی)

موعظت

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم دوا کے ساتھ ساتھ پرہیز کا بھی حکم فرمایا۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بارگاہ رسالت مآب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) میں حاضر ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے روٹی اور کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے فرمایا قریب آؤ

---

۱ اثمد کے متعلق قبل ازیں اس کتاب کے صفحہ ۱۰ پر وضاحت گزر چکی ہے۔

۲ اگر اثمد نہ ملے تو سادہ سرمہ سرمہ دانی میں ڈالیں اور ایک عدد لونگ بمعہ پھول لے کر اس پر اکتالیس بار آیۃ الکرسی اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھ کر دم کریں اور سالم لونگ بمعہ ٹوپی سرمہ دانی میں ڈال دیں اور روزانہ رات سونے سے قبل سنت خیال کرتے ہوئے تین تین سلائی دونوں آنکھوں میں ڈالیں۔ ہر اکیس روز بعد اسی طرح دم کر کے نیا لونگ ڈال دیں اور پہلا نکلا دیں۔ اگر پابندی سے یہ سرمہ استعمال کیا جائے تو بفضلہ تعالیٰ کمزور نظری دور ہو جاتی ہے اور عینک کی عادت چھوٹ جاتی ہے، مجرب ہے۔ ۱۲

حفاظت چشم کا لاجواب عمل: جو کوئی شخص نماز پنجگانہ کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اور جب وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا پر پہنچے تو اپنے ہاتھوں کے دسوں ناخنوں کو دونوں آنکھوں پر رکھے اور گیارہ بار یہی کلمہ دہرائے۔ آخری مرتبہ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ پڑھ کر اپنے ناخنوں پر دم کرے اور آنکھوں پر پھیرے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی اندھا نہ ہوگا۔ نیز حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنا حصول جنت کا باعث ہے۔ (مختلف کتب تفاسیر)

اور (روٹی) کھاؤ۔ میں نے کھجور اٹھالی اور کھانے لگا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ''کیا تم کھجور کھاتے ہو جبکہ تمہیں آشوب چشم ہے۔'' اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ آشوب چشم میں کھجور (اور دیگر گرم اشیاء) سے پرہیز کرے اور ایسے ہی آشوب چشم میں جماع سے بھی پرہیز کرے جیسا کہ حدیث پاک میں حضرت ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے اگر کسی کی آنکھ دکھنے آجاتی' تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے قربت نہ فرماتے تھے' جب تک کہ وہ تندرست نہ ہو جائے۔

چہرے کی چھائیاں داغ' دھبے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے' میں نے اس وقت (چہرے پر) ایلوا لگا رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ام سلمہ یہ کیا ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ یہ ایلوا ہے۔ اس میں خوشبو (۱) نہیں ہے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''یہ چہرے کو صاف اور خوبصورت (۲) بناتا ہے' اس لیے اگر لگانا ہو تو رات کو لگایا کرو اور دن میں لگانے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ خوشبو اور مہندی سے بال نہ سنوارو۔'' میں نے عرض کیا کہ کنگھا کرنے کے لیے کیا چیز سر پر لگاؤں؟ ارشاد فرمایا کہ ''بیری کے پتے سر پر تھوپ لیا کرو۔''

(ابوداؤد' نسائی)

---

۱ یہ اس لیے عرض کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایام عدت میں خوشبو لگانے سے منع فرمایا ہے۔

۲ موجودہ زمانے میں چہرے کے داغ دھبے' کیل چھائیاں دور کرنے کے لیے بڑے بڑے جتن کیے جاتے ہیں۔ اگر تمام لوشنوں کی بجائے صرف ایلوا استعمال کیا جائے تو خاطر خواہ فائدہ ہوتا ہے۔ حدیث پاک کے آخر میں بیری کے پتوں سے بال دھونے کا حکم فرمایا گیا ہے' علماء طب کے نزدیک بیری کے پتوں سے سر دھونے سے بال لمبے' ملائم اور خوشنما ہو جاتے ہیں۔۲

حلق کی بیماری (گلے پڑنا)

یہ بیماری عموماً چھوٹے بچوں کو ہوا کرتی ہے۔ اکثر طور پر عورتیں حلق دبا کر یا تیل کی مالش سے اس کا علاج کرتی ہیں' مگر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو حلق کی بیماری میں حلق دبا کر عذاب نہ دو' بلکہ تم قسط (۱) کا استعمال لازمی پکڑو۔''
(بخاری' مسلم' مشکوٰۃ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دیگر حلق اور ذات الجنب کے لیے

حضرت ام قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی اولاد کے حلق کیوں دباتی ہو' تم پر لازم ہے کہ عود (۲) ہندی استعمال کرو' کیونکہ اس میں سے سات بیماریوں کی شفا ہے' جن میں سے ایک ذات الجنب کی بیماری ہے (اس کی وضاحت آگے آئے گی) حلق کی بیماری ہو تو ناک میں ڈالی جائے اور ذات الجنب کی بیماری ہو تو حلق میں ڈالی جائے۔ (بخاری' مسلم' مشکوٰۃ)

---

۱ قسط کو اردو میں کوٹھ اور انگریزی میں Costus Root (کاسٹس روٹ) کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ شیریں اور تلخ اندرونی طور پر صرف کوٹھ شیریں ہی استعمال ہوتا ہے۔ کوٹھ تلخ بیرونی طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا مزاج گرم خشک ہوتا ہے۔ مقدار خوراک ۲ سے ۳ ماشہ ہے۔ یہ اعضائے رئیسہ جگر اور اعصاب کو قوت دیتا ہے۔ امراض دماغی فالج ولقوہ کو مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑے مارتا ہے۔ پیشاب اور حیض کو کھول کر لاتا ہے۔ ذرا سی الائچی خورد کے ساتھ خیساندہ تیار کر کے استعمال کرانے سے بلغمی امراض مزمن' دجع المفاصل (جوڑوں کا درد) اور جلدی امراض کو بہت فائدہ دیتا ہے۔ ضیق النفس اور کھانسی وغیرہ میں شہد ملا کر چٹاتے ہیں (کتاب المفردات' خزائن الادویہ)

۲ عود کو اردو میں ''اگر'' کہتے ہیں۔ اس کا درخت ۶۰ سے ۱۰۰ فٹ تک بلند ہوتا ہے۔ اس کا ذائقہ تلخ اور خوشبودار ہوتا ہے۔ اس کی لکڑی خوشبو کے لیے جلائی جاتی ہے۔ اس کا مزاج گرم خشک ہوتا ہے۔ یہ اعضائے رئیسہ جگر' معدہ' حواس' قوائے دماغی' انتڑیوں اور مسوڑھوں کو قوت دیتا ہے' منہ کو خوشبودار بناتا ہے۔ یہ ریاح کو تحلیل کرتا اور ضعف مثانہ کو مفید ہے۔ ۱۲ (کتاب المفردات)

ذات الجنب [1] (نمونیہ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم ذات الجنب کا علاج قسط بحری اور روغن زیتون کے ساتھ کیا کریں۔ (ترمذی شریف)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ذات الجنب کا علاج زیتون اور ورس سے ارشاد فرمایا ہے۔ (ترمذی شریف)

---

[1] مدارج میں ہے کہ ذات الجنب ایک حقیقی ہوتا ہے اور دوسرا غیر حقیقی۔ حقیقی وہ ہے جو ورم غشا میں پسلیوں کے درمیان واقع ہوتا ہے اور غیر حقیقی پہلو کی جانب غلیظ ریاحوں سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی دوا ''قسط'' ہے۔ اسے باریک پیس کر روغن زیتون میں ملا کر مقام درد پر مالش کرتے ہیں اور اس کی چند انگلیاں چٹاتے ہیں۔ (مدارج)

[2] ذات الجنب کو اردو میں درد پہلو اور ڈاکٹری (انگریزی میں پلیوریسی Pleurisy کہتے ہیں۔ اس مرض میں پھیپھڑے کے غلاف میں ورم ہو جاتا ہے۔ اکثر یہ مرض ایک ہی طرف ہوتا ہے' لیکن کبھی دونوں طرف بھی ہو جاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) شدید (۲) مزمن۔

علامات: مرض کی ابتدا میں مریض کو خفیف سی سردی سے بخار چڑھ جاتا ہے۔ پھر پستان کے نیچے چبھن محسوس ہوتی ہی۔ پھر اتنا شدید درد اٹھتا ہے' جیسے کوئی برچھی مار رہا ہو۔ یہ درد بغل ہنسلی کی ہڈی تک محسوس ہوتا ہے۔ سانس کھینچ کر آتا ہے' ہلکی ہلکی کھانسی بھی ہوتی ہے۔ نبض تیز اور سخت چلتی ہے۔ زبان میلی اور سفید ہوتی ہے۔ پیشاب کم اور سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ اگر فوراً مناسب علاج نہ کیا جائے تو مرض ''مزمن'' بن جاتا ہے اور بعض دفعہ مہلک بھی ہوتا ہے۔ ۱۲

قلب (دل)

حفاظت قلب

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یاد رکھو جسم میں ایک لوتھڑا ہے' جب تک وہ ٹھیک ہے' سارا جسم ٹھیک ہے۔ جب اس میں خرابی واقع ہو جاتی ہے' تو سارے جسم میں خرابی ہو جاتی ہے۔ خبردار وہ لوتھڑا ''دل'' (۱) ہے۔'' (بخاری' مسلم' ابن ماجہ)

درد دل ۲

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ

۱۔ جسم انسانی میں دل کو بلاشبہ بہت اہمیت حاصل ہے' جس طرح یہ روحانی لحاظ سے ہر نیکی و بدی کا سرچشمہ اور محرک ہے' ایسے ہی جسمانی لحاظ سے بھی محافظ صحت ہے۔ علماء طب کے مطابق جوانی میں ایک عام آدمی کا دل تقریباً پانچ انچ لمبا' ساڑھے تین انچ چوڑا اور ڈھائی انچ موٹا ہوتا ہے۔ مردوں میں اس کا وزن ایک سے ڈیڑھ پاؤ تک اور عورتوں میں نسبتاً کم وزن ہوتا ہے۔ انسان کا دل جسامت میں بڑھاپے تک بڑھتا رہتا ہے۔ دل کے سکڑنے اور پھیلنے سے ہی تمام جسم میں دوران خون اور آکسیجن کی سپلائی قائم رہتی ہے۔ ایک بار سکڑنے میں دل تقریباً ڈیڑھ چھٹانک خون شریانوں میں دھکیلتا ہے۔ اس کے پھیلنے اور سکڑنے کی رفتار بلحاظ عمر تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ ''مخزن حکمت'' میں اس کا نقشہ یوں بنایا گیا ہے: عمر کے پہلے سال ۱۲۰ بار فی منٹ' عمر کے دوسرے سال ۱۱۰ بار' عمر کے تیسرے سال ۹۵ بار' عمر کے ساتویں سال ۸۷ بار' عمر کے چودھویں سال ۸۰ تا ۸۵ بار' جوانی میں ۷۰ تا ۸۰ بار' بڑھاپے میں ۶۰ تا ۷۰ بار فی منٹ اور نبض انہی ضربات کے تابع ہوتی ہے (صفحہ ۶۳) ۱۲

۲۔ یہ مرض عموماً ۴۵ برس کی عمر کے بعد ہوا کرتا ہے' عورتوں کی نسبت مردوں کو زیادہ ہوتا ہے۔ اس مرض میں پہلے بے چینی پھر عموماً یک لخت دل پر شدید درد شروع ہو جاتا ہے جس کی ٹیسیں ہر طرف خصوصاً بائیں بازو کی طرف جاتی ہیں' مریض کا جسم پسینہ سے بھیگ جاتا ہے۔ بعض دفعہ حرکت قلب بند ہونے سے مریض موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔ ۱۲

علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا' دست اقدس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل میں محسوس کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تو ایسا شخص ہے کہ تیرا دل درد کرتا ہے' تو حارث بن کلدہ کے پاس جا' جو قبیلہ ثقیف سے ہے' وہ ایسا آدمی ہے جو طب جانتا ہے (اسے چاہئے کہ) وہ مدینہ طیبہ کی سات عجوہ (۱) کھجوریں لے اور ان کو گٹھلیوں سمیت کوٹ کر تیرے منہ میں ڈال دے (۲)۔'' (ابوداؤد شریف' مشکوٰۃ شریف کتاب الاطعمہ)

ضعف قلب (دل کی کمزوری)

حافظ ابونعیم نے طب نبوی میں ذکر کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو بہی (۳) عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اسے لو' یہ دل کو تقویت دیتی ہے۔ یہ منہ کو خوشبودار بناتی اور تنگدلی کو دور کرتی ہے' حضرت ذہبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے

---

۱ عجوہ کھجور کی تشریح' چند صفحات آگے ''تریاق زہر'' کے حاشیہ میں درج ہے۔

۲ دل کے دورے کا یہ ایک انتہائی کامیاب علاج ہے۔ اس علاج کا دوسرا کوئی دنیاوی علاج ثانی نہیں' اس لیے کہ یہ علاج محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان وحی ترجمان سے تجویز فرمایا گیا پھر اس علاج کا دوسرا بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ صحت حاصل ہو جانے کے بعد مرض کے دوبارہ عود کرنے کا اندیشہ نہیں ہوتا' جبکہ طب جدید کے طریق علاج سے صحت یاب ہونے والے کو ہر ہفتے یا دو ہفتے بعد اپنے خون کا دباؤ (بلڈ پریشر) چیک کروانا پڑتا ہے اور وہ کوئی سخت محنت طلب کام بھی نہیں کر سکتا' بعض وقت سیڑھیاں تک نہیں چڑھ سکتا۔ گویا صحت یاب ہو کر بھی بیمار ہی رہتا ہے۔ مگر قربان جائیں علاج مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کہ اس سے شفایاب ہونے والے صحابی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی ہزار میل کا سفر گھوڑے پر کیا۔ میدان جنگ میں کفار سے جان ہتھیلی پر رکھ کر تلوار' نیزہ اور تیر چلا کر بہت سی لڑائیوں میں حصہ لیا۔ بعض دفعہ اپنے سے کئی گناہ زیادہ دشمن کے خلاف شدید ذہنی دباؤ برداشت کر کے اپنی فوج کو لڑایا' مگر کیا مجال کہ درد دل کا کبھی شائبہ بھی گزرا ہو (سبحان اللہ) آج بھی ہم طب نبوی سے استفادہ کر سکتے ہیں' مگر شرط وہی ہے جو حصہ طب نبوی کے ابتدائی صفحات میں عرض کر دی گئی ہے۔ ۱۲

۳ بہی ایک مشہور پھل ہے۔ عام طور پر اس کا مربہ مستعمل ہے۔ اس کے بیجوں کو ''بہی دانہ'' کہتے ہیں۔ یہ پھل دل و دماغ' معدہ اور جگر کو بہت قوت دیتا ہے۔ نزہتہ المجالس میں ہے کہ اس کا شربت اسہال کو بہت مفید ہے۔ شربت بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ بہی کو کچل کر عرق نکال لیا جائے' پھر جوش دے کر صاف کر کے تین گنا چینی ملا کر شربت تیار کر لیا جائے۔ (نزہتہ المجالس)

طب نبوی میں نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''بہی کھایا کرو' کیونکہ یہ قلب کو صاف کرتی ہے۔'' (نزہتہ المجالس جزء ثانی)

حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میں بارگاہ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضر ہوا' تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں بہی کا ایک پھل تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''اے طلحہ! لے لو' بے شک یہ دل کو فرحت دیتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

دیگر برائے ضعف قلب

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جب تم ہانڈی پکایا کرو' تو اس میں کدو (۱) زیادہ ڈال لیا کرو' کیونکہ وہ غمگین دل کو مضبوط کرتا ہے۔''

حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ ''کدو سینہ کو صاف کرتا' اور دل کو قوت دیتا ہے۔'' (نزہتہ المجالس جز ثانی)

---

۱ نزہتہ النفوس والافکار میں ہے کہ اگر کدو کے تر پتوں کا پانی نکال کر کلی کی جائے' تو سر درد' حار (گرمی) کو بہت نافع ہے۔ اگر خشک کر کے جلایا جائے اور سرکہ میں حل کر کے مقام برص پر لگانے سے برص کو دور کرتا ہے۔ بخار کے لیے سب سے عمدہ غذا ہے۔ کھانسی کو نفع بخشتا ہے' اس کا روغن مالیخو لیا اور برسام کو مفید ہے۔ سرکہ میں ملا کر سر میں لیپ کی جائے یا ناک میں ٹپکایا جائے۔ درد سر حار میں ناک میں ٹپکانے یا پینے سے بہت نفع ہوتا ہے۔ بدن کی گرمی دور کرنے کے لیے کدو کا پانی نکال کر میٹھا تیل میں چار حصہ پانی اور ایک حصہ تیل کے حساب سے ملا کر نرم آنچ پر پکایا جائے' پھر استعمال میں لایا جائے۔ قرطبی کا بیان ہے کہ کدو جنت کا پھل ہے۔ کدو کھانے سے روشنی چشم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر خشک کر کے گھر میں دھونی دی جائے تو مکھیاں بھاگ جاتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ کدو مسور کی دال کے ساتھ پکا کر کھانا دل کو نرم کرتا ہے۔ (نزہتہ المجالس)

امراض معدہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ''معدہ بدن میں ایک حوض کی مانند ہے' رگیں معدہ کی طرف آنے والی ہیں۔ اگر معدہ تندرست ہو تو رگیں صحت مندی لے کر واپس آتی ہیں۔ اگر معدہ فاسد ہو تو رگیں بیماری لے کر واپس آتی ہیں۔ (۱)'' (مشکوٰۃ شریف)

درد شکم (بدہضمی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے بھائی کو دستوں کی شکایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ''اسے شہد پلاؤ' اس نے (اپنے بھائی کو) شہد پلایا' پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ میں نے شہد پلایا تھا' مگر اس کے دست بڑھ گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ (اپنے بھائی کو) شہد پلا (غرضیکہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ پھر وہ چوتھی مرتبہ آیا تو پھر یہی ارشاد فرمایا کہ اسے شہد پلا (۲)۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے اسے شہد پلایا ہے' مگر ہر بار اس کے دست بڑھ گئے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جل

---

۱ یہ حدیث پاک اور معدہ کی وضاحت اسی باب کے ابتدا میں علاج بالدوا کے حاشیہ میں گزر چکی ہے۔ ۱۲

۲ علماء کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اس مریض کو بار بار شہد پلانے کا مقصد یہ تھا کہ ایک خاص مقدار شہد کی پلائی جائے' کیونکہ جب تک کسی بھی دوائی کی مطلوبہ مقدار استعمال نہ کی جائے' اس وقت تک خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب خوراک پوری ہوئی' مریض کو صحت ہوگئی۔ بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ ضرورت ہی اس امر کی تھی کہ مریض کو سہل دیا جائے تاکہ پیٹ سے فاسد مواد نکل جائے' کیونکہ یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ اگر پیٹ (معدہ) میں فاسد مواد موجود ہو تو دست بند کرنے سے مریض کو نقصان ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کہ ''اللہ تعالیٰ سچا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔'' (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شانہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ اس شخص نے پھر شہد پلایا' تو اس کا بھائی صحت مند ہو گیا۔ (بخاری' مسلم مشکوٰۃ)

شہد[1] ہر بڑی مصیبت سے نجات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ "حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص ہر ماہ تین دن صبح سویرے شہد چاٹ لیا کرے' اس کو کوئی بڑی مصیبت نہیں پہنچتی۔" (ابن ماجہ' مشکوٰۃ عن البیہقی)

دیگر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم اپنے اوپر دو شفاؤں کو لازم کر لو' یعنی شہد اور قرآن کو۔" (ابن ماجہ)

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ سے آگے) اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شہد کے استعمال کا حکم دینا عین وحی الٰہی کے مطابق تھا' اس لیے کہ ارشاد ربانی ہے: ما ینطق عن الھوی (النجم) یعنی یہ "محبوب اپنی مرضی سے گفتگو نہیں فرماتے۔" اور یہ بھی ثابت ہوا کہ طب نبوی' جالینوس وغیرہ حکماء کی طرح ظنی نہیں' بلکہ یقینی ہے۔

(مدارج النبوۃ' نزہتہ المجالس و دیگر کتب)

[1] **شہد کے مزید فوائد:** (شہد کے خواص وفوائد قبل ازیں صفحہ ۱۶۴ پر بھی درج ہو چکے ہیں۔ نزہتہ المجالس میں ہے کہ ایک شخص کی آنکھ میں سپیدی ہو گئی' اس کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے آنکھ میں شہد اور مشک لگانے کا حکم دیا (چنانچہ اس نے ایسا کیا' تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے صحت یاب ہو گیا) طب جدید کے مطابق شہد قدرے ملین' محلل ریاح اور دافع تعفن ہے۔ یہ بدن کو طاقت دیتا اور پھیپھڑوں سے بلغم کو چھانٹتا ہے۔ قوت بدن اور قوت باہ کے لیے گرم دودھ میں شہد ملا کر پینا بہت مفید ہے۔ کھانسی اور دمہ میں شہد کا استعمال فائدہ بخش ہے۔ امراض باردہ (سردی کی بیماریوں) میں تو اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ لقوہ اور فالج میں پانی میں ملا کر پیا جاتا ہے۔ اس کا آنکھ میں لگانا نظر بڑھاتا ہے۔ کان سے پیپ آتی ہو تو روئی کی بتی کو شہد میں تر کر کے انزروت یا سوہاگہ چھڑک کر کان میں رکھنا بہت فائدہ بخش ہے۔ امراض قلب اور صفائی خون کے لئے نافع ہے۔ (کتاب المفردات)

''کتاب البرکتہ'' میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ ''جو شخص اس چیز (یعنی شفاء) کا ارادہ کرے کہ جو قرآن پاک میں مذکور ہے' وہ ہر ماہ ایک بار شہد پی لیا کرے' تو ستر بیماریوں سے عافیت میں رہے گا۔'' (نزہتہ المجالس)

بہترین مسہل (جلاب)

امراض معدہ میں کئی دفعہ کسی مسہل (جلاب) کی ضرورت پیش آتی ہے' لیکن بعض دفعہ کسی غیر موزوں مسہل سے بجائے فائدہ کے نقصان کا بھی اندیشہ ہوتا ہے' اس لیے مسہل لانے والی (جلاب آور) ادویہ کے انتخاب میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

حدیث پاک میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ان سے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم کس چیز کا جلاب لیتی ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ ''شبرم (۱)'' کے ساتھ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ تو گرم ہے (وہ تو بہت) گرم ہے۔ پھر اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ کس چیز کے ساتھ جلاب لوں؟ فرمایا: اگر موت کے سوا کسی چیز میں شفا ہوتی' تو سنا (۲) میں ہوتی۔'' (ترمذی شریف سنن ابن ماجہ)

---

۱ شبرم ایک شیر دار' باریک' سیدھا اور گرہ دار پودا ہے۔ اس کا قد تقریباً ایک ہاتھ اور رنگ سرخ و سبز ہوتا ہے۔ ذائقہ قدرے تلخ معلوم ہوتا ہے۔ یہ سخت گرم تاثیر رکھنے والی بوٹی ہے' اس لیے اس کا استعمال انتہائی احتیاط سے کرنا چاہئے۔ شبرم کھانے سے گائے مر جاتی ہے۔ (کتاب المفردات)

۲ سنا ایک جلاب آور بوٹی ہے' اس کے پتے مہندی کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ اس کی بہترین قسم وہ ہے جو حجاز (عرب) سے آتی ہے اور سنا مکی کے نام سے معروف ہے۔ اس کا ذائقہ تلخ ہوتا ہے۔ یہ ہر خلط کی مسہل ہے اور دماغ کا تنقیہ کرتی ہے' اس لیے سنا درد کمر' عرق النساء' درد پہلو' وجع الورک' وجع المفاصل اور نوبتی بخاروں میں مفید ہے۔ یہ پیٹ کے کیڑوں کو مارتی ہے۔ سنا درد سر سالم' درد شقیقہ اور مرگی کو بھی فائدہ دیتی ہے۔ سنا کو گل سرخ یا انیسوں سے ملا کر استعمال کرنا چاہئے۔ طب کے علاوہ ڈاکٹری میں بھی اس کے بہت سے مرکبات استعمال ہوتے ہیں (کتاب المفردات)

قولنج کا علاج

کتاب مدخل ہے کہ ایک برگزیدہ آدمی کو قولنج ہو گیا (کسی طرح افاقہ نہ ہوا تو) خواب میں حضور نبی یم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (کہ اس کا علاج یہ ہے) کہ شہد تین درم (۱)' زیتون (۲) مرقی ڈیڑھ درم' کلونجی اکیس درہم ان سب کو ملا کر صبح نہار منہ اور رات کو سوتے وقت استعمال کرو (ان کے استعمال سے اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دے دی) (نزہتہ المجالس جزء ثانی)

کلونجی ایک بہترین دوا

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کلونجی (۳) میں موت کے سوا ہر جسمانی) مرض کی شفا موجود ہے۔

(بخاری' مسلم' مشکوٰۃ کتاب الطب)

---

۱ ایک درم تقریباً ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے۔

۲ زیتون مرقی یعنی دم کیا روغن زیتون۔ کتاب مدخل میں اس کی ترکیب یوں ہے کہ عمدہ روغن زیتون کسی پاکیزہ برتن میں ڈال کر کسی چیز (لکڑی وغیرہ) سے ہلاتا جائے اور یہ آیات کریمہ لقد جاء کم رسول من انفسکم (سورۂ توبہ رکوع ۱۶) آخر سورت تک لو انزلنا ھذا القران علی جبل (سورۂ حشر آخری رکوع) آخر سورت تک پھر قل ھو اللہ احد' قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (پوری پوری سورتیں) پڑھ کر تیل پر دم کرے۔ (خیال رہے کہ اول و آخر درود شریف پڑھے) (نزہتہ المجالس)

۳ کلونجی ایک مشہور دوا ہے۔ یہ پھلیوں سے تخم پیاز کے مشابہ سہ پہلو سیاہ تخم نکلتے ہیں۔ اس کا مزاج گرم خشک ہے۔ پیشاب اور حیض کو کھول کر لاتی ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو مارتی ہے' معدہ کو قوت دیتی ہے۔ زکام میں اس کی دھونی دی جاتی ہے' یا ویسے بھی سونگھاتے ہیں۔ مرگی کے دورہ کے وقت کلونجی گھس کر ناک میں ٹپکانا فائدہ بخش ہے۔ جندھر اور کھانسی میں بیحد مفید ہے۔ اس کا جوشاندہ مردہ جنین کو فوراً پیٹ سے باہر نکال دیتا ہے۔ (کتاب المفردات) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

دیگر برائے دردقولنج

جامع کبیر میں ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''انجیر کھانے والا دردقولنج سے محفوظ رہتا ہے۔'' نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''چھوہارے کھانا قولنج سے امن میں رکھتا ہے۔'' (نزہتہ المجالس)

بواسیر، نقرس، جذام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بارگاہ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں دوطباق انجیر ہدیۃً پیش کیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی تناول فرمائیں اور صحابہ کرام سے بھی ارشاد فرمایا کہ کھاؤ اور فرمایا ''اگر میں کہتا کہ جنت سے کوئی میوہ بغیر گٹھلی کے اترا ہے تو کہتا کہ وہ انجیر (۱) ہے۔ اس کو کھاؤ کیونکہ یہ بواسیر کو دور کرتی ہے اور نقرس کو بھی نافع ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف، نزہتہ المجالس)

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ سے) اگر ہچکی کو کسی طرح فائدہ نہ ہوتا ہو تو دودھ کی بالائی میں تین ماشہ کلونجی رکھ کر کھانے سے ہچکی رک جاتی ہے۔ (مجرب ہے)

دردسینہ، فالج اور رعشہ میں اس کا روغن بے حد مفید ہے۔ کلونجی کا کھانا سانس پھولنے کو بہت فائدہ بخش ہے۔ اس کی کلی کرنے سے دانت کا درد رفع ہو جاتا ہے۔ شہد میں ملا کر کھانے سے دماغ کو قوت دیتی اور حافظہ کو تیز کرتی ہے۔ نیز شہد میں ملا کر کھانے سے گردہ کی پتھری کو نکالتی ہے۔ مہندی کے پانی میں پیس کر لگانے سے بال لمبے اور مضبوط ہوتے ہیں۔ اگر سر کہ میں پیس کر مقام برص پر لگائی جائے تو نفع دیتی ہے۔ (مختلف کتب طب)

(۱) انجیر کو عربی میں ''التین'' کہتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے قرآن حکیم میں انجیر اور زیتون کی قسم بیان فرمائی ہے۔ ابن طرخان نے طب نبوی میں ذکر کیا کہ پکی ہوئی انجیر چھیل کر کھانا خلط بلغمی کو دور کرتا ہے۔ نزہتہ النفوس میں ہے کہ عمدہ انجیر وہ ہے جس کا رنگ سفید ہو اور اس کی جلد نیلگوں ہو۔ اس کا التزام کے ساتھ کھانا رنگ کو عمدہ بناتا ہے۔ انجیر شیریں کو اخروٹ اور بادام کے ساتھ کھانا، درد پشت اور عرق النساء کو مفید ہے۔

طب جدید کے مطابق انجیر پیٹ کو نرم کرتی ہے، پسینہ لاتی، بلغم چھانٹتی اور پیشاب کھول کر لاتی ہے۔ یہ لطافت بخش ہے اور آہستہ آہستہ مسہل لاتی ہے، اس کا جوشاندہ کھانسی کو مفید ہے۔ جگر اور تلی کے سدوں کو کھولتی ہے۔ ریگ گردہ اور مثانہ کے لیے انجیر ولایتی پانچ عدد دانہ روزانہ کھانا بہت فائدہ بخش ہے۔ (کتاب المفردات)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ ''بلس'' کھایا کرو کیونکہ وہ عروق جذام (کوڑھ) کا قاطع ہے' سن لو وہ (یعنی بلس) انجیر ہے۔ (نزہتہ المجالس)

دیگر برائے بواسیر وجذام

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مبارک درخت یعنی زیتون کے تیل کو اپنے اوپر لازم کرلو اور دواء میں اس کو استعمال کیا کرو کیونکہ بواسیر کو اس سے صحت ہوتی ہے۔

بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مروی ہے کہ زیتون کو کھاؤ اور اس کا تیل استعمال کرو (یعنی مالش وغیرہ کرو) کیونکہ اس میں ستر (۷۰) بیماریوں کی شفاء ہے' ان میں ایک جذام (یعنی کوڑھ) ہے (۱)۔ (نزہتہ المجالس جزء ثانی)

درد گردہ ۲

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کمر میں گردے کی جڑ یا رگ ہوتی ہے اور جب اس میں جنبش ہوتی ہے تو آدمی کو تکلیف ہوتی ہے اور اس کی دوا یہ ہے کہ شہد پانی میں جوش دے کر پیئے۔'' (نزہتہ المجالس)

---

۱ روغن زیتون کے منافع ''باب خورد ونوش'' میں ''روغن زیتون'' کے تحت گزر چکے ہیں۔ ۱۲

۲ خیال رہے کہ درد گردہ ریحی بھی ہوتا ہے اور پتھری والا بھی۔ یہ علاج جو حدیث پاک میں بیان ہوا' یہ درد گردہ ریحی کا علاج ہے۔ دوسری قسم کے درد گردہ کے لیے ذیل کا علاج بہت فائدہ بخش ہے: بادیان اتولہ' تخم خربوزہ اتولہ' گوکھرو خورد' ان کو باریک پیس کر تھوڑا سا پانی ڈال کر شیرہ نکال لیں۔ پھر چھان کر تھوڑی سی چینی ملا لیں۔ پہلے ایک عدد بڑی ہرڑ کا مربہ کھا کر دس منٹ بعد مذکورہ شربت نیم گرم کر کے پی لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تین یا زیادہ سے زیادہ سات دن میں پتھری پیشاب کے ساتھ خارج ہو جائے گی۔ (شمع شبستان رضا)

عرق النسا[1] (درد ریگن)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے: عرق النسا بیماری کی دوا عربی بکری (یعنی دنبہ) کی چکی میں ہے' اسے پگلایا جائے' پھر اس کے تین حصے کیے جائیں۔ روزانہ ایک حصہ پی لیا جائے (۲)

(احمد' حاکم)

بخار

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس وقت تم میں سے کسی کو بخار ہو اور اس میں شک نہیں کہ بخار آگ کا ایک ٹکڑا ہے (اس لیے مریض کو چاہئے کہ) اسے پانی کے ساتھ بجھائے (یعنی) وہ ایک نہر جاری میں داخل ہو اور پانی کے بہاؤ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو کر یہ پڑھے: بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَبْدَکَ وَ صَدِّقْ رَسُوْلَکَ (۳) یہ عمل صبح نماز فجر کے بعد کرے اور سورج نکلنے سے پہلے تین روز تک متواتر تین غوطے لگائے۔ اگر پوری طرح صحت نہ ہو تو

---

[1] عرق النسا کو درد ریگن یا لنگڑی کا درد کہتے ہیں۔ یہ درد کولہے کی پچھلی طرف سرین کے نیچے سے شروع ہو کر گٹے کے پیچھے تک تمام ٹانگ میں ہوتا ہے۔ بعض دفعہ آہستہ آہستہ اور بعض دفعہ یک لخت شدت کے ساتھ درد ہوتا ہے۔ مریض کے لیے چلنا پھرنا سخت دشوار ہو جاتا ہے۔ ۱۲

[2] تفسیر صادی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں نقل ہے کہ دنبہ کی چکی کو پگھلا کر تین حصے کیے جائیں اور روزانہ ایک حصہ اس رگ جسے رگ ریق کہتے ہیں' مالش کر کے جذب کر دیا جائے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے سو مریضوں پر آزمایا اور الحمد اللہ مجرب پایا۔ (تفسیر صاوی علی الجلالین)

[3] (ترجمہ) ''اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسم گرامی کے ساتھ (شفا چاہتا ہوں) اے اللہ تبارک و تعالیٰ! اپنے بندے کو شفا دے اور اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سچا کر۔

پانچ دن ایسا کرے۔ اگر کچھ بخار رہ جائے تو سات دن یا نو دن یونہی کرے انشاء اللہ تعالیٰ بخار نو دن سے تجاوز نہ کرے (۱) گا"

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بخار جہنم کی بھٹی سے ہے، تم اسے ٹھنڈے پانی کے ذریعے اپنے آپ سے دور کرو۔" (سنن ابن ماجہ)

بیمار کے لیے نرم غذا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا جاتا کہ فلاں شخص کو درد ہے (یعنی وہ بیمار ہے) اور کھانا نہیں کھا رہا ہے، تو رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ تم تلبینہ (جو کا دلیہ) پکا کر اسے چٹاؤ اور ارشاد فرماتے، مجھے قسم ہے اس ذات مقدس کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ تمہارے شکم کو اس طرح دھو دیتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی ایک اپنے چہرے سے میل کچیل کو دھو ڈالتا ہے۔ (رواہ حاکم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اہلبیت میں سے کسی کو بخار ہو جاتا، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مریض کے لیے جو کا دلیہ تیار کرنے کا حکم فرماتے، چنانچہ وہ مریض کو کھلایا جاتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے کہ جب کسی کے ہاں مرگ ہو جاتی، تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تلبینہ پکانے کا حکم دیتیں، چنانچہ تلبینہ (جو کا

---

۱ خیال رہے کہ بخار کی کئی اقسام ہیں۔ یہ علاج جو مذکور ہوا، یہ گرمی کے بخار کا علاج ہے۔ ڈاکٹر حضرات آج بھی شدت بخار کی حالت میں ٹھنڈے پانی یا برف کی پٹیاں استعمال کرواتے ہیں جس سے بخار کی حدت میں خاطر خواہ کمی واقع ہو جاتی ہے۔ ۱۲

دلیہ) پکا لیا جاتا اور خود (حضرت عائشہ) ثرید (گوشت کے شوربے والی روٹی) تیار کرتیں۔ پھر ثرید پر دلیہ ڈال کر فرماتیں کہ اسے کھاؤ' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تلبینہ مریض کے دل کو مقوی ہے اور اثرات غم دور کرتا ہے۔

(بخاری' مسلم' حاکم)

تقویت بدن وباہ

بیہقی نے حضرت خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث نقل فرمائی:
کسی نبی نے بارگاہ رب العزت میں ضعف (بدن) کی شکایت کی' تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انڈے کھانے کا حکم فرمایا۔ (نزہتہ المجالس جزء اول)

ایک شخص بارگاہ سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور قلت اولاد (یعنی ضعف باہ) کی شکایت کی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے انڈے (۱) کھانے کا حکم فرمایا (مذکورہ)

---

۱ صاحب نزہتہ المجالس فرماتے ہیں کہ عمدہ انڈا سیاہ رنگ کی چھوٹی مرغی کا ہوتا ہے' کیونکہ وہ خصوصیت سے مقوی قلب ہوتا ہے۔ اگر اس کی زردی گھی اور زعفران میں ملا کر ورم پر لیپ کی جائے تو ورم کو پکاتی ہے۔ مرغابی کا انڈہ نسیان کو بڑا مفید ہے' اس سے فہم بڑھتا ہے۔ (نزہتہ المجالس) طب جدید کے مطابق باسی انڈوں کی نسبت تازہ انڈے ہمیشہ بھاری ہوتے ہیں۔ اچھے اور گندے انڈے کی پہچان یہ ہے کہ پاؤ بھر پانی میں نصف چھٹانک نمک حل کر کے ایک ایک انڈا ڈال کر دیکھیں۔ اگر ڈوب جائے تو درست ہے۔ اگر تیرنے لگے تو خراب ہے۔ مرغی کے انڈے کی زردی مرکب القویٰ مائل بہ گرمی ہے اور سفیدی سرد تر ہوتی ہے۔ نیم بریاں (آدھا ابلا) بہترین اور زیادہ خون پیدا کرتا ہے۔ یہ دل' دماغ' بدن اور باہ (قوت مردی) کو تقویت دیتا ہے۔ کمزور مریضوں کے لیے بہترین غذا ہے۔ اس کی زردی کا تیل بال پیدا کرتا ہے۔ جب بچوں کو قے اور دست آتے ہوں اور کوئی غذا ہضم نہ ہو تو (ایلبومن واٹر) پلایا جاتا ہے۔ یہ ایک انڈے کی سفیدی کو پاؤ بھر پانی میں پھینٹ کر بقدر ذائقہ چینی ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ (کتاب المفردات)

ضعف اعصاب گرمی دانے (پت)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ انگور کیا اچھی غذا ہے یہ پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے۔ مرض کو دور اور غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ انگور بلغم کو دور کرتا ہے رنگ کو صاف اور منہ کی خوشبو پاکیزہ بناتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ مویز منقی کھانا لازم کرو کیونکہ یہ پت (گرمی دانے) کو دور کر کے صورت کو حسین اور منہ کی بو کو پاکیزہ بناتا اور فکر کو دور کرتا ہے۔
(نزہتہ المجالس)

استسقاء [1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ "عکل" اور عرینہ کے کچھ لوگ بارگاہ رسالت فیض درجت میں حاضر ہوئے اور زبان سے اظہار اسلام کیا۔ پھر عرض گزار ہوئے کہ حضور! ہم زمیندار نہیں ہیں اور نہ ہی ہماری زمین چارہ یا کھجوریں اگاتی ہے ہم لوگ شہری زندگی کے بھی عادی نہیں۔ انہوں نے مدینہ طیبہ کی ہوا کو ناخوش گوار محسوس کیا اور یہ ان کے مزاج کے موافق نہ آئی اور ان کو پیٹ پر ورم (استسقاء) کی بیماری آ گئی۔ ان کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ان کو اونٹ دے دو۔ دو یا تین یا دس تک حکم فرمایا کہ ان اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیو۔ چنانچہ انہوں نے حسب الارشاد ان کا دودھ اور پیشاب پیا تو سب تندرست اور توانا ہو گئے (۲) (بخاری شریف کتاب المغازی)

---

[1] استسقاء کو اردو میں جلندھر کہتے ہیں۔ اس کی تین مشہور قسمیں ہیں: یعنی لحمی، طبلی، زقی، اس جگہ لحمی کا علاج درج ہے (واللہ اعلم) بیماری کی زیادہ تفصیلات کتب طب میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

[2] اس مسئلہ میں حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوۃ میں علماء کرام کے مختلف اقوال نقل فرمائے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ (اگرچہ پیشاب پلید ہے مگر چونکہ اس کا استعمال علاج کے لیے ضروری تھا اس لیے پلایا گیا (کیونکہ شراب کے سوا باقی حرام ادویہ سے علاج کرنا بشرطیکہ حلال ادویہ سے شفا نہ ہوتی ہو اور جان جانے کا صحیح اندیشہ ہو تو جائز ہے (واللہ تعالیٰ اعلم) ۱۲

اس جگہ یہ واقعہ اختصاراً ضرورت کے مطابق درج کیا گیا ہے۔ یہ ایک طویل واقعہ ہے جو تفصیلاً بخاری شریف، مدارج النبوۃ، مواہب لدنیہ میں درج ہے۔ ۱۲

قبل از وقت بڑھاپا

حافظ ابونعیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رات کا کھانا ضرور کھایا کرو کیونکہ رات کا کھانا ترک کرنے (کی عادت بنانے) سے بڑھاپا جلد آتا ہے۔ (کتاب الطب)

زخم کا علاج

حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ) فرماتی ہیں کہ اگر کوئی بھی زخم ہوتا' پتھر لگتا' یا چوٹ لگتی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے فرماتے کہ میں اس پر مہندی لگاؤں۔ (ترمذی' مشکوٰۃ)

دیگر

جنگِ احد میں ابن قمیہ ملعون نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پتھر پھینکا تو رخسار اقدس خون آلود ہوگیا۔ اور خود (لوہے کی ٹوپی) کی کڑیاں رخسار انور میں پیوست ہوگئیں۔ حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیٹھ کر اپنے سامنے کے دونوں دانت خود کی کڑی پر رکھ کر روئے انور سے کھینچا' تو ان کا دانت ٹوٹ کر گر پڑا' مگر انہوں نے پرواہ نہ کی' بلکہ دوسرا دانت دوسری کڑی پر رکھ کر زور لگایا' تو ان کا وہ دانت بھی ٹوٹ گیا' مگر خود کی کڑیاں رخِ انور سے نکل گئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی چادر مبارک سے خون صاف کرتے جاتے تھے۔ اسی دوران عتبہ بن ابی وقاص نے ایک اور پتھر پھینکا جس سے لبِ زیریں لہولہان ہوگیا اور سامنے والے دو دانت مبارک شہید ہوگئے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب روئے انور سے خون بہنے لگا' تو میرے والد مالک بن سنان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فوراً اس جگہ منہ رکھ کر خون چکیدہ کو پی جاتے۔ (۱) اس پر کسی نے کلام کیا تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے خون کے ساتھ میرا خون مل جائے تو اس پر آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے۔

مروی ہے کہ (جنگ کے بعد) حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اپنے سر پر پانی ڈھوتے تھے اور سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا زخموں کو دھوتی تھیں' مگر کسی طرح بھی خون بند نہ ہوتا تھا' بالآخر بوریئے کا ایک ٹکڑا جلایا گیا اور اس کا خاکستر زخم پر چھڑکا گیا' تب خون بند ہوا۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد حضور پُرنور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جلی ہوئی ہڈیوں کی راکھ سے زخم کا علاج فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ زخم کا اثر بالکل جاتا رہا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

دیگر

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''رگ ہفت اندام'' میں تیر لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تیر کے پھل کے ساتھ اپنے دست مبارک سے ان کے زخم کو داغ دیا' پھر جب ورم آ گیا' تو دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے داغ دیا۔ (مسلم' مشکوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ ''اُبی'' کو جنگِ خندق کے دن ''رگ الکحل'' پر تیر لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخم کو داغا۔ (مسلم' مشکوٰۃ)

---

۱ حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح والے واقعہ اور حضرت مالک بن سنان والے قصہ سے صحابہ کرام کے مبارک دلوں میں عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے بحر ناپیدا کنار کا پتہ چلتا ہے۔ سبحان اللہ تعالیٰ (اللھم ارزقنا اتباعھم)

موعظت

ان دو روایات میں داغنے کا ذکر ہے' جبکہ امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت ذکر فرمائی اور اسے صاحب مشکوٰۃ نے بھی نقل فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین چیزوں میں شفا ہے۔ (۱) سینگی لگوانے میں (۲) شہد پینے میں (۳) آگ کے ساتھ داغ لگانے میں اور میں اپنی امت کو داغنے سے روکتا ہوں۔

اس حدیث پاک اور پہلی دونوں روایات کی علماء کرام اس طرح تطبیق فرماتے ہیں کہ اگر بغیر داغ لگائے خون بند ہو جائے' تو داغنا منع ہے' لیکن اگر خون بند نہ ہو تو داغنے میں مضائقہ نہیں۔ (واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم)

سنا[۱]' کمون اور میتھی نظر مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "تم سناء اور کمون (۲) کو اپنے اوپر لازم کرلو' کیونکہ اس میں ہر مرض کی شفاء ہے۔" نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میتھی (۳) میں شفا چاہا

---

[۱] سنا کی خاصیت چند صفحات قبل گزر چکی ہے۔۱۲

[۲] کمون کو اردو میں زیرہ کہتے ہیں' اس کی دو قسمیں ہیں: یعنی زیرہ سیاہ اور زیرہ سفید۔ اس کا مشہور مرکب جوارش کمونی ہے۔ طب جدید کے مطابق اس کا مزاج گرم خشک ہے۔ یہ معدہ' جگر' آنتوں اور پھیپھڑوں کو قوت بخشتا ہے اور گرمی پیدا کرتا ہے۔ یہ ریاح اور ورموں کو تحلیل اور بلغم کو کم کرتا ہے۔ اس کا ہمیشہ استعمال بدن کو دبلا کرتا ہے۔ زیرہ ہضم میں مدد دیتا ہے اور زچہ کے دودھ کو بڑھاتا ہے۔ یہ سوزاک کے لیے بہت فائدہ بخش ہے۔ ناخونہ اور جالا وغیرہ کو صاف کرنے کے لیے پیس کر آنکھوں میں لگاتے ہیں۔ (کتاب المفردات) خیال رہے کہ عربی میں "کمون الحلو" انیسوں کو اور "کمون الملوکی" اجوائین کو کہتے ہیں۔۱۲

[۳] میتھی ایک مشہور ساگ ہے' جس کی "بھجیا" عام طور پر کھائی جاتی ہے۔ اس کے بیج اور پتے بطور دوا استعمال کیے جاتے ہیں۔ مویشیوں اور گھوڑوں کے مسالوں میں بھی میتھی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کرو۔'' اور فرمایا: جو کچھ میتھی میں ہے اگر میری امت کو معلوم ہوتا تو وہ اس کو خریدتے۔ اگرچہ سونے کے برابر (یعنی مہنگی) ملتی۔ (نزہتہ المجالس جزء ثانی)

نفاس [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میرے نزدیک نفاس والی عورت کے لیے کھجور کے برابر کوئی شفا نہیں اور نہ ہی شہد کے برابر مریض کے لیے کوئی شے ہے۔''

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی عورتوں کو حالت نفاس میں کھجور کھلایا کرو' کیونکہ جب حضرت مریم علیہا السلام کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت مریم علیہا السلام کی یہ ہی غذا تھی۔ اگر علم خداوندی میں اس سے اعلیٰ کوئی دوسری غذا ہوتی' تو ان کو وہ ضرور کھانے کو ملتی۔'' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حالتِ نفاس میں جس عورت کی غذا (کھجور یا) چھوہارے رہتی ہے' اس کا بچہ بردبار ہوتا ہے۔

(نزہتہ المجالس جزء ثانی)

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ سے) بطور طاقت ور جزو ملائی جاتی ہے' اس کا مزاج گرم خشک ہوتا ہے۔ خارجی طور پر جالی' محلل۔ (تحلیل کرنے والی) اور منجع اور ام ہے۔ پتوں کی پلٹس ظاہری اور باطنی ورموں کو ختم کرتی ہے۔ پتوں کو پیس کر پستان پر لگانا دودھ کی پیدائش بالکل منقطع کر دیتا ہے۔ اس کے بیج داغ دھبے مٹانے کے لیے چہرے پر طلا کرتے ہیں' ان کو پانی میں پیس کر ہفتہ میں دو بار دھونے سے بال لمبے اور مضبوط ہو جاتے ہیں' خوردنی طور پر یہ حیض اور پیشاب کو کھول کر لاتی ہے۔ یہ دودھ کو بڑھانے والی اور ریاح کو ختم کرنے والی ہے۔ یہ پٹھوں کو قوت دیتی ہے۔ سرد بیماریوں' درد کمر' تلی کا بڑھ جانا' پیٹ میں نفخ' چپچپ' اسہال اور مردانہ کمزوری میں میتھی کو مختلف طریقوں سے استعمال کرتے ہیں۔ (کتاب المفردات)

[1] نفاس اس خون کو کہا جاتا ہے' جو بچہ پیدا ہونے کے فوراً بعد عورتوں کو آتا ہے۔ اس کی کم از کم مدت دس یوم اور زیادہ سے زیادہ مدت چالیس (۴۰) یوم ہوتی ہے۔ اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کو خون استحاضہ کہا جاتا ہے جو کہ ایک رگ کا خون ہوتا ہے اور حیض وہ خون ہوتا ہے جو عورت کو ہر ماہ آتا ہے۔ ۱۲

دوران حمل دوا

ابن طرخان نے طب نبوی میں ذکر کیا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی حاملہ عورتوں کو لوبان (۱) کھلایا کرو۔'' اس سے عصی لوبان کا ذکر مراد ہے۔ پس اگر پیٹ میں لڑکا ہے تو ذکی (عقلمند) پیدا ہوگا اور اگر لڑکی ہوگی، تو خوش خصال ہوگی۔

(نزہتہ المجالس جزء ثانی)

تریاق زہر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عجوہ (۲) جنت سے ہے اور وہ زہر کے لیے شفاء ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف)

---

۱ اس کی دو معروف اقسام ہیں: لوبان کوڑیا اور لوبان سیامی۔ یہ دوسری قسم ہی طب جدید میں مستعمل ہے، کیونکہ اس میں کثافت یا کھوٹ نہیں ہوتی۔ لوبان ''درخت ضرو'' کا رال دار گوند ہے اس میں سنا کف ایسڈ اور بزونک ایسڈ کے اجزاء پائے جاتے ہیں۔ لوبان دافع تعفن ہے۔ یہ جگر کو تحریک دیتا اور بلغم کو نکالتا ہے۔ مقوی باہ بھی ہے۔ مخرج بلغم ہونے کی وجہ سے بلغمی کھانسی اور ضیق النفس میں استعمال کرتے ہیں۔ کوڑیا لوبان شربت بنفشہ کے ساتھ کھانے سے پسینہ آ کر بخار اتر جاتا ہے۔ اس کی لکڑی کا برادہ خون بہنے کو مفید ہے۔ اس کا تیل پٹھوں کو قوت دیتا ہے۔ اوجاع، سردی، لقوہ، فالج، وجع المفاصل کو فائدہ بخش ہے۔ اس کی دھونی بدبو اور کیڑوں کو بھگاتی ہے۔ اس کا جوہر تقویت باہ اور دمہ میں مستعمل ہے، اسے بادام اور جوز بوا سے ملا کر کھانا دماغ کو قوت دیتا ہے، اس کا مزاج گرم خشک ہوتا ہے۔ (کتاب المفردات)

۲ عجوہ مدینہ طیبہ کی ایک مشہور کھجور ہے۔ حدیث پاک میں اس کی بہت تعریف فرمائی گئی ہے۔ یہ درمیانے سائز کی سیاہی مائل رنگت والی کھجور ہے۔ بعض لوگ بغیر گٹھلی والی کھجور کو عجوہ خیال کرتے ہیں، حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ یہ گٹھلی والی ہوتی ہے۔ دلیل اس بات کی وہ حدیث ہے جو درد دل کے تحت درج ہے کہ ''عجوہ کو بمعہ گٹھلی کے کوٹا جائے'' وہاں حدیث پاک کے اصل الفاظ یوں ہیں: ''فَلْيَجَأْهُنَّ بِنَوَاتِهِنَّ'' (سنن ابوداؤد و مشکوٰۃ جزء ثانی) ۱۲

جادو سے بچاؤ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص روزانہ صبح سویرے سات عدد عجوہ کھجوریں کھالیا کرے اسے اس دن کسی زہر یا جادو سے نقصان نہیں پہنچے گا۔'' (بخاری شریف)

گائے کا دودھ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سوائے موت اور بڑھاپے کے ہر بیماری کی دوا نازل فرمائی ہے اور تم گائے کا دودھ ضرور پیا کرو کیونکہ اس میں سب نباتاتی اجزاء موجود ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں کوئی بیماری ایسی نہیں رکھی کہ جس کے ساتھ اس بیماری کی شفا یا دوا نہ رکھی ہو لہذا! تم پابندی سے گائے کا دودھ پیا کرو کیونکہ اس میں (تقریباً) تمام درختوں کے اجزاء شامل ہوتے ہیں پھر دوبارہ ارشاد فرمایا: ''تم گائے کے دودھ کو ضرور استعمال کیا کرو۔ اس لیے کہ وہ ہر قسم کے درخت سے چرتی ہے اور اس میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔ (مسند امام اعظم کتاب الطب)

---

[1] بہترین دودھ اس گائے کا ہوتا ہے جو جنگل میں چر کر پیٹ بھرتی ہو کیونکہ اس کا دودھ بہت جڑی بوٹیوں اور درختوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے۔ طب جدید کے مطابق گائے کے دودھ کا مزاج معتدل بارطوبت فضلیہ ہوتا ہے۔ یہ کثیر الغذاء زود ہضم، مولد منی اور دل و دماغ کو قوت دیتا، بدن کو موٹا اور طبیعت کو نرم کرتا ہے۔ خفقان، سل دق اور پھیپھڑے کے زخم کو مفید ہے بشرطیکہ گائے تندرست ہو۔ تازہ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ گائے کے دودھ میں ایلبو ایسڈز اور ''ٹرپٹوفین'' موجود ہوتے ہیں اور یہ دونوں مل کر نیکوٹینک ایسڈ کی خاصیت پیدا کرتے ہیں۔ (کتاب المفردات)

دیگر

حاکم اور ابونعیم سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لازم پکڑو گائے کا دودھ پینا' کیونکہ (وہ شفا ہے اور) اس میں دوا ہے اور گائے کا گھی اس لیے کہ وہ شفا ہے اور اس کے گوشت سے بچو' کیونکہ اس میں بیماری (۱) ہے۔ (حاشیہ مسند امام اعظم)

کلونجی' شہد وغیرہ میں شفاء

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کلونجی (۲) میں پچھنوں میں' شہد میں اور آسمان کے پانی میں شفا رکھی ہے۔ (مسند امام اعظم کتاب الطب)

غدہ (گلے پڑنا)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔

---

۱ علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ ''ممانعت تنزیہی'' ہے۔ یعنی بیمار آدمی استعمال نہ کرے کیونکہ یہ ردی الکیموس دیر ہضم اور مولد خون فاسد ہے لیکن اگر گائے کا گھی ڈال کر پکایا جائے تو کافی حد تک اصلاح ہو جاتی ہے۔ گائے کے گوشت کو اپنے اوپر مطلقاً حرام قرار دے لینا سخت منع ہے۔ اور شریعت مطہرہ کی مخالفت ہے۔ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق مذکور ہے کہ آپ علیہ السلام نے بھنا ہوا بچھڑا مہمانوں کی خدمت میں پیش فرمایا تھا۔ خود سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ازواج مطہرات کی طرف سے گائے کو ذبح کرنا اور تقسیم فرمانا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ اگر گائے کا گوشت مطلقاً غیر پسندیدہ ہوتا تو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہرگز ذبح فرما کر تقسیم نہ فرماتے اور نہ ہی اسلام میں گائے کی قربانی جائز ہوتی۔ فلہٰذا یہ ممانعت تنزیہی ہے۔ (واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم)

۲ کلونجی کی خاصیت دیکھیں حاشیہ صفحہ ۲۳۱

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں ایک بچہ دیکھا کہ جس کے نتھنوں سے خون بہہ رہا تھا۔ عرض کیا گیا کہ اس بچے کو ''مرض غدہ'' ہے اور اس کے سر میں درد بھی ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: افسوس ہے تم عورتوں پر، تم لوگ اپنی اولاد کو اس طرح ہلاک نہ کیا کرو۔'' یعنی بچے کے حلق کو اس طرح نہ دبایا کرو کہ وہ اس حالت کو پہنچ جائیں اور فرمایا: ''جس (کے) بچے کو یہ مرض ہے، اسے چاہئے کہ تھوڑا سا قسط (۱) بحری لے کر اس کو پانی میں حل کر کے ناک میں ٹپکائے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ علاج اس بچے کی ماں کو بتایا تو اس علاج سے وہ بچہ تندرست ہو گیا۔ (سنن ابن ماجہ)

استسقاء کے لیے آپریشن (جراحت)

استسقاء کا ایک علاج صفحہ ۲۳۷ پر بھی درج ہو چکا ہے، مگر ضروری نہیں ہر مریض کے لیے ایک ہی علاج کارگر ہو، بلکہ بعض اوقات مرض کی نوعیت کے پیش نظر علاج تبدیل بھی ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں جیسا کہ صفحہ مذکورہ کے حاشیہ میں درج ہے کہ استسقاء کی مختلف قسمیں ہیں، اس لیے یہ بھی ممکن ہے کہ یہ علاج (جراحت) دوسری قسم کے لیے ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے استسقاء کے ایک مریض کے متعلق اس کا علاج کرنے والے طبیب سے فرمایا کہ وہ مریض کے پیٹ کا آپریشن کرے (یعنی شگاف دے۔ (زاد المعاد)

پیپ زدہ ورم کا آپریشن

امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ (ایک بار) میں حضور خواجۂ کونین سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ایک بیمار کی تیمارداری کے لیے حاضر ہوا، اس بیمار کی کمر پر ورم تھا (وہاں پر موجود) لوگوں نے عرض کیا

---

(۱) قسط کی خاصیت کے لیے ملاحظہ ہو حاشیہ صفحہ ۲۲۳

کہ (یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اس ورم میں پیپ پڑ چکی ہے چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اس ورم کا آپریشن کردو چنانچہ میں نے اسی وقت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو اس ورم میں شگاف دے دیا۔ (زادالمعاد)

طب و جراحت

واضح رہے کہ آپریشن کرنا اور پھوڑے یا ورم کے متعلق یہ جاننا کہ کیا یہ آپریشن کے قابل ہے بھی کہ نہیں، یہ کسی عام شخص کے بس کی بات نہیں، ورنہ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) خود ہی سب کچھ کر لیتے، لیکن انہوں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آقا! اس مریض کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ اور خواجۂ کونین، جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان میں سے کسی سے نہ فرمایا کہ اس میں شگاف دے دو، بلکہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو حکم دیا: ''اے علی! تم آپریشن کرو۔'' اور خود سرور عالم شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نگرانی فرمائی۔

ان تمام باتوں سے پتہ چلا کہ ہر وہ شخص جسے بھی ایک دو نسخے یاد ہوں، وہ اپنے آپ کو طبیب حاذق سمجھ کر خواہ مخواہ لوگوں کی صحت اور جان سے نہ کھیلے، بلکہ اس سلسلہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کو کبھی نہ بھولے:

مَنْ طَبَّبَ وَ لَمْ یَعْلَمْ مِنْهُ الطِّبُّ قَبْلَ ذٰلِکَ فَهُوَ ضَامِنٌ

یعنی جس شخص نے علاج کیا، حالانکہ اس سے قبل وہ علم طب سے واقف نہ تھا، تو (نقصان کی صورت میں) وہ ذمہ دار ہے۔ (سنن ابی داؤد، نسائی)

اس جگہ یہ بھی نہ سمجھ لیا جائے کہ ماہر طبیبوں اور ڈاکٹروں کو کھلی چھٹی ہے یا ان پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی، ایسے نہیں۔ اگر انہوں نے دانستہ طور پر لاپروائی کی اور کسی کو غلط دوائی دی یا نقصان پہنچا، تو عنداللہ وہ مجرم ہیں اور اگر ایسے میں کسی کی جان جاتی رہی تو وہ

قاتل بھی ہیں اور خالق کائنات جل شانہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۝ ۳۲/۵

جس کسی نے کسی کو قتل کیا بغیر جان کے بدلے کے یا بغیر زمین میں فساد (ختم کرنے) کے تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔

یعنی اگر کوئی حاکم کسی قاتل کو مقتول کے بدلے میں قتل کر دے یا کسی فسادی مثلاً ڈاکو اور باغی وغیرہ کو قتل کر دے تو جدا بات ہے لیکن اگر ویسے ہی کسی کو قتل کر دیا تو گویا وہ شخص پوری انسانیت کا قاتل ہے۔

دوسری جگہ قتل مسلم کے سلسلہ میں ارشاد ہوا:

ترجمہ: ''اور جو کوئی کسی ایمان والے کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا اور اس کی لعنت ہوئی ایسے شخص پر اور اس (اللہ تعالیٰ) نے اس (قاتل) کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' ۹۳/۴

ہر غیر محتاط معالج خواہ وہ عطائی ہو یا مستند، ہر وہ شخص جو جعلی دوائی تیار کرتا ہے یا فروخت کرتا ہے۔ ہر وہ شخص جو اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کر کے بیماریوں میں اضافہ اور قتل انسانیت کا باعث بنتا ہے اور ہر وہ شخص جو ان کا معاون ہے اپنا انجام دیکھ لے اس لیے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ارشاد گرامی کا مفہوم ہے کہ اگر زمین و آسمان کی تمام مخلوق بھی کسی ایمان والے کے قتل پر متفق ہو جائے یعنی قتل کر دے تو اللہ تعالیٰ سب کو جہنم میں ڈال دے گا۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) یعنی قتل مومن عند اللہ بہت ہی بڑی بات ہے۔

مٹی کھانا خودکشی ہے

امت مرحومہ کے غمخوار آقا رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلاموں کو

ہر اس چیز سے منع فرما دیا جو ان کے لیے نقصان کا باعث تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مٹی کھاتا ہے تو گویا خودکشی کرتا ہے۔ (طبرانی' کتاب الطب النبوی از حافظ ابی نعیم)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مٹی نہ کھایا کرو' کیونکہ اس میں تین (بڑے) نقصانات ہیں۔ ایک یہ کہ ہمیشہ کی بیماری ہے' دوسرے اس سے پیٹ خراب ہو جاتا ہے اور تیسرے اس سے انسان کا رنگ زرد (۱) ہو جاتا ہے۔ (جامع کبیر)

لقوہ

حضرت ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ محرس بن معدیکرب ایک وفد کے ساتھ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ واپس جانے کے بعد ان کو لقوہ ہو گیا۔ دوسرا وفد آیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) سردار عرب کو لقوہ ہو گیا ہے' اس کی دوا ارشاد فرمائیے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایک سوئی گرم کر کے آنکھ کے پپوٹے پر پھیر دو' اسی میں اس کی شفا ہے..... یہ علاج محرس کا کیا گیا' تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

(خصائص کبریٰ جزء ثانی)

تنبیہ: کوئی اناڑی شخص یہ علاج اپنی مرضی سے کرنا شروع نہ کر دے کہ خدانخواستہ وہ اپنی غلطی سے نقصان کی صورت میں میرے آقا رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر زبان طعن دراز کرے' بلکہ کسی دانا طبیب سے یہ علاج کروائے۔

۱۔ اگر چہ رنگ کا زرد ہونا خود بیماری تو نہیں' مگر کسی نہ کسی دوسری بیماری کی علامت ہوتی ہے' عموماً جگر میں نقص کی وجہ سے جب خون کم پیدا ہوتا ہے تو خون میں سرخ ذرات کمی کی ہو جاتی ہے تو چہرے پر زردی چھا جاتی ہے۔ مرض یرقان وزیادتی صفرا کی وجہ سے بھی چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔ یہاں جس زردی کا ذکر ہے وہ جگر کی خرابی کی وجہ سے ہے' کیونکہ مٹی کھانے سے معدہ کے ساتھ ساتھ جگر کے افعال میں بھی زبردست نقص واقع ہو جاتا ہے اور پورا خون پیدا نہیں ہوتا۔

باب پنجم

جواہر پارے

جمعرات کو ناخن تراشنے کا فائدہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو چاہے کہ شکایت چشم، فقر، برص اور جنون سے امن میں رہے، اسے چاہئے کہ جمعرات کے روز عصر کے بعد ناخن کٹوایا کرے۔ (نزہتہ المجالس جزء اول)

حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ پہلے داہنے ہاتھ کے ناخنوں کو اس طرح ترشوائے کہ سب سے پہلے چھنگلی پھر درمیان والی سب سے لمبی انگلی پھر انگوٹھا پھر چھنگلیا کے ساتھ والی انگلی اور آخر میں انگشت شہادت اور بائیں ہاتھ کا پہلے انگوٹھا پھر درمیان والی، پھر کلمہ کی انگلی اور آخر میں منجھلی (چھنگلیا کے ساتھ والی) انگلی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس طرح ناخن کاٹنے سے کبھی آشوب چشم نہ ہوگا (انشاء اللہ تعالیٰ)

(بہار شریعت، درمختار، ردالمحتار)

ناک اور کان کے بالوں کا فائدہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بال ناک اور کان کے اندر ہوتے ہیں، وہ جذام (یعنی کوڑھ) سے امن کا باعث ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ناک اور کان کے (اندر سے) بال مت اکھاڑا کرو، کیونکہ اس سے مرض آکلہ (یعنی ناک میں زخم) پیدا ہوتا ہے (البتہ زیادہ بڑھے ہوئے ہوں، تو) کاٹ دیا کرو (نزہتہ المجالس جزء ثانی)

گرا لقمہ اٹھا کر کھانے کا فائدہ

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جو کچھ دستر خوان سے گر پڑا تھا' اسے چنتے ہوئے دیکھا' تو فرمایا کہ تیرے لیے برکت ہو' تجھ میں برکت ہو' تجھ پر برکت ہو۔ میں نے عرض کیا: اور میرے سوا؟ (یعنی کیا دوسروں کے لیے بھی برکت ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو یہ (یعنی دستر خوان سے گرا ہوا لقمہ اٹھا کر) کھائے گا' اس کے لیے بھی وہی ہے جو تیرے لیے کہا ہے اور جو شخص ایسا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے جذام' برص اور فالج سے محفوظ رکھتا ہے (مذکورہ)

کنگھی کرنے کا فائدہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ہر روز رات کو اپنے سر اور داڑھی میں کنگھی کرتا ہے۔ وہ طرح طرح کی بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے' اور اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔'' اور یہ بھی مروی ہے کہ جو اپنی ابرو (پوٹہ) پر کنگی پھیر لیا کرے' وہ وباء سے امن میں رہتا ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کنگھی کیا کرو' کیونکہ اس سے فقر دور ہوتا ہے اور جو صبح کو کنگھی کرتا ہے (گویا کہ) شام تک امن میں رہتا ہے اور فرمایا کہ داڑھی مردوں کی زینت اور چہرہ کی خوشنمائی ہے۔'' (مذکورہ)

بدنظر کی سزا

ابو عبد اللہ نباجی سے ایک حکایت مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک

خوبصورت اونٹ تھا۔ میں ساتھیوں کے ساتھ جا رہا تھا۔ میرے ہمراہیوں میں ایک شخص ایسا تھا جو نظر بد لگانے میں مشہور تھا' وہ جس اچھی چیز پر نظر ڈالتا' وہ گر کر تلف ہو جاتی۔ مجھے لوگوں نے کہا کہ اپنے اونٹ کو اس شخص کے شر سے محفوظ رکھو۔ میں نے کہا کہ اسے میرے اونٹ پر کوئی قدرت نہیں ہے۔ جب اس شخص کو عبداللہ نباجی کی اس بات کا پتہ چلا تو وہ گھات میں رہا۔ ایک بار عبداللہ نباجی موجود نہ تھے' وہ شخص ان کی قیام گاہ پر آیا اور اونٹ پر نظر بد ڈالی۔ اونٹ اس طرح تڑپ کر گر پڑا' جس طرح جڑ سے اکھڑا درخت گر پڑتا ہے۔ نباجی کو خبر کی گئی کہ بدنظر نے اونٹ کو نظر بد لگا دی ہے' وہ آئے اور بدنظر شخص کو دیکھ کر پڑھا:

حَبَسَ حَابِسٌ وَشَجَرَ يَا بِسٌ وَشِهَابٌ قَابِسٍ رُدَّتْ عَيْنَ الْعَائِنِ عَلَيْهِ وَ عَلٰى اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيْهِ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ط

عبداللہ نباجی کا یہ دعا پڑھنا ہی تھا کہ اس بدنظر کی آنکھ اپنے حلقۂ چشم سے نکل کر باہر گر پڑی اور اونٹ تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا۔ (مدارج النبوۃ جلد اول)

(نوٹ: نظر بد کے متعلق اس سے قبل بھی گزر چکا ہے)

چار فائدہ بخش بیماریاں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ چار چیزوں کو چار وجہ سے برا مت جانو (۱) آشوب چشم کو برا مت سمجھو' کیونکہ وہ نابینائی کی جڑ کاٹتی ہے۔ (۲) زکام کو برا نہ سمجھو کیونکہ وہ جذام (کوڑھ کی جڑ کو قطع کرتا ہے۔ (۳) کھانسی کو برا مت کہو' کیونکہ وہ فالج کی جڑ کی قاطع ہے۔ (۴) دِل (۱) کو برا مت جانو' کیونکہ وہ برص کی جڑ کاٹتا ہے۔ (نزہتہ المجالس)

---

۱ دِل ایک پھوڑے کا نام ہے۔۱۲

قولنج سے بچاؤ

کتاب البرکۃ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ حمام سے نکل کر قدموں پر ٹھنڈا پانی ڈالنا قولنج سے امن میں رکھتا ہے۔ (مذکورہ)

دردِ زہ سے بچاؤ

ابن سنی نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ حضرت سیدۃ النساء نورِ چشمِ مصطفیٰ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دردِ زہ کی تکلیف تھی۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم دیا کہ وہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جا کر آیت الکرسی، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھیں۔ (تفسیر درمنثور بحوالہ تفسیر نعیمی جلد سوم)

چھینکنے پر الحمد اللہ کہنے کا فائدہ

خیال رہے کہ اگر چھینکنے والا الحمد اللہ کہے تو جواباً یرحمک اللہ کہنا واجب (۱) ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روای ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ کو چھینک پسند اور جمائی ناپسند ہے۔ جب کوئی شخص چھینکے اور الحمد للہ کہے جو مسلمان سنے، تو اس پر حق ہے کہ یرحمک اللہ کہے اور جمائی شیطان

---

۱ ایسی حالت میں واجب ہوتا ہے کہ چھینکنے والا نزلہ زکام وغیرہ سے نہ چھینک رہا ہو۔ صحیح مسلم میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہا، جب اسے دوبارہ چھینک آئی تو فرمایا: اسے زکام ہو گیا ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ اسے تیسری بار چھینک آئی، تب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا۔ (یعنی بار بار چھینک آنے پر جواب دینا واجب نہیں۔)

کی طرف سے ہے۔ جب کسی کو آئے تو جہاں تک ہو سکے جمائی کو دفع (۱) کرلے کیونکہ جب انسان جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے یعنی خوش ہوتا ہے اس لیے کہ یہ کسل مندی اور غفلت کی دلیل ہے اور ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے۔ (بخاری شریف)

چھینکنے پر الحمد اللہ کہنے کے صرف روحانی ہی نہیں بلکہ بہت سے جسمانی فوائد بھی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص چھینکنے والے سے پہلے الحمد اللہ کہہ دے وہ دردِ کان، دردِ دندان اور دردِ شکم سے محفوظ رہتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چھینکنے والے سے جلدی الحمد اللہ کہہ دے اس کو کوئی پیٹ کی بیماری ضرر نہیں کرے گی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص چھینک کر پوری سورۂ فاتحہ شریف پڑھ لیا کرے تو اس کے لیے ایک سال کی شفا ہے۔ (نزہتہ المجالس جزء ثانی)

آئینہ دیکھنا

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جب آئینہ دیکھتے تو پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الَّذِیْ اَحْسَنَ خَلْقِیْ وَسَوّٰی خَلْقِیْ وَجَعَلَنِیْ بَشَرًا سَوِیًّا وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے اسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کبھی نہیں چھوڑا اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص اسے پڑھتا ہے اس کے چہرے کو کوئی برائی نہیں چھو سکتی۔

بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے

---

(۱) جمائی کو روکنے کا نہایت مجرب طریقہ یہ ہے کہ جونہی جمائی آنے لگے فوراً اپنے ذہن میں یہ خیال لائے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو جمائی نہیں آتی تھی یعنی میں بھی ان کے صدقہ سے محفوظ رہوں گا تو انشاء اللہ تعالیٰ جمائی نہیں آئے گی مجرب ہے۔ ۱۲

مروی ہے کہ رات کو آئینہ مت دیکھا کرو کیونکہ اس سے بھینگا پن پیدا (ہونے کا اندیشہ) ہوتا ہے (نزہتہ المجالس جزء اول)

بانجھ پن کا استغفار سے علاج

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ سے حضرت امیر معاویہ کے ایک ملازم نے کہا کہ میں ایک مالدار آدمی ہوں، مگر میرے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے، کوئی ایسی چیز بتایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا: استغفار پڑھا کرو۔ اس نے استغفار کی اور اتنی کثرت سے کی کہ روزانہ سات سو مرتبہ استغفار پڑھنے لگا۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے دس بیٹے عطا فرمائے۔

(خزائن العرفان حاشیہ سورۃ ہود آیت نمبر ۵۲)

سید الاستغفار

بانجھ پن کے تحت سیدنا شہزادۂ شیر خدا حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول استغفار سے علاج درج کیا گیا، چونکہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس جگہ کوئی خاص (دعائے استغفار منقول نہیں ہے، اس لیے ذیل میں وہ (دعائے) استغفار درج کی جاتی ہے، جس کے متعلق زبان وحی ترجمان سے سید الاستغفار (یعنی تمام استغفاروں کا سردار) ارشاد ہوا۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب استغفاروں کا سردار یہ استغفار ہے (کہ انسان یوں کہے)

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ

وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اس استغفار کو صدقِ دل سے دن میں پڑھا' وہ اگر اس روز شام سے پہلے مر گیا' تو جنتی ہے اور جس نے رات کو اسے صدقِ دل سے پڑھا اور صبح ہونے سے پہلے مر گیا تو جنتی ہے۔ (صحیح بخاری شریف کتاب الدعوات)

ہر مرض کا مجرب علاج

مدارک میں ہے کہ حضرت محمد بن سماک رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار بیمار ہوئے تو ان کے متوسلین ان کا قارورہ لے کر ایک نصرانی طبیب کے پاس بغرض علاج جا رہے تھے کہ راستے میں ایک نہایت روشن چہرے والے خوش لباس بزرگ ملے کہ جن کے بدن سے بڑی پاکیزہ خوشبو مہک رہی تھی' انہوں نے فرمایا: کہاں جا رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت محمد بن سماک بیمار ہیں' ان کا قارورہ نصرانی طبیب کے پاس لیے جا رہے ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ! ایک اللہ کے ولی کے لیے دشمن خدا سے تعاون چاہتے ہو۔ قارورہ پھینک دو' واپس جاؤ اور ان سے جا کر کہو کہ مقام درد پر ہاتھ رکھ کر پڑھیں:

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ ط (۱۰۵/۱۷)

یہ فرما کر وہ بزرگ غائب ہو گئے۔ ان صاحبوں نے واپس آ کر حضرت محمد بن سماک رحمتہ اللہ علیہ سے واقعہ عرض کیا' تو انہوں نے مقام درد پر ہاتھ رکھ کر یہ کلمے پڑھے' تو فوراً آرام آ گیا۔ حضرت محمد بن سماک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہ حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ (خزائن العرفان وتفسیر حسینی جلد اول زیر آیت مبارکہ نمبر ۱۰۵ سورۂ انبیاء)

دیدار خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہر صاحب ایمان کی یہ دلی تمنا ہوتی ہے کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ خواجۂ کونین سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (فداہ روحی و جسدی) کی زیارت با سعادت سے مشرف ہو۔ ذیل میں چند ایک وظائف نقل کیے جاتے ہیں۔ جن کی مداومت سے انشاء اللہ تعالیٰ گوہر مقصود حاصل ہو سکتا ہے۔

شیخ احمد بن ابی بکر محدث نے اپنی کتاب میں روایت کیا کہ اقلنسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت ابوبکر (۱) شبلی، حضرت ابوبکر مجاہد (۲) کے پاس گئے۔ حضرت ابوبکر مجاہد ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے۔ پھر بڑھ کر ان کو سینے سے لگایا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے حضرت ابوبکر مجاہد سے عرض کی کہ یا سیدی آپ شبلی کی اتنی تعظیم و تکریم کیوں کرتے ہیں؟ جبکہ آپ خود اور تمام اہل بغداد شبلی کو مجنون جانتے ہیں، تو حضرت ابوبکر مجاہد نے فرمایا: ''میں نے شبلی کے ساتھ وہی معاملہ کیا ہے جو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ساتھ فرمایا۔''

(پھر حضرت مجاہد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:) میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شبلی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت شبلی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ پھر شبلی کو سینے سے لگا کر پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا کہ آقا (علیک الصلوٰۃ والسلام)

---

۱ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک صاحب حال بزرگ گزرے ہیں۔ حضور داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو آسائش اہل حال و کشتی اہل اقوال جیسے خطابات سے یاد کیا (کشف المحجوب) اور حضرت شیخ فرید الدین عطار نے آپ کو منبع و مخزن معرفت و حقیقت تحریر کیا۔ حضرت شبلی نے ۳۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

۲ حضرت ابوبکر مجاہد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جید عالم دین اور نامور محدث گزرے ہیں۔ ۱۲

شبلی پر اتنی کرم نوازی اور شفقت کس وجہ سے؟ تو سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شبلی (ہر) نماز کے بعد یہ آیۂ کریمہ پڑھتا ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ○

اور اس کے بعد مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ (جذب القلوب)

(۲) جو شخص شب جمعہ کو دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ شریف کے بعد گیارہ مرتبہ آیۃ الکرسی اور گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص (قل ہو اللہ احد) پڑھے۔ نماز سے فارغ ہو کر سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعہ سے زائد نہ گزریں گے کہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوگا۔ (اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ) جذب القلوب

کنز بے بہا

اب آخر میں حصول دیدار نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک انتہائی مجرب نسخہ اور ایک عظیم الشان تحفہ جو "مسبعات عشر" کے نام سے معروف ہے درج کیا جاتا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل روایت سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

عبد الرحمٰن بن حبیب حارثی بصری نے سعید بن سعید سے انہوں نے ابو طیبہ کرز بن دیرہ ابدال سے روایت کی ہے کہ ملک شام سے میرا بھائی میرے پاس ایک تحفہ لایا اور مجھ سے کہا کہ اس کو قبول فرمائیے کیونکہ یہ بہت عمدہ تحفہ ہے۔ کرز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے یہ تحفہ کہاں سے لیا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے یہ تحفہ ابراہیم تیمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیا تھا۔ کرز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بھائی سے پوچھا کہ کیا تم نے ابراہیم تیمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا تھا کہ ان کو یہ تحفہ کہاں سے ملا؟ کرز رحمتہ اللہ

تعالیٰ علیہ کے بھائی نے بتایا کہ میں نے ابراہیم تیمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا تھا' تو انہوں نے مجھے بتایا:

میں خانہ کعبہ کے روبرو بیٹھا تسبیح وتحمید وتہلیل میں مصروف تھا کہ ایک صاحب تشریف لائے اور سلام کر کے میری دائیں جانب بیٹھ گئے' وہ بہت زیادہ خوبرو تھے' وہ عمدہ صاف اور معطر لباس پہنے ہوئے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے بندے! تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں ''خضر'' (علیہ السلام) ہوں۔ چونکہ تم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو' اس لیے تم کو ایک تحفہ پیش کرتا ہوں۔ میں نے دریافت کیا کہ وہ کونسا تحفہ ہے؟ تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: تم سورج نکلنے اور دھوپ پھیلنے سے پہلے اور اسی طرح غروب آفتاب سے پہلے سات مرتبہ سورۃ الحمد للہ شریف' سات مرتبہ سورۃ الناس' سات مرتبہ سورۃ الفلق' سات بار قل ہو اللہ احد' سات مرتبہ سورۃ قل یا ایہا الکفرون' سات مرتبہ آیۃ الکرسی' سات مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ سات بار اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِيْ الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ سات بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ قَرِيْبٌ مُّجِيْبُ الدَّعْوَاتِ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ سات مرتبہ پڑھ کر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ رَبِّ افْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَاٰجِلًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَّلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلٰنَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جَوَادٌ كَرِيْمٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَحِيْمٌ ٥ (حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا) یہ ورد صبح وشام برابر کرتے رہا کرو' اس کو کبھی ترک نہ کرنا' چونکہ جس نے مجھے یہ تحفہ دیا ہے' اس نے مجھ سے فرمایا تھا: خواہ عمر میں ایک بار ہی پڑھنا' لیکن اس کو پڑھنا ضرور۔'' میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے

دریافت کیا کہ آپ کو یہ تحفہ دینے والا کون تھا؟ تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: ''مجھے یہ تحفہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمایا ہے۔''

(حضرت ابراہیم تیمی کہتے ہیں) میں نے کہا کہ مجھے ایسی چیز بتا دیجئے کہ میں اگر اس کو پڑھوں، تو میں خواب میں خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہو جاؤں اور خود عرض کروں کہ وہ تحفہ کیا ہے جو خضر علیہ السلام کو عطا فرمایا گیا ہے.....؟

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو اور مجھ پر جھوٹ کی تہمت رکھتے ہو؟ میں نے کہا نہیں، خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے، بلکہ میں تو صرف زبان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سننے کا تمنائی ہوں۔ (یہ سن کر) حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم خواب میں زیارت کے خواہاں ہو تو اچھی طرح سمجھ لو اور خوب یاد کر لو کہ مغرب کی نماز کے بعد سے عشاء تک کسی سے بات کیے بغیر کھڑے ہو کر نماز (نفل) پڑھو اور حضور قلب اور پوری توجہ کے ساتھ نماز ادا کرو، ہر دو رکعت پر سلام پھیرو اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ (الحمد للہ شریف ایک بار اور سورۃ اخلاص (قل ہو اللہ احد) سات بار پڑھو۔ پھر نماز عشاء باجماعت ادا کر کے بغیر کسی سے بات چیت کیے گھر آ کر وتر پڑھو، سونے سے قبل دو رکعتیں اور پڑھو اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص سات سات بار پڑھو۔ پھر نماز مکمل کرنے کے بعد سجدہ میں جاؤ، سجدے میں سات مرتبہ استغفار اور سات مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھو۔ پھر سجدے سے سر اٹھا کر اچھی طرح (مؤدبانہ طریقہ سے) بیٹھ جاؤ اور دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھو: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا اِلٰهَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا يَا رَبِّ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ۔ پھر کھڑے ہو کر وہی دعا پڑھو جو سجدہ میں پڑھی تھی، پھر سجدہ میں جا کر یہی دعا مانگو اس کے بعد جس جگہ چاہو قبلہ رو ہو کر درود شریف پڑھتے پڑھتے ہی سو جاؤ (اور کسی سے گفتگو نہ کرو)

میں نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ جس ہستی سے آپ نے یہ دعا سیکھی ہے' وہی مجھے بھی تعلیم فرمائیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم مجھ پر جھوٹ کی تہمت لگاتے ہو؟ میں نے کہا' اس خدا کی قسم کہ جس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا' میں آپ پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگاتا۔ تب حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: جس جگہ اس دعا کی تعلیم دی جا رہی تھی اور حکم دیا جا رہا تھا۔ میں بھی وہاں موجود تھا۔ پس جس ہستی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم (۱) دی تھی۔ میں نے اس ہستی سے اسے سیکھ لیا۔ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ مجھے اس دعا کا (جو مذکور ہوئی) ثواب بتائیے؟ تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم خود ہی خواجۂ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کر لینا۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں حضرت خضر علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق دعائیں پڑھیں اور بستر پر لیٹ کر برابر دعاء و درود پڑھتا رہا۔ حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت باسعادت کی آرزو سے مجھے اتنی خوشی ہوئی تھی کہ مجھے رات بھر نیند نہ آئی' یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ میں نے نماز فجر ادا کی اور اپنی محراب میں بیٹھا رہا۔ جب دن (خوب) چڑھ آیا' تو میں نے نماز اشراق ادا کی اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ اگر آج رات تک زندگی باقی رہی' تو سابقہ شب کی طرح ان دعاؤں کو پھر پڑھوں گا۔ انہی خیالات میں غرق تھا کہ مجھے نیند آ گئی اور میں سو گیا۔ خواب میں کچھ فرشتے آئے اور مجھے سوار کر کے اپنے ہمراہ لے چلے اور مجھے لے جا کر جنت میں داخل کر دیا۔ میں نے وہاں کچھ محل دیکھے۔ ان میں بعض یاقوت سرخ' بعض سبز زمرد کے اور بعض سفید موتی کے تھے۔ شہد اور دودھ اور شراباً طہوراً کی نہریں بھی دکھائی

---

۱ معلوم ہوا کہ زیارت کرنے کا یہ طریقہ جو مذکور ہوا' خود حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بیان فرمودہ ہے' جس کے راوی حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ایک انتہائی اہم وظیفہ ہے۔ ۱۲

گئیں۔ایک حسین وجمیل عورت نظر آئی جو مجھے محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی' اس کے چہرے سے سورج کی مانند نورانی شعاعیں نکل رہی تھیں۔اس کی زلفیں محل کی چھت سے زمین (محل کے فرش) تک لٹک رہی تھیں' چونکہ فرشتوں نے مجھے جنت میں داخل کیا تھا' اس لیے میں نے ان ہی سے پوچھا کہ یہ محل اور عورت کونسی ہیں؟ اور یہ سب کن کے لیے ہے؟ انہوں نے بتایا جو بھی (صدق دل سے) وہ عمل کرے جو تو نے کیا ہے' یہ اس کے لیے ہے۔فرشتے مجھے جنت سے اس وقت تک باہر نہ لائے' جب تک کہ انہوں نے مجھے جنتی پھل نہ کھلا دیئے اور وہاں کا شربت نہ پلا دیا۔اس کے بعد فرشتے مجھے واپس میری جگہ کی طرف لائے۔اتنے میں میں نے دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ستر انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ فرشتوں کی ستر قطاروں کے جلو میں تشریف لا رہے ہیں۔فرشتوں کی ہر قطار مشرق سے مغرب تک چلی گئی تھی۔حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور سلام علیک سے نوازا اور میرا ہاتھ پکڑ لیا۔میں نے (انتہائی ادب سے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم مجھے خضر علیہ السلام نے اس' اس طرح فرمایا ہے کہ انہوں نے یہ بات حضور والا سے سنی ہے۔

یہ سن کر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خضر نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے' وہ جو کچھ بیان فرماتے ہیں' وہ حق ہوتا ہے۔وہ اہل زمین کے سب سے بڑے عالم ہیں۔وہ رئیس الابدال اور اللہ تعالیٰ کے لشکریوں میں سے ہیں۔'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جو ایسا عمل کرے گا' اسے کیا ثواب ملے گا؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کچھ تو نے دیکھا ہے اور جو کچھ تجھے دیا گیا' اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہوگا؟ تو نے جنت میں اپنی جگہ دیکھ لی' جنت کے پھل کھائے اور جنت کا شربت پیا' فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام کو میرے ساتھ دیکھ لیا' حوریں بھی دیکھ لیں۔''

میں نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اگر کوئی شخص میرے عمل کی طرح عمل کرے اور جو کچھ میں نے مشاہدہ کیا (بالفرض) وہ یہ سب کچھ نہ دیکھ پائے تو کیا اس کو ان چیزوں کے بدلہ میں ثواب ملے گا؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات برحق کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے (جو شخص تصدیق قلبی سے یہ عمل کرے گا اور گناہوں سے بچے گا) اس شخص کے گزشتہ تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس پر غضب نہیں فرمائے گا اور نہ ہی اس سے ناخوش ہوگا۔ اگر (بالفرض) وہ جنت کو خواب میں نہ بھی دیکھے گا' تب بھی اس کو وہی کچھ ملے گا' جو کچھ تجھ کو دیا گیا ہے۔''

(تھوڑا سا آگے جا کر تحریر ہے) یہ سن کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان! اس خدائے لم یزل کی قسم کہ جس نے مجھے جمال (جہاں آرا) سے مشرف وسرفراز فرمایا' تب تو ہر مومن مرد وعورت کے لیے لازم ہے کہ وہ اس طریقے کو سیکھے (عمل کرے) اور (دوسروں کو) سکھائے' کیونکہ اس کی بڑی فضیلت اور عظیم ثواب ہے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات بابرکات کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا۔ اس عمل کو وہی شخص کرے گا۔ جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سعید (نیک بخت) پیدا کیا ہوگا۔ اور (جان بوجھ کر) اس عمل کو وہی ترک کرے گا جو پیدائشی طور پر شقی (بد بخت) ہوگا۔'' (غنیۃ)

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی شخص شب جمعہ میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھے گا کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ وآیۃ الکرسی ایک ایک بار اور سورۂ اخلاص پندرہ بار پڑھے۔ پھر نماز کے آخر میں ایک ہزار مرتبہ (یہ درود پاک) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ○ پڑھے' تو یقیناً میرا دیدار خواب میں کرے گا' یعنی دوسرا جمعہ آنے سے پہلے (انشاء اللہ تعالیٰ) اس کو

میرا دیدار خواب میں نصیب ہو جائے گا اور جس نے مجھے دیکھا اس کے لیے جنت ہے۔ اور اس کے گزشتہ و آئندہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' (اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْھُمْ) (غنیۃ الطالبین)

رات کو سونے کے عملیات

حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ ہر روز رات کو سونے سے پہلے تم (۱) چار ہزار دینار صدقہ کیا کرو (۲) ایک قرآن پاک پڑھا کرو (۳) جنت کی قیمت ادا کیا کرو (۴) دو لڑنے والوں میں صلح کرا دیا کرو اور (۵) ایک حج ادا کر لیا کرو۔ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ امر محال مجھ سے بھلا کیسے ممکن ہے؟ فرمایا: تم ہر رات (۱) چار بار فاتحہ شریف (۲) تین بار سورۂ اخلاص (۳) تین بار درود شریف (۴) دس بار استغفار (۵) ۴ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر پڑھ کر سویا کرو تو تمہیں ان سے مذکورہ عملیات کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ عرض کیا اب تو میں روزانہ یہ عمل کر کے سویا کروں گا۔

ضمیمہ

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی ہمارے لیے ایک کامل ترین نمونہ ہے۔ کوئی دریدہ دہن گستاخ تو یہ کہہ سکتا ہے کہ خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں فلاں شے کی کمی تھی، مگر وہ شخص کہ جس کو پروردگارِ عالم جل شانہٗ نے نورِ ایمان کا کچھ بھی حصہ عطا فرمایا ہو اس کے لیے یہ بات آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ عیاں ہے کہ حضور جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکمل ترین شخصیت کے حامل تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نقص نکالنا گویا قدرتِ خدائے لم یزل کو منہ چڑانا ہے۔ اس چیز کا دعویٰ یہ بندۂ ناچیز (مؤلف کتاب ہذا) محض جذبۂ عقیدت ومحبت سے سرشار ہو کر ہی نہیں کر رہا، بلکہ اس حقیقت کے ناقابلِ تردید دلائل موجود ہیں۔ ذرا چشم تصور میں اس منظر کو سامنے لائیں کہ جب روح کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خدائے بزرگ وبرتر کی طرف سے حکم ہوتا ہے:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ یعنی اپنے اقرباء کو ڈرایئے (دعوت ایمان دیجئے)

تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوہ صفا پر کھڑے ہو کر اہل مکہ کو پکارتے ہیں اور اپنے حضور حاضر ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معجزانہ آواز تمام شہر مکہ میں سنائی دیتی ہے، کوئی نشیب وفراز کوئی جگہ، کوئی کوچہ یا مکان ایسا نہیں کہ جہاں آوازِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ پہنچی ہو۔ فوراً تمام اہل مکہ بلا کم و کاست اس انداز میں حاضر خدمت فیض درجت ہوتے ہیں کہ یا تو خود پہنچے۔ اگر بوجہ حاضری ممکن نہ تھی تو اپنا نمائندہ بھیج دیا، تمام لوگ جمع ہو گئے، تو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اے اہل مکہ! میری زندگی کے چالیس

سال تمہارے سامنے گزرے۔'' گویا کہ فرمایا: میری کتاب زندگی کا ایک ایک ورق تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے۔ میں اس بات کا چیلنج کرتا ہوں کہ میری چالیس (۴۰) سالہ زندگی کے کسی بھی لمحے پر انگلی رکھ کر بتاؤ کہ تم میں فلاں نقص تھا یا تم نے فلاں وقت جھوٹی بات کہی تھی، مگر کوئی بدترین دشمن بھی کوئی غلطی نہ نکال سکا، بے عیب خالق جل شانہ نے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بے عیب پیدا فرمایا، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ سے فرمایا: ''اے اہل مکہ! مجھے بتاؤ کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کی دوسری جانب ایک عظیم الشان لشکر موجود ہے جو کہ تم پر حملہ آور ہونے والا ہے، تو تم میری بات کا یقین کرلو گے؟'' سب بوڑھے، بچے، جوان، مرد و عورت، دوست و دشمن بیک زبان ہو کر بولے کہ ''جی ہاں! ہم یقین کرلیں گے، کیونکہ خدا کی قسم آج تک آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زبان سے کوئی جھوٹی بات نکلی ہی نہیں اور پھر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی وحدانیت کا اعلان فرمایا اور بتوں کی مذمت میں یہاں تک فرمادیا: ''یہ بت جھوٹے ہیں اور جہنم کا ایندھن ہیں'' تو مشرکین کا غضب ناک ہو جانا ایک قدرتی امر تھا، کیونکہ کوئی بھی شخص یہ برداشت نہیں کرتا کہ اس کے خدا کو جہنمی قرار دے دیا جائے، اگرچہ وہ کسی جھوٹے معبود ہی کا پجاری کیوں نہ ہو، ایسی حالت میں انسان ایسا اندھا ہو جاتا ہے کہ اپنے دشمن پر کوئی بھی ذلیل ترین الزام لگا سکتا ہے، مگر تاریخ اسلام کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی بخوبی واقف ہے کہ کفار مکہ میں سے اگر کسی نے تاجدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی رذیل الزام لگایا، تو خود دوسرے کافروں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا: ''ان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف اس عیب کی نسبت نہیں کی جا سکتی۔'' اسی چیز کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے محبوب! (علیہ الصلوٰۃ والسلام) یہ کافر آپ کو نہیں جھٹلاتے، بلکہ یہ (بدبخت) میری آیت کا انکار کرتے ہیں۔''

ابی بن خلف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بدترین دشمن تھا، ایک بار بارگاہ نبوت میں یوں

گستاخی کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے یوں گویا ہوا: ''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں نے ایک گھوڑا پالا ہے' اسے روزانہ دانہ کھلاتا ہوں' جب وہ جوان ہو جائے گا' تو اس پر سوار ہو کر میں تجھے قتل کر دوں گا۔ چنانچہ یہ بد بخت روزِ احد اپنے گھوڑے کو کداتا ہوا میدان میں آیا۔ جونہی اس کی نظر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر پڑی' تو سخت نازیبا الفاظ میں بکواس کرنے لگا۔ صحابہ کرام نے اس کے مقابلے میں جانے کی اجازت چاہی' مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرما دیا' حتی کہ ابی بن خلف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھوڑے سے فاصلے پر آ کر رک گیا تا کہ معاذ اللہ نیزے وغیرہ کا وار کر سکے۔ ادھر خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی دوسرے سے نیزہ پکڑا اور ابی بن خلف کی طرف پھینکا۔ نیزہ اس کی گردن کے قریب سے ہلکی سی خراش لگاتا ہوا گزر گیا۔ اسی وقت اس نے اپنے گھوڑے کی لگام پھیری اور اپنی قوم سے مل گیا' وہاں پہنچ کر اس نے خود کو گھوڑے سے نیچے گرایا اور بیل کی طرح ڈکارنے لگا۔ لوگوں نے کہا کہ تیرا زخم تو ایک معمولی خراش ہے' اتنا واویلا کیوں کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ زخم کس کی مار ہے۔ اگر یہ زخم جو مجھ اکیلے کو لگا ہے' تمام حجاز والوں کو لگ جائے' تو سب کے سب مر جائیں' مجھے یقین ہے کہ میں اس زخم سے مر جاؤں گا۔ اس لیے کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے کہا تھا: ''تو میرے ہاتھوں قتل ہو گا۔'' وہ یونہی چیختا چلاتا رہا' یہاں تک کہ وہ ''مرا الظہران (۱)'' پہنچ کر مر گیا (۲)۔

اندازہ کیجئے کہ کفار کو بھی زبانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کس حد تک یقین تھا' وہ یہ جانتے تھے۔

---

۱ یہ مقام مکہ مکرمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر ہے۔

۲ یہ وہ واحد شخص ہے جسے حضور علیہ السلام نے قتل فرمایا۔

اس منہ سے جو نکلی، وہ بات ہو کے رہی
دن کو جو کہہ دیا شب، تو رات ہو کے رہی

معزز قارئین کرام! آپ نے کتاب کے پہلے حصے ''رہبر زندگی'' میں معمولاتِ خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ملاحظہ فرمایا اب اس جگہ ان معمولات کی بعض حکمتیں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

معمولات نبوی کی حکمتیں

ایک ایمان والے کے نزدیک معمولات نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ) میں سب سے بڑی اور اعلیٰ ترین حکمت یہ ہے کہ وہ عمل یا حکم خود جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور یہ وہ شے ہے کہ جس کے سامنے دنیا کی تمام حکمتیں فلسفے ہیچ ہیں۔ ایک انسان (۱) ہزاروں برس تحقیق وجستجو کے میدان میں سرگرداں رہتا ہے۔ نامعلوم کہ ناکامیوں کی کتنی چٹانوں سے سر ٹکراتا ہے اور نہ جانے کہ مایوسیوں کے کتنے گڑھوں میں اوندھے منہ گرتا ہے اور پھر کئی نسلیں قربان کرنے کے بعد کہیں جا کر تحقیق مکمل کرتا ہے، لیکن پھر بھی اس تحقیق میں آئندہ کسی اور اضافے کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا، مگر زبان وحی ترجمان سے نکلے ہوئے الفاظ اس حد تک کامل واکمل ہوتے ہیں کہ کمی بیشی کا شائبہ تک نہیں۔

یہاں ہم اختصاراً ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جس سے مذکورہ بالا حقیقت پوری طرح عیاں ہوتی ہے۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۸۵ء میں ڈاکٹر کیتھ ایل مور جو کہ کینیڈا یونیورسٹی میں علم الابدان کے پروفیسر فیکلٹی آف میڈیسن کے شعبہ کے چیئرمین ہیں، کے متعلق خبر شائع ہوئی کہ انہوں نے شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ میں جنین کے متعلق قرآنی آیات کا مطالعہ کیا تو

---

۱ مراد بہ جنس انسان۔۱۲

پوچھا کہ ''یہ کتاب کس کی تصنیف ہے؟'' جب بتایا گیا کہ یہ نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل شدہ قرآن حکیم ہے تو وہ حیران رہ گئے اور کہا:

''مغربی ماہرین کو انسانی ارتقاء کے بارے میں جو کچھ صرف پندرہ سال قبل معلوم ہوا ہے۔ وہ کچھ ساتویں صدی عیسوی میں قرآن پاک نے سائنس کے اصولوں کے عین مطابق بالکل صحیح صحیح بتا دیا' یقیناً یہ الہامی کتاب ہے' کیونکہ چودہ سو سال قبل کوئی انسان یہ معلوم کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا تھا۔''

پہلے ٹسٹ ٹیوب بے بی کی ولادت کے مختلف مراحل کی نگرانی کرنے والے ماہر ڈاکٹر رابرٹ ایڈورڈز نے بھی کیتھ ایل مور کی تحقیقات کو مستند تسلیم کیا۔ ڈاکٹر کیتھ ایل مور کے ساتھ ٹسٹ ٹیوب بے بی کے پیشرو ڈاکٹر مور بھی ان کے ساتھ اس مطالعہ قرآنی میں موجود تھے (۹ جنوری ۱۹۸۵ء سے ۲۳ دسمبر ۱۹۸۵ء کے اخبارات کی خلاصہ (۱) خبر)

محترم قارئین کرام! اندازہ فرمایئے کہ جس شے کو مغربی ماہرین آج جان رہے ہیں' اسی شے کو میرے آقا رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کم وبیش چودہ سو سال قبل بوحی الٰہی پوری وضاحت سے بیان فرما دیا تھا۔ اس قدر عیاں حقیقت کے بعد بھی اگر کوئی شخص معمولات وفرمودات نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ) پر صرف اس لیے عمل نہیں کرتا کہ اسے اس میں کوئی ظاہری حکمت نظر نہیں آتی' تو یقیناً وہ عقل کا اندھا ہے' کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ کل تک عقل وسائنس قرآن پاک میں مذکورہ جس حقیقت کو محض مفروضہ خیال کرتی تھی' آج اسی کے سامنے سجدہ ریز ہے۔

اسی ضمن میں معروف ڈاکٹر جناب سید خالد غزنوی رقم طراز ہیں:

۱۔ یہ واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ مثلاً قرآن کریم میں انسانی جنین رحم مادر میں ارتقائی مراحل کا بیان' ماہر جنسیات ڈاکٹر مور کے مقالہ کے اقتباسات ان پر مباحث ڈاکٹر ایلسن کا قبول اسلام وغیرہ' اس ناچیز نے اپنی تالیف سیرت امام الانبیاء قرآن وبائبل کی روشنی میں'' میں تفصیلاً باحوالہ درج کیا ہے' شائقین ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ یہ دوائی اس کتاب کے صفحہ ۲۲۶ ''درد دل'' کے تحت درج ہے۔

''میرے ایک دوست کو دل کا دورہ تین مرتبہ پڑ چکا ہے۔ آخری رپورٹ کے مطابق ان کا دل اتنا پھیل چکا ہے کہ چھاتی کا ایک تہائی حصہ دل سے بھرا ہوا ہے۔ ان کو سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا علاج متعدد مرتبہ بتایا گیا' مگر انہیں یقین نہ آیا۔ آخر ان کی بیگم صاحبہ کو احساس ہوا کہ آزما لینے میں کیا حرج ہے؟ چنانچہ انہوں نے سولہ روز دوائی کھائی ۲ اور آپریشن کروانے ولایت چلے گئے۔ لندن کے ماہرین امراض قلب نے مہینہ بھر ان پر مشق ستم کی اور آخر فیصلہ ہوا کہ ان کا دل بیماری پر از خود قابو پا چکا ہے اور اب کسی اپریشن کی ضرورت نہیں۔ یہ اس مریض کا حال ہے جس کے دل کی حالت بدترین تھی۔ تین دوروں کے بعد وہ پھیل کر بے کار ہو چکا تھا اور عام حالات میں ان کے دل کی پیوندکاری کی جانی چاہئے تھی' مگر وہ ۷۲ سال کی عمر کے باوجود آج بھی سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے معجزے کا نہ صرف زندہ ثبوت موجود ہیں' بلکہ دوائیوں کے بھی محتاج نہیں۔''

(مقالہ طب نبوی اور جدید سائنس از ڈاکٹر سید خالد غزنوی روزنامہ نوائے وقت لاہور)

سبحان اللہ تعالیٰ و بحمدہ! یقیناً زبان وحی ترجمان سے نکلے ہوئے الفاظ گویا کہ لوح محفوظ کا نوشتہ ہیں' وہ تیر بے خطا ہیں۔ ان کی افادیت وصحت میں شک کرنا گمراہی ہے۔

ذیل میں معمولاتِ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ) کی جو بعض حکمتیں درج کی جا رہی ہیں۔ یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ان کے اندر صرف یہ ہی حکمتیں ہیں۔ نہیں یوں نہیں' بلکہ ان میں اکثر تو ایک کم فہم انسان کی اپنی سمجھ کے مطابق ہیں' جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا جائے گا' ان کی افادیت کا راز مزید کھلتا جائے گا۔

رفع حاجت

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم رفع حاجت کے وقت بائیں پاؤں پر بوجھ ڈالیں اور

دایاں پاؤں کھڑا رکھیں (طبرانی)

حکمت: ہم جو غذا کھاتے ہیں وہ مری (غذا کی نالی) کے راستہ سے ہوتی ہوئی آنت کے سب سے فراخ حصہ معدہ (۱) میں چلی جاتی ہے۔ یہاں غذا کا اکثر حصہ ہضم ہو جاتا ہے۔ یہاں سے غذا بصورت کیموس بارہ انگشتی آنت کی طرف منتقل ہو جاتی ہے، وہاں سے مختلف پیچیدہ آنتڑیوں سے گزرتی ہے۔ اس تمام سفر میں غدود جاذبہ کے ذریعے غذا کے اہم اجزاء جذب ہو کر جسم کی تندرستی و توانائی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، لیکن غیر منہضم غذا اور فضلہ بائیں طرف کی آنت میں جمع ہوتا رہتا ہے جو کہ بوقت رفع حاجت براز کی صورت میں خارج ہو جاتا ہے۔ اگر دورانِ رفعِ حاجت دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے بائیں پاؤں پر بوجھ ڈالا جائے، تو بائیں آنت پر دباؤ پڑھنے کی وجہ سے تمام فضلہ نہایت آسانی سے خارج ہو کر پیٹ صاف ہو جاتا ہے اور انسانی طبیعت میں شگفتگی آ جاتی ہے۔

استنجا

حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ جب ''فِیْہِ رِجَالٌ یُحِبُّوْنَ (الیٰ اٰخرہٖ) والی آیۂ مبارکہ نازل ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہل قبا سے) فرمایا:

''اے گروہ انصار! اللہ تعالیٰ نے طہارت کے بارے میں تمہاری تعریف فرمائی ہے، تم بتاؤ کہ تمہاری طہارت کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا کہ نماز کے لیے ہم وضو کرتے ہیں۔ جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ فرمایا: ''تو وہ یہی ہے اس کا التزام رکھو۔''

(سنن ابن ماجہ، بہار شریعت، جلد دوم)

---

۱ معدہ کی ساخت و کیفیت کے متعلق صفحہ ۲۲۵ پر تفصیل گزر چکی ہے۔ ۱۲

حکمت: پانی کے ساتھ استنجا کرنے سے اچھی طرح صفائی کے ساتھ ساتھ یہ بھی بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے کہ نجاست آلود گندے جراثیم سے جسم انسانی صاف ہو جاتا ہے۔ آج ہمارے ہاں مغرب زدہ طبقہ غیر مسلموں کی اتباع میں رفع حاجت کے بعد بیت الخلاء میں پانی کی بجائے کاغذ (مخصوص پیپر) استعمال کرنے کا شوقین بنتا جا رہا ہے، مگر شاید ان کو ابھی تک اس بات کا علم نہیں کہ تحقیقات جدیدہ سے علماء طب نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں چونکہ نجاست کما حقہٗ صاف نہیں ہوتی، اس لیے گندے جراثیم جسم انسانی میں داخل ہو کر بہت سی بیماریوں کا باعث بنتے ہیں، خصوصاً عورتوں کے پیشاب کے راستے سے گردوں تک پہنچ جاتے ہیں اور بعض دفعہ پیپ تک آنا شروع ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ان جراثیم کی وجہ سے مقام پاخانہ (مقعد) کے نزدیک ایک پھوڑا سا نکل آتا ہے جس سے سخت تکلیف ہوتی ہے، اس لیے ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ دین فطرت کے قائم کردہ اصولوں پر عمل کر کے ''ہم خرما و ہم ثواب'' کے مصداق سنتِ نبوی پر عمل کرنے کا ثواب بھی حاصل کریں اور اپنے آپ کو بیماریوں سے بھی بچائیں۔

پیشاب کرنا

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں غسل کرے یا وضو کرے۔'' (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

حکمت: اس کی حکمت خود جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان وحی ترجمان سے یوں بیان فرمائی: ''فَاِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ۔'' اس لیے کہ اکثر اس سے وسواس پیدا ہوتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف و مذکورہ کتب)

علماء کرام یہ بھی فرماتے ہیں کہ ایسا کرنے سے نسیان (بھول جانے کا مرض) بھی پیدا ہوتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص سوراخ میں پیشاب نہ کرے۔'' (ابوداؤد نسائی)

حکمت: یہ غلطی عموماً وہاں سرزد ہوتی ہے جہاں طہارت خانے یا بیت الخلا موجود نہ ہوں جس طرح کہ عام طور پر دیہات وغیرہ میں' ذرا سوچئے کہ ہمارے رحیم و کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت سے کس قدر پیار ہے کہ ہر اس چیز سے منع فرمادیا کہ جس میں معمولی سا بھی خطرہ ہو (سبحان اللہ)

ذرا خود اندازہ کیجئے کہ اگر کوئی شخص کسی سوراخ میں پیشاب کر رہا ہو اور اسی دوران اس سوراخ میں سے کوئی زہریلا جانور یا کیڑے مکوڑے نکل آئیں' تو اس پیشاب کرنے والے پر کیا گزرے گی یا تو وہ اس جانور کو دیکھ کر پیشاب درمیان میں ہی روکنے پر مجبور ہو جائے گا۔ یا بصورتِ دیگر اس جانور سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوگا' اس لیے رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے مطلقاً منع فرمادیا تاکہ خدانخواستہ کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے (اللہ تعالیٰ کے بے شمار سلام ہوں ہمارے آقاءِ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ)

حکمت: بغیر کسی عذر کے محض شوقیہ طور پر کھڑے ہوکر پیشاب کرنا انسان کو کسی طرح زیبا نہیں۔ افسوس کہ ہمارا فیشن زدہ طبقہ مغرب کی اتباع میں بڑی تیزی کے ساتھ اس وبا میں مبتلا ہوتا جا رہا ہے۔ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے کپڑے اور جسم آلودہ ہونے کا خدشہ بہت حد تک قوی ہوتا ہے اور کھڑے ہوکر پیشاب کرنے والے عموماً پانی سے طہارت کرنے سے بھی گریزاں ہوتے ہیں۔ اس سے نہ صرف حاملانِ امراض گندے جراثیم پھیلتے ہیں' بلکہ ان حضرات کے کپڑوں اور جسم سے بو آتی ہے جو کسی طرح بھی قابل تعریف نہیں' پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے والے حضرات کے لیے یہ حدیث پاک یقیناً

باعث عبرت ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گزرے تو فرمایا: ''ان دونوں قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور ان کو عذاب دیا جانا (تمہاری نگاہ میں) کسی بڑی چیز کی وجہ سے نہیں' بلکہ ان میں سے ایک پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ایک سرسبز شاخ منگوائی اور اس کو نصف سے چیر کر دونوں قبروں پر ایک ایک گاڑ دی (۱)۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) آپ نے ایسا کیوں فرمایا ہے؟ تو فرمایا: اس امید پر کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں گی۔ ان (مُردوں) کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ (بخاری شریف)

قوت مردمی کی حفاظت

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا ط (پ ۱۵۔ سورۃ بنی اسرائیل) ''اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کہ بیشک یہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''زانی جب زنا کرتا ہے' تو وہ مومن نہیں رہتا۔ چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا' شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا..... الخ (بخاری شریف)

حکمت: اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف قسم کی قوتیں عطا فرمائیں اور ساتھ ہی ان کے محل استعمال بھی متعین فرمائے۔ جب تک قوت اپنے موقع و محل پر استعمال ہوگی' درست و سلامت رہے گی۔ لیکن اگر اسے بے موقع و محل استعمال کیا جائے' تو شدید نقصان کا اندیشہ ہے' مثلاً قوت ذائقہ' چکھنے کی قوت۔ قوت لامسہ' چھونے کی قوت' قوتِ سامعہ' یعنی سننے کی قوت'۔ قوتِ باصرہ' دیکھنے کی قوت۔ قوتِ ناطقہ' بولنے کی قوت۔ اگر ہم ان قوتوں کا غلط

---

۱ اس حدیث پاک سے قبروں پر پھول وغیرہ (سرسبز اشیاء کا) رکھنا ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم)

استعمال کریں، تو یقیناً ان قوتوں میں نقص واقع ہو جائے گا۔ مثلاً اگر آپ اپنی زبان پر کافور یاست پودینہ وغیرہ ملیں، تو کچھ عرصہ کے لیے آپ کی قوت ذائقہ میں نقص آ جائے گا۔ اگر آپ کے جسم میں رطوبات اور سردی میں اضافہ ہو جائے تو بعض اوقات قوت ذائقہ بالکل جواب دے جاتی ہے۔ یونہی اگر آپ قوت لامسہ کا غلط طور پر استعمال کریں، یعنی بہت گرم اشیاء وغیرہ کو چھوئیں، تو ضرور نقصان ہوگا۔ اسی طرح اگر آپ قوتِ سامعہ کو شدید قسم کے دھماکے اور بے ہنگم شور شرابے والے میوزک ہی سننے میں مشغول رکھیں گے، تو ایک نہ ایک دن کان کے پردے پھٹ جائیں گے۔ یونہی اگر آپ اپنی قوت باصرہ (آنکھ) سے تیز چندھیا دینے والی روشنیوں یا سورج کو دیکھتے رہیں، تو آپ کی بینائی کمزور ہو جائے گی۔ اگر آپ قوت ناطقہ کا یوں ہی بے دریغ استعمال کریں کہ خوب زور زور سے گلا پھاڑ پھاڑ کر باتیں کریں گے، تو اپنے حنجرہ کو زخمی کر لیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوتِ مردی عطا فرمائی۔ اگر ہم اس کا صحیح استعمال کریں تو یہ نعمت ہے، ورنہ لعنت ہے۔

بعض نوجوان اس نعمت کو غیر طبعی طریقوں سے ضائع کرتے ہیں، ان کا انجام سخت مایوسی، نامردی، مہلک امراض یا خودکشی وغیرہ ہوا کرتا ہے۔ بعض لوگ زنا جیسے انتہائی قبیح فعل کے مرتکب ہوتے ہیں، اس سے نہ صرف آخرت تباہ ہوتی ہے، بلکہ دنیا بھی برباد ہوتی ہے۔ علماء طب کے نزدیک جب کوئی مرد اپنی بیوی کے سوا کسی غیر عورت کے پاس جاتا ہے تو دورانِ خون بہت زیادہ تیز ہو جاتا ہے جس سے بہت کثرت کے ساتھ جسمانی توانائی ضائع ہو جاتی ہے۔ پیشہ ور عورتوں کے پاس جانے والے لوگ عموماً امراض خبیثہ یعنی سوزاک، آتشک وغیرہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ امراض اتنے خبیث ہیں کہ (معاذ اللہ) بیماری لگ جانے کے بعد یہ مرض کئی کئی نسلوں تک موروثاً جاری رہ سکتا ہے۔ مرض سوزاک کا باعث ایک مخصوص جراثیم ہے جسے ڈاکٹری اصطلاح میں ''گونوکاکس'' کہتے ہیں۔ یہ مرض حالتِ حیض میں عورت سے جماع کرنے سے بھی ہو سکتا ہے۔ مرد و عورت میں اگر ایک مریض ہو

تو بہت جلد دوسرا بھی اسی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس مرض میں پیشاب کی نالی متورم ہو جاتی ہے اور اس سے پیپ آنے لگتی ہے۔ آہستہ آہستہ پیشاب سخت جلن اور تکلیف سے آنا شروع ہو جاتا ہے۔ پہلے پہلے پیپ پتلی اور نیلگوں آتی ہے اور کچھ دیر بعد گاڑھی اور سبزی مائل زرد ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی ساتھ خون بھی آنے لگتا ہے۔ چند روز بعد درد اس قدر شدید ہو جاتا ہے کہ معمولی کپڑا چھو جانے سے بھی انسان چیخ اٹھتا ہے۔ اگر صحیح علاج ہو جائے تو ٹھیک ہے، ورنہ خدانخواستہ یہ مرض کئی نسل تک چلتا رہتا ہے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

بازاری عورتوں سے مباشرت کے نتیجے میں جس دوسرے مرض آتشک کا ذکر کیا گیا ہے، یہ سوزاک سے بھی زیادہ موذی ہوتا ہے۔ اس کے زہریلے جراثیم جسم کے کسی بھی حصہ پہ لگ جائیں تو مرض کے لاحق ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ یہ جراثیم جسم میں داخل ہونے کے چند روز بعد اپنا اثر دکھانا شروع کر دیتے ہیں۔ عام طور پر پیشاب کی جگہ (عضو تناسل) پر تانبے کے رنگ کی پھنسیاں سی نکل آتی ہیں جو دبانے پر نیچے سے موٹی سی محسوس ہوتی ہیں۔ ہفتہ عشرہ تک یہ پھنسیاں (۱) اردگرد کی جگہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں اور ان سے رطوبت بھی رسنا شروع ہو جاتی ہے۔ تقریباً ایک ماہ کے اندر اندر اس کا زہر تمام جسم میں پھیل جاتا ہے۔۔۔ اور جسم پر گلابی رنگ کے دانے نکل آتے ہیں۔۔۔۔۔۔ حلق کے لوز تین بڑھ جاتے ہیں اور سوج کر ان میں پیپ پڑ جاتی ہے، حلق کے اندر دانے نکل آنے سے آواز بھرا جاتی ہے، جسم کی لمبی ہڈیوں مثلاً ٹانگوں، بازوؤں وغیرہ میں درد شروع ہو جاتا اور بخار بھی شروع ہو جاتا ہے۔ سر اور پلکوں کے بال گرنے لگتے ہیں۔ دماغ کی کسی بھی شریان میں سدہ پیدا ہو کر دوران خون بند ہو جانے سے دماغ کے اس حصہ کے افعال معطل ہو جاتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کے تلووں پر چنبل سی ہو جاتی ہے اور مرض بدستور بڑھتا رہتا ہے۔ بعض اوقات علاج معالجہ سے مرض دب جاتا ہے۔ مریض خود کو تندرست خیال کرتا

۱۔ یہ مرض عموماً مخصوص جگہ سے شروع ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں، بلکہ بعض اوقات جسم کے کسی بھی حصے سے اس مرض کی ابتداء ہو سکتی ہے اور اس کے جراثیم اس قدر زود اثر ہوتے ہیں کہ اگر ہاتھ کو مذکورہ پھنسی کی رطوبت لگ جائے اور فوراً صاف نہ کی جائے تو مرض شروع ہو سکتا ہے۔ ۱۲

ہے، مگر کئی سال بعد اچانک مرض عود کر آتا ہے۔ اس کے آخری درجہ میں مریض کی ہڈیاں گلنے سڑنے لگتی ہیں۔ ناک کی ہڈی گل جاتی ہے اور تالو میں سوراخ ہو جاتا ہے۔ نظامِ عصبی میں خلل ہونے کی وجہ سے رعشہ فالج وغیرہ ہو جاتے ہیں اور یوں مریض سسک سسک کر راہی ملک عدم ہو جاتا ہے۔

معزز قارئین کرام! یہ تو تھیں زنا جیسے قبیح گناہ کی دنیاوی مضرتیں اور جو قیامت کے دن سزا ملے گی وہ معاذ اللہ! الفاظ میں بیان ہی نہیں کی جا سکتی، دوزخ کی آگ میں جلنا، ابلتی ہوئی پیپ اور کچلہو پینا جو کہ پیٹ میں جاتے ہی آنتڑیوں کو کاٹ کر پاخانہ کی راہ سے نکال دے، کوئی معمولی بات نہیں اور پھر اس فعل بد سے پیدا ہونے والی نسل کی بے غیرتی محتاج بیان نہیں۔ گویا اس چند لمحوں کی دنیاوی لذت کی خاطر ایک نامراد اپنی صحت، دنیا، آخرت، اور آئندہ نسل سب کچھ تباہ کر لیتا ہے۔ غالباً اسی لیے اسلام نے اپنی بیوی یا خاوند کو چھوڑ کر حرام کاری کرنے والے مرد و عورت کی سزا یہ تجویز فرمائی کہ ان کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دو تا کہ ان کا وجود ہی دنیا سے ختم ہو جائے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

''رہبر زندگی'' میں مذکور بعض افعال مبارکہ اور ان کی حکمتیں

سونے کا انداز

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دائیں جانب رو بقبلہ ہو کر آرام فرماتے۔

(رہبر زندگی صفحہ ۸۲)

حکمت: صاحب مدارج النبوۃ اس کی حکمت یہ نقل فرماتے ہیں کہ چونکہ بائیں جانب دل ہوتا ہے۔ اگر اس کروٹ کے بل سویا جائے تو نیند بہت گہری آتی ہے (حتی کہ آدمی اپنے آپ سے بالکل بے خبر ہو جاتا ہے، ہلکی آہٹ پر بھی آنکھ نہیں کھلتی، ظاہر ہے کہ ایسی نیند محمود نہیں ہو سکتی) اور اگر دائیں کروٹ سویا جائے تو دل معلق (لٹکتا) رہتا ہے اور شدید گہری نیند نہیں آتی (یعنی ذرا سی آہٹ پر آنکھ کھل جاتی ہے۔ اس طرح خدانخواستہ کسی بھی

ناگہانی خطرہ کی صورت میں انسان اپنی اور اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرسکتا ہے) اور صبح کی نماز کے لیے بھی آسانی سے آنکھ کھل جاتی ہے۔ اسی لیے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوران سفر اگر صبح کے وقت کہیں آرام فرماتے تو دایاں بازو کھڑا کر کے ہتھیلی پر سرانور رکھ کر آرام فرماتے (صفحہ ۸۲) تاکہ نیند زیادہ گہری نہ آئے اور نماز فجر قضا نہ ہو جائے۔

اسی طرح حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر منڈیر والی چھت پر سونے سے منع فرمایا۔ (مذکورہ)

حکمت: ظاہر ہے کہ رات کو اگر آدمی پیشاب وغیرہ کے لیے اٹھے اور اندھیرے میں پتہ نہ چلے اور پھر نیند سے آنکھیں بھی بوجھل ہو رہی ہوں، تو ایسی صورت میں بغیر منڈیر والی چھت سے گرنے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لیے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمادیا کہ کہیں کسی کو کوئی صدمہ نہ پہنچ جائے۔

اوندھے منہ نہ لیٹو: (صفحہ مذکورہ)

حکمت: اوندھے منہ لیٹنے سے معدہ پر بوجھ پڑتا ہے جس سے طبیعت میں کچھ گرانی سی پیدا ہو جاتی ہے اور دیکھنے پر بھی بڑا معیوب سا محسوس ہوتا ہے۔ امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اوندھے منہ لیٹنا احمقوں کا طریقہ ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح لیٹنا جہنمیوں کا طریقہ فرمایا، لیکن اگر کوئی شخص کسی عذر یا مجبوری کی وجہ سے یوں لیٹے تو جُدا بات ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

لباس: (آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لباس کے متعلق صفحہ ۸۹ تا ۹۵ ملاحظہ فرمائیں۔

ریشم مردوں کے لیے حرام

اسلام نے مردوں کو صنف نازک بننے کی اجازت نہیں دی، بلکہ اسے مردِ میدان بنایا۔ اطلس وحریر پہن کر سونے چاندی کے زیورات سجا کر بن سنور کر چراغ خانہ بننا عورت کا تو

زیب دیتا ہے' مگر مرد کے تو شایانِ شان نہیں کہ وہ اس نازک مزاجی سے کام لے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانۂ خلافت میں جب بیت المقدس کو تشریف لے گئے' تو وہاں مجاہدین اسلام کو زرق برق لباس میں ملاحظہ فرما کر سخت برہم ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے اتر کر سنگریزے اٹھا کر ان کی طرف پھینکنے لگے اور فرمایا: ''تم نے اتنی جلدی اپنی وضع عجمی بنالی؟'' ان لوگوں نے عرض کیا کہ عباؤں کے نیچے ہتھیار ہیں (یعنی فن سپاہ گری نہیں گیا) تب فرمایا: ''تو کچھ مضائقہ نہیں۔'' (تاریخ طبری۔ ابن خلدون جزء اول)

اس جگہ یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ مجاہدین کو ریشم پہننے کی اجازت دی گئی تھی۔ یوں نہیں' بلکہ ان کو محض قیمتی عبائیں جو ان کے زیب تن تھیں' پہننے کی اجازت دی تھی' ریشم تو بہر حال حرام ہی ہے' البتہ! کسی خاص مجبوری کے تحت ریشم پہننا جائز ہوگا' جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خارش کی حالت میں ریشم پہننے کی اجازت عطا فرمائی۔

موزہ جھاڑ کر پہنو

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو' اسے چاہیئے کہ موزے جھاڑ کر پہنے۔ (صفحہ ۹۸)

حکمت: اگر موزے (چمڑے کی جرابیں) یا بند جوتا کچھ دیر تک پڑا رہے' خصوصاً رات کے وقت' تو اسے پہننے سے پہلے جھاڑ کر پہنے' کیونکہ عین ممکن ہے کہ کوئی زہریلا جانور یا کیڑا مکوڑا جوتے یا جراب کے اندر موجود ہو' پھر تم غفلت میں پہنو اور وہ تمہارے پاؤں پر کاٹ لے' تو یقیناً تمہارے لیے باعثِ مصیبت ہوگا۔ حدیث شریف مذکورہ میں ہے کہ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے موزۂ شریفہ سے سانپ نکالا تھا۔ امت کے غمخوار

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلاموں کو بلا جھاڑے موزے (اور بند جوتا) پہننے سے منع فرمادیا تاکہ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

عمامہ کا شملہ

حضور خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے عمامہ شریف کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑتے۔ (صفحہ ۹۴)

حکمت: جسم انسانی میں سر کا پچھلا حصہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس جگہ سے دماغ پر سردی اور گرمی کا بہت جلد اثر ہوتا ہے۔ اگر موسم گرما میں ننگے سر تیز دھوپ میں گھوما جائے تو (سن سٹروک) لولگنا کا مرض ہو جاتا ہے جس سے سر میں درد اور ابکائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ درجہ حرارت بہت بڑھ جاتا ہے، حتی کہ بعض اوقات ۱۰۸ فارن ہیٹ سے بڑھ جاتا ہے اور انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اس بیماری سے بچنے کے لئے حتی الامکان شدید گرمی کے دن دھوپ میں نہ نکلیں۔ اگر عند الضرورت جانا ہی پڑے، تو سر اور گردن کو ڈھانپ کر باہر نکلیں۔ اس مقصد کے لیے سنت نبوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مطابق عمامہ باندھنا بہت ہی احسن صورت ہے۔ اس طرح عمامہ باندھنے سے سر بھی ڈھک جاتا ہے اور گردن بھی۔ اس طرح نہ صرف اس موذی مرض سے حفاظت ہوتی ہے، بلکہ سنت خیر الانام پہ عمل کا ثواب بھی ملتا ہے۔

مسواک

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے، تو اپنا دہن مبارک مسواک سے صاف فرماتے۔ (صفحہ ۱۰۳)

حکمت: مسواک کرنا حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت جمیلہ ہے۔ مسواک سے دانت بہت اچھی طرح صاف اور مضبوط ہو جاتے ہیں۔ زمانۂ جدیدہ میں

برش کا رواج ہے' حالانکہ بعض اوقات برش کے سخت ریشے مسوڑھوں کو بہت نقصان پہنچاتے ہیں' جبکہ مسواک میں ایسا کوئی خطرہ نہیں اور دوسرے مسواک جس درخت کی ہوگی' اس کے اثرات دانتوں اور مسوڑھوں پر مرتب ہوں گے' اسی لئے اسلام میں سخت ریشے والے درخت یا خوشبودار درخت (ریحان وغیرہ) کی مسواک مکروہ ہے کہ ان سے دانتوں کو نقصان کا اندیشہ ہے۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسواک (دانتوں پر) عرضاً کرتے تھے۔ (بخاری' مسلم) یعنی دائیں بائیں مسواک فرماتے تھے۔ طولاً (جس طرح بعض لوگ سامنے کے دانتوں پر اوپر نیچے مسواک کرتے ہیں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (اس طرح) مسواک نہ فرماتے تھے' کیونکہ اس طرح مسواک کرنے سے مسوڑھے زخمی ہو جاتے ہیں۔

دانتوں اور منہ کی صفائی سے کسی بھی عقلمند کو انکار نہیں ہوسکتا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اگر منہ اور دانت گندے ہوں گے' تو بات کرتے وقت منہ سے بدبو کے بھبھوکے نکلیں گے۔ کوئی بھی انسان خوشی سے ایسے شخص سے ہمکلام ہونا بھی پسند نہ کرے گا۔ مسواک نہ کرنے سے بعض اوقات مسوڑھوں میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ دانت ہلنے لگتے ہیں۔ بالآخر نکل جاتے ہیں۔ کھانا کھاتے وقت دانتوں کا میل کچیل اور گندے جراثیم کھانے کے ساتھ مل کر معدے اور جگر میں چلے جاتے ہیں جس سے بہت سے امراض معدہ وجگر پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ بات تجربے سے ثابت ہے کہ پابندی سے مسواک کرنے والے بلغمی امراض سل اور دق وغیرہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو پابندی سے مسواک کر کے اپنے جسم کو مختلف امراض کی آماجگاہ بننے سے بچانے کے ساتھ ساتھ اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت جمیلہ پر عمل کا ثواب کماتے ہیں۔

تنبیہ: مسواک کرتے وقت پاس پانی ضرور ہوتا کہ جب بھی مسواک منہ سے نکالے تو دھو لے اور کلی بھی کرے۔ اگر بغیر دھوئے منہ میں ڈالے گا تو یہ گھناؤنا سا فعل بھی ہوگا اور وہ میل جو دانتوں سے اتر کر مسواک کے ریشوں کو لگا تھا' دوبارہ منہ میں چلا جائے گا۔ مسواک

کو چوسے بھی نہیں کہ اس سے بعض امراض پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔(واللہ تعالیٰ اعلم)

کھانے پینے کے آداب

بسم اللہ شریف کا پڑھنا (ملاحظہ فرمائیں (صفحہ ۱۴۸)

حکمت: معطی و منعم خالقِ کائنات کا شکر ادا کرنا اور اس کی عطا کردہ نعمت کو استعمال کرتے وقت اس منعم حقیقی کا ذکر کرنا انسانیت کی معراج ہے اور اس کی یاد کو بھلا دینا کفران نعمت ہے۔ایک حیوان مطلق (کتا) کہ اگر آپ اسے روٹی کا ٹکڑا ڈالتے ہیں' تو وہ بطور شکر نعمت آپ کے پاؤں چاٹنے کے لیے تیار ہوتا ہے' لیکن اگر کوئی انسان کہلانے کے باوجود اپنے پالنے والے کا ذکر و شکر نہ کرے' کتنی عظیم جہالت ہے؟ ایک راسخ العقیدہ مسلمان' کھانے پینے کی ابتداء میں اپنے خالق و مالک کے اسم گرامی کا ذکر کر کے اپنے خدا کو بھی راضی کر لیتا ہے اور فضاء کو صحت افزاء بنا کر بہت سی امراض سے بھی اپنے آپ کو بچا لیتا ہے (بطور دلیل ملاحظہ فرمائیں اس کتاب کے صفحہ ۱۹۰ کا حاشیہ اور ص ۱۹۵ تا ص)

کھانا کھانے سے قبل اور بعد ہاتھ دھونا سنت ہے: (دیکھیں صفحہ ۱۵۰)

حکمت: یہ فعل حفظانِ صحت کے اصولوں میں سے ایک ہے۔اگر بغیر ہاتھ دھوئے جراثیم آلود ہاتھوں سے کھانا کھایا جائے' تو نہ جانے کتنی بیماریوں کے جراثیم غذا کے ساتھ ہمارے پیٹ میں چلے جائیں۔اس جگہ ایک اور حکمت بلیغہ عرض کرتا چلوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھانا تناول فرمانے سے قبل جو دست مبارک دھوتے تو ان کو کسی رومال یا تولیہ سے صاف نہ فرماتے' بلکہ ایسے ہی تناول فرماتے تھے۔غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھو کر پونچھنا سنت میں داخل ہوتا تو کبھی ہم ایسے کپڑوں سے بھی ہاتھ صاف کر لیتے' جو جراثیم آلود ہوتے (جس طرح عموماً شادی وغیرہ کے موقع پر ایک ہی تولیے سے تمام لوگ ہاتھ صاف کر لیتے ہیں) اور اس طرح ہاتھ دھونے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا' کیونکہ ہاتھ دوبارہ جراثیم آلودہ ہو جاتے۔

کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے' بلکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کے ہاتھ میں (کھانے کی) چکنائی ہو اور وہ بغیر ہاتھ دھوئے سو جائے اور اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اپنے ہی آپ کو ملامت کرے۔'' (کیونکہ اسے لازم تھا کہ ہاتھ دھوتا) (کتاب ہذا صفحہ ۱۵۴)

ذرا چشم تصور سے ملاحظہ فرمائیں کہ ایک آدمی کھانا کھاتا ہے اور اس کے ہاتھوں کو چربی یا گھی وغیرہ کی چکنائی لگ جاتی ہے اور وہ بغیر ہاتھ دھوئے کام کاج شروع کر دے یا سو جائے تو اس کے ہاتھ کتنے جراثیموں کی آماجگاہ بن جائیں گے۔ اگر وہ سوتے میں ناک یا کان میں خارش محسوس کرے گا تو ظاہر ہے کہ ہاتھوں کی چکنائی سے یہ بھی آلودہ ہو جائیں گے۔ اگر سوتے میں یا اٹھنے کے فوراً بعد بلا ارادہ اس نے آنکھیں ملنا شروع کر دیں تو ضرور سالن یا چکنائی کا اثر اس کی آنکھیں خراب کر دے گا گویا کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ایک قول و فعل ہزار ہا حکمتوں سے پُر ہے۔

کھانے کے دیگر آداب (بیٹھنا)

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا تناول فرماتے وقت بیٹھنے کا وہ انداز اختیار فرمایا کہ جس سے بہت زیادہ شکم پُری نہ ہو (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵۱)

حکمت: زیادہ شکم پُری کی عادت بے شمار بیماریوں کی جڑ ہے۔ زیادہ کھانے سے معدے پر اضافی بوجھ پڑ جاتا ہے' جس سے معدہ کمزور ہو جاتا ہے۔ تبخیر معدہ' قبض' قابوس' بے چینی' دردِ سر وغیرہ امراض شروع ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً مرغن غذائیں زیادہ کھانے سے خون کے اندر کولیسٹرول ۔۔۔ میں اضافہ ہو جاتا ہے' جس سے دل کی شریانیں تنگ ہو کر بند ہو جاتی ہیں' نتیجۃً دل کا دورہ پڑنے سے انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ ان تمام امراض سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ کم خوری ہے۔

حضور پُر نور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''انسان نے

اپنے پیٹ سے زیادہ بُرا برتن کوئی نہیں بھرا۔ ابن آدم (یعنی انسان) کے لیے تو چند لقمے ہی کافی ہوتے ہیں جو کہ اس کی کمر کو سیدھا رکھیں اور اگر زیادہ ہی کھانے پر تل جائے تو ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے رکھے۔''
(سنن ترمذی وابن ماجہ)

سبحان اللہ تعالیٰ! حضور رہبر کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چند الفاظ میں کتنا کچھ سمجھا دیا۔

کھانے کے بعد پانی نہ پینا

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھانا تناول فرمانے سے قبل یا کھانے کے درمیان پانی نوش جاں فرماتے تھے۔ کھانا کھانے کے بعد اس وقت تک پانی نوش نہ فرماتے جب تک کہ کھانا ہضم کے قریب نہ ہو جاتا۔

حکمت: علماء طب کے نزدیک کھانا کھانے سے قبل پانی پینا گویا سونا ہے، درمیان میں چاندی اور آخر میں گویا سیسہ ہے۔ کھانا کھانے سے قبل یا درمیان میں پانی پینا غذا کے ہضم کرنے میں معدہ کا معاون بنتا ہے، جبکہ آخر میں پانی پینے سے معدہ کے عملِ ہضم میں نقص آ جاتا ہے اور عروق معدی جو نظام ہضم کیلئے ضروری ہیں نہیں پیدا ہوتے اس لیے کھانا کھانے کے بعد پانی پینے سے گریز کرنا چاہئے کہ اس سے کئی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور پھر یہ خلافِ سنت بھی ہے، لیکن اگر کوئی مجبوری ہو، مثلاً لقمہ وغیرہ اٹک گیا ہو، یا کوئی اور ایسی ہی بات ہو گئی ہو تو جُدا بات ہے، مگر آخر میں پانی پینا اپنی عادت نہ بنائے۔

کھانے یا پانی وغیرہ میں پھونک مارنا

حضور خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گرم کھانے میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ (ابن ماجہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ پانی وغیرہ

پیتے وقت برتن میں سانس لیا جائے یا اس میں پھونک ماری جائے۔

(ابی داؤد عن عکرمہ۔۔ کتاب ہذا صفحہ ۱۶۶)

حکمت: قارئین کرام! مذکورہ بالا احادیث مبارکہ کی حکمت جاننے کے لیے چشم تصور میں وہ منظر لائیں کہ ایک ایسا آدمی ہے کہ جس کے منہ میں گندہ دہنی کی مرض ہے' منہ کی بدبو کی وجہ سے پاس بیٹھنا مشکل ہو۔ وہ شخص کھانے پینے کی کسی شے میں پھونک مارے یعنی بدبو کے بھبھوکے اشیاء کی طرف پھینکے یا کسی شخص کے پھونک مارتے وقت تھوک کے چھوٹے چھوٹے چھینٹے کھانے میں مل جائیں' تو کیا ایسی حالت میں کوئی شخص مذکورہ کھانا خوشی سے کھانے پر تیار ہوگا؟ ہرگز نہیں!

آج دورِ جدید کا ماہر طب بڑے فخر سے کہتا ہے کہ طب جدید نے یہ ثابت کیا ہے کہ انسانی سانس میں جراثیم موجود ہوتے ہیں جو کہ بیماری کا باعث بھی ہو سکتے ہیں' شاید! وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ اس چیز کی طرف تو ہمارے آقا رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چودہ سو (۱۴۰۰) سال قبل ہی اشارہ فرما دیا تھا (سبحان اللہ) لیکن جب کلمات مقدسہ پڑھے جاتے ہیں تو یہ ہی پھونک شفا بن جاتی ہے ملاحظہ ہوص ۔

کھانا اور نماز

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ''کھانا اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے ہضم کیا کرو۔ کھانا کھاتے ہی نہ سو جایا کرو۔''

حکمت: رات کو کھانا کھاتے ہی پیٹ بھرے سو جانے سے نفخ شکم' بدہضمی اور تبخیر معدہ جیسے امراض پیدا ہو جاتے ہیں' جن سے درد سر' منہ کا ذائقہ خراب اور آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھانے لگتا ہے۔ ان تمام امراض کی وجہ' غذا کا صحیح ہضم نہ ہونا اگر شام کو کھانا کھانے کے بعد چہل قدمی وغیرہ کر لی جائے' تو معدہ پر بوجھ بہت حد تک کم ہو جاتا ہے اور غذا صحیح ہضم ہو جاتی ہے۔ اسی لیے رات کے کھانے کے بعد چہل قدمی کرنا اور دوپہر کے

کھانے کے بعد قیلولہ (تھوڑی دیر تک آرام) کرنا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت جمیلہ ہے۔ اس حدیث پاک میں نماز کا ذکر ہے۔ اگر ہم روزہ مرہ ادا کی جانے والی پنجگانہ نماز کی رکعات کا جائزہ لیتے ہیں' تو ایک عجیب حکمت نظر آتی ہے کہ جب معدہ تقریباً خالی ہوتا ہے۔ یعنی عام طور پر کھانا کھانے کا وقت نہیں ہوتا' مثلاً صبح نماز فجر کے وقت یا نماز عصر کے وقت یا بوقت نماز مغرب' تو نماز کی رکعتیں بھی کم رکھی گئیں اور جو کھانے کے اوقات ہیں' مثلاً دوپہر ظہر سے قبل' شام' عشاء سے قبل' تو اس وقت نمازوں کی رکعتیں بھی زیادہ رکھی گئیں۔ اسی طرح ماہ رمضان المبارک میں نماز تراویح اضافی طور پر شامل کی گئی کہ ایک تو ان دنوں ایک نفل کا ثواب عام دنوں کے فرض کے برابر ہوتا ہے' اس لیے زیادہ سے زیادہ نوافل ادا ہوں اور دوسری حکمت یہ کہ عموماً افطاری کے بعد کچھ زیادہ ہی کھا پی لیا جاتا ہے اور اگر کھانا ہضم نہ ہو تو صبح سحری کے وقت کچھ بھی کھانا مزید مصیبت کا باعث ہوگا۔ اس سے روزہ دار کو تکلیف ہوگی۔ اس لیے حکم دے دیا گیا کہ نماز تراویح بھی ادا کیا کرو تاکہ روحانی صحت کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت بھی حاصل ہو۔ سبحان اللہ! یقیناً دینِ اسلام ہی دینِ فطرت ہے۔

اشیائے خوردنی میں احتیاط

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اشیاء خوردنی میں بہت زیادہ احتیاط فرماتے تھے۔ ایسی دو غذاؤں کو جمع فرمانے سے گریز فرماتے تھے کہ جن کے اجتماع سے نقصان کا اندیشہ ہو۔ یونہی بہت گرم کھانا بھی تناول نہ فرماتے' جیسا کہ ان روایات سے عیاں ہے:

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب ان کے پاس ثرید لایا جاتا' تو وہ اسے ڈھانپ دینے کا حکم دیتیں' یہاں تک کہ اس کا جوش ختم ہو جاتا اور فرماتیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ گرمی کا چلا جانا بہت برکت کا باعث ہے۔ (رواہ دارمی۔ مشکوٰۃ)

حکمت: بہت گرم کھانا کھانے سے گلے میں نقص آ جاتا ہے جسے گلے پڑنا کہتے ہیں اور اگر گرم گرم کھانے کے ساتھ ٹھنڈا پانی بھی پیا جائے' تو دانتوں اور معدہ میں بھی نقص پیدا ہو جاتا ہے' لیکن اگر کھانے کے جوش کو ٹھنڈا کر لیا جائے تو انسان ان امراض سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی نا قابل تردید ہے کہ زیادہ گرم کھانے میں برکت بھی کم ہوتی ہے۔ بطور تجربہ آپ چولہے یا تنور سے اترتی گرم گرم روٹی کھائیں تو زیادہ کھا جائیں گے' لیکن اگر ذرا ٹھنڈی ہو لینے دیں تو کم کھائی جا سکے گی' گویا کہ بفرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس میں برکت آ گئی۔ اس جگہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ٹھنڈا اور جما ہوا کھانا کھانا چاہئے۔ نہیں' نہیں' ایسے نہیں' بلکہ اس جگہ صرف اتنا ہی بتانا مقصود ہے کہ تیز گرم کھانا نہ کھائے' بلکہ کچھ ٹھنڈا ہو لینے دے۔

حافظ ابن قیم نے اپنی کتاب زاد المعاد میں نقل کیا:

حضور سید عالم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دودھ اور مچھلی کو (کھانے میں) ہرگز ہرگز جمع نہ فرماتے تھے اور نہ ہی دودھ اور کسی ترش شے کو جمع فرماتے اور نہ ہی دو گرم غذائیں' نہ ہی دو سرد غذائیں' نہ دو چپکنے والی غذائیں اور نہ دو قابض غذائیں' نہ دو جلاب آور غذائیں' نہ دو غلیظ غذائیں اور نہ دو رقیق غذائیں اور نہ دو ایسی غذائیں جمع فرماتے جو ایک ہی خلط میں حل ہو جانے والی ہوں اور نہ ہی دو مختلف چیزیں جیسے کہ ایک قبض کرنے والی اور دوسری جلاب آور' یوں ہی ایک زود ہضم اور ایک دیر سے ہضم ہونے والی اور نہ ہی ایک بھنی ہو اور دوسری (پانی ڈال کر) پکی ہوئی اور نہ ہی ایک تازہ اور ایک باسی جمع فرما کر تناول فرماتے۔ (زاد المعاد اردو ترجمہ)

حکمت: مذکورہ بالا روایت میں حضور خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دو اشیاء کو جمع کر کے تناول نہ فرمانے کی حکمت ہر صاحب خرد پر عیاں ہے' مثلاً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دودھ اور مچھلی کو اکٹھے تناول نہ فرماتے تھے' کیونکہ مچھلی کی کوئی ایسی بھی

قسم ضرور ہے کہ اگر وہ مچھلی کھا کر اوپر سے دودھ پی لیا جائے تو تمام جسم پر برص (سفید داغ) پیدا ہوتے ہیں اور یہ بدنما سفید سفید دھبے ابتداً تو قابل علاج ہوتے ہیں' لیکن بعد ازاں اگر سفید جگہ سوئی چھبونے سے' بجائے خون کے سفید پانی نکلے تو مرض تقریباً لاعلاج ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات سفید دھبوں کی جگہ بال بھی سفید ہو جاتے ہیں۔ مریض دھوپ میں کھڑا ہو' تو جسم پر بہت جلن اور چبھن سی محسوس ہوتی ہے' اس طرح انسان کی پُرسکون زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔

دودھ اور کھٹی چیز کو جمع نہ فرمانے کی وجہ بھی عیاں ہے کہ اگر دودھ میں کوئی کھٹی شے ڈال دی جائے' تو دودھ جم کر دہی بن جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر پیٹ میں دودھ اور کھٹی شے جمع کر دی جائے' تو دودھ ہضم ہو کر جسم انسانی میں اہم کردار کرنے کی بجائے معدہ میں جم کر بیماری کا باعث بن جائے گا اور بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا۔

اسی طرح ایک ہی مزاج یا ایک ہی خلط میں حل ہو جانے والی اشیائے خوردنی کا اجتماع بھی باعث نقصان ہے' کیونکہ انسان اربعہ عناصر کے اجزاء سے مرکب ہے۔ اسی کے تحت اس کی خلطین ہیں۔ یعنی (۱) خون (۲) بلغم (۳) صفرا (۴) سوداء۔۔۔ ان میں سے اگر کسی خلط کا غلبہ ہو جائے گا تو انسان کا بیمار ہو جانا یقینی ہے اور ان کا اعتدال پہ رہنا صحت انسانی کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اس لیے اگر کوئی بھی ایسا کھانا کھایا جائے گا جو کہ کسی بھی ایک خلط میں اضافہ کا سبب بنے گا تو اس خلط کے غلبہ کی وجہ سے انسان بیمار ہو جائے گا۔

یوں ہی اگر دو مختلف مزاج والی اشیاء مثلاً ایک قابض اور دوسری مسہل یا ایک گرم اور دوسری سرد جمع کر کے اندھا دھند استعمال کی جائیں تو معدہ میں ایک عجیب کشمکش پیدا ہو جائے گی' لیکن اگر مناسب مقدار اور تدبیر سے ان کو اکٹھا کر لیا جائے' تو مضائقہ نہیں جیسے کہ خود سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ککڑی اور کھجور کو اکٹھے تناول فرمایا کہ یہ ایک

دوسرے کی مصلح ہیں۔(ملاحظہ ہو صفحہ ۱۴۳)

تیز گرم کھانا

اسی زادالمعاد میں ہے: حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ تو تیز گرم کھانا تناول فرماتے تھے اور نہ رات کا پکا ہوا باسی کھانا دوسرے روز تناول فرماتے اور نہ ایسا کھانا تناول فرماتے، جس سے بو آتی ہو (مثلاً مولی، پیاز اور تھوم وغیرہ) اور نہ ہی چٹ پٹے کھانے جیسے کہ چٹنیاں وغیرہ (مذکورہ)

حکمت : تیز گرما گرم کھانا کھانے کے متعلق قبل ازیں درج ہو چکا ہے کہ یہ باعث نقصان اور بے برکت ہوتا ہے۔ اسی طرح باسی کھانا بعض اوقات صحت کے لیے سخت مضر ہوتا ہے۔ مناسب دیکھ بھال کے بغیر رکھا ہوا باسی کھانا جراثیم کی آماجگاہ بن کر بہت سے امراض کا باعث بن جاتا ہے، اس لیے جہاں تک ممکن ہو تازہ کھانا استعمال کرنا چاہیے۔

اس روایت میں یہ ذکر کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بو دار کھانا (مثلاً مولی، پیاز وغیرہ) استعمال نہ فرماتے تھے۔ اس کی حکمت اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۱/۱۳۲ پر گزری چکی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جن سے میں باتیں کرتا ہوں، ان سے تم نہیں کرتے۔''

تیز مصالحہ جات والے چٹ پٹے کھانے تناول فرمانے سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گریز فرمانا بھی پُر از حکمت ہے۔ علماء طب کے نزدیک تیز مصالحہ والے چٹ پٹے کھانے وغیرہ کھانے سے معدہ اور گلے پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور اگر ایسے کھانے مسلسل استعمال کیے جائیں تو خون میں نمکیات کے اضافہ کے ساتھ ساتھ خون کے دباؤ (بلڈ پریشر) کا عارضہ بھی لاحق ہو جاتا ہے، اسی لیے ایسے کھانوں سے منع کیا جاتا ہے۔

اسی زادالمعاد میں ہے: جب حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بعض ضرر رساں اغذیہ کا استعمال گزیر ہوتا تو مضر غذا کا ضرر اس کی مصلح غذا سے دور فرما لیتے، یعنی اس شے

کی گرمی کو دوسری اشیاء کی برودت سے ختم فرما دیتے' مثلاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ککڑی (تر) کو تازہ کھجور کے ساتھ تناول (۱) فرمایا کہ یہ دوسرے کی مضرت کی مصلح ہیں۔ اسی طرح حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خشک کھجور کو مکھن کے ساتھ استعمال فرمایا کہ مکھن کی تراوت سے کھجور کی خشکی دور ہو جاتی ہے۔ (۲)

ابوداؤد اور ترمذی شریف میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تربوز کو تازہ کھجوروں کے ساتھ تناول فرماتے: ''کھجور کی گرمی کو تربوز کی سردی اور تربوز کی سردی کو کھجور کی گرمی سے دور کیا جائے گا۔'' (۳) (زادالمعاد)

مشکیزہ یا ٹوٹی جگہ سے منہ لگا کر پانی پینا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مشک کا دہانہ موڑ کر (یعنی منہ لگا کر) پانی پینے سے منع فرمایا (کتاب ہذا' صفحہ ۱۶۷)

انہی سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پانی پینے سے منع فرمایا (صفحہ ۱۶۷)

حکمت: مشکیزہ وغیرہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمانے کی ممانعت تو اسی وقت عیاں ہوگئی جبکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی ایک آدمی رات کو جو پانی پینے اٹھا تو مشک میں سے سانپ نکلا (ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۶۷) ظاہر ہے کہ اگر وہ آدمی اندھا دھند منہ لگا کر پانی پینے لگتا' تو یقیناً سانپ اسے ڈس لیتا۔ اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برتن کو ڈھکے بغیر کھلا چھوڑنے سے بھی منع فرمایا کہ ہوسکتا ہے کوئی زہریلا کیڑا یا کوئی جانور پانی میں گر جائے یا اس جانور کا زہریلا اثر اس پانی میں شامل ہو جائے تو نقصان پہنچنے کا شدید احتمال ہے۔ امت مرحومہ کے غمخوار آقا نے اپنے غلاموں کو اس

---

(۱) ملاحظہ ہو: اسی کتاب طب نبوی کا صفحہ ۱۴۳

نقصان سے بچانے کے لیے حکم دے دیا: ''برتن ڈھانپ دو' مشکوں کا منہ بند کر دو' شام کے وقت بچوں کو گھر میں بند رکھو' کیونکہ یہ جنات کے پھیلنے اور اچک لے جانے کا وقت ہے اور سوتے وقت چراغ بجھا دو کیونکہ بسا اوقات چوہا بتی کھینچ لے جاتا ہے اور گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔'' (مشکوٰۃ' کتاب ہذا صفحہ ۱۶۹)

مندرجہ بالا سطور میں مذکورہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوسرا ارشاد گرامی کہ ''پیالے کی ٹوٹی جگہ سے پانی نہ پیئیں۔'' پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ حفظانِ صحت کا یہ بھی ایک سنہری اصول ہے۔ پیالے وغیرہ کی ٹوٹی جگہ پر ہمیشہ میل کچیل جم جاتا ہے جس سے وہ جگہ جراثیموں کی آماجگاہ بن جاتی ہے۔ اگر کسی سخت ریشے والے برش وغیرہ سے بتکلف اس جگہ کو دھویا جائے تو ممکن ہے کہ وہ جگہ جراثیم سے پاک ہو جائے' ورنہ وہ جگہ اکثر جراثیم آلود رہتی ہے۔ اگر وہاں منہ لگا کر کوئی پینے کی چیز پی جائے تو عین ممکن ہے کہ وہ جراثیم جسم انسانی میں داخل ہو کر کسی عارضہ کا سبب بن جائیں اور یہ بھی ممکن ہے ٹوٹی جگہ کا کوئی تیز کنارہ ہونٹ ہی زخمی کر دے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان عوارض سے بچانے کے لیے حکم دے دیا کہ ٹوٹی جگہ سے پانی ہی نہ پیو۔'' (سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ)

ضروری وضاحت

بحمد اللہ تعالیٰ اس کتاب مستطاب ''رہبرِ زندگی مع طبِ نبوی'' کو خالقِ کائنات جل شانہ نے عوام الناس میں قبولیتِ عامہ کا درجہ عطا فرمایا اس کا پہلا ایڈیشن ماہِ مقدس ربیع الاوّل ۱۴۰۵ھ بمطابق دسمبر ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد بہت سے دیگر احباب نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا اور بہت اچھی کوششیں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے آقا رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے اُن سب کی کوششوں کو شرفِ قبولیت سے نوازے بایں ہمہ اس کتاب کی مقبولیت میں بدستور اضافہ ہوتا چلا گیا اب اس کا جدید ایڈیشن بعض اضافوں کے ساتھ شائع ہوا احباب نے چند مزید اہم اور مفید اضافوں کا مطالبہ کیا چنانچہ

اس کتاب کے اس (سولہویں) ایڈیشن میں درج ذیل مزید اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ بوسیلۂ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول ومنظور فرمائے آمین۔

سعادتِ دارین

ہر ذی روح فطری طور پر کامیابی وکامرانی کا متمنی ہے اشرف المخلوقات حضرتِ انسان ان سب میں سرفہرست ہے انسان دنیا میں آتے ہی چیخ چیخ کر کامیابی کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیتا ہے اور جب اسے اس کی خواہش کے مطابق کامیابی یعنی ماں کی گود اور خوراک مل جاتی ہے تو یہ خاموش ہو جاتا ہے۔ حصولِ کامیابی کی کوششیں جو اُس نے جنم دن سے شروع کی تھیں اپنے آخری سانس تک جاری وساری رکھتا ہے۔ اس کی آخری ہچکی کے ساتھ ہی اس کے برزخ کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ گویا اعمال کی جو فصل اس نے بوئی تھی اب اُسے کاٹنے کا موقع آ گیا ہے۔ اگرچہ اس کا پورا صلہ تو روزِ حشر ہی ملے گا مگر اعمال کے اعتبار سے اثرات آنکھیں بند ہوتے ہی شروع ہو جاتے ہیں یقیناً دانا انسان تو وہی ہوگا جو اس سفر کی کامیابی وکامرانی کے لئے بھی کوشاں ہو۔ افسوس صد افسوس کہ ہم اس دنیا کی عارضی کامیابی کے حصول میں ایسے اندھا دھند منہمک ہوئے کہ آخرت کی ناکامی مقدر بن گئی (معاذ اللہ تعالیٰ) حالانکہ فی الحقیقت کامیاب وہی ہے جو بارگاہِ رب العزت میں سرخرو ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝.....الیٰ آخرہٖ (سورۃ مؤمنون آیات ۱ تا ۱۱) ترجمہ: ''بے شک کامیاب و بامراد ہو گئے ایمان والے وہ ایمان والے جو اپنی نمازوں میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور وہ جو ہر بیہودہ بات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتے ہیں اور وہ جو پابندی سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ اپنی بیویوں اور کنیزوں کے سوا کہ جو اُن کی ملکیت میں ہیں ہر کسی سے (شرم گاہوں کو) بچاتے ہیں تو بے شک ان کو کوئی ملامت نہیں کی جائے گی تو پھر جس کسی نے اِن (بیویوں اور کنیزوں) کے سوا

کسی اور کی طرف خواہش کی تو وہ لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور (ایمان والے تو) اپنی امانتوں اور وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں۔ اور یہ وہ ہیں جو اپنی نمازوں کی پوری پوری حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو وارث ہیں۔ (ہاں ہاں) جو وارث ہیں جنت الفردوس کے اور یہ اُس (جنت) میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ (مؤمنون: ۱ تا ۱۱)

• سبحان اللہ تعالیٰ یہ کتنی بڑی کامیابی ہے کہ جس کا ذکر ہوا۔ ان کامیاب و بامراد اہلِ ایمان کو ربِ کریم نے مزید کس قدر نوازا، اس کی ایک ہلکی سی جھلک ان احادیثِ مبارکہ میں ملاحظہ فرمائیے:

اعلیٰ ترین درجے والا

حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اے صحابہ) کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالک (یعنی اللہ تعالیٰ) کے حضور نہایت ہی پاکیزہ اور اعلیٰ عمل ہے اور جو تمہارے درجات کو بلند تر کردے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے (حتیٰ کہ) اس سے بھی بہتر ہے کہ تمہارا دشمن (یعنی کفار) سے مقابلہ ہو اور تم اُن کو قتل کرو اور وہ تم کو شہید کریں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ضرور ارشاد فرمائیے (کہ ایسا اعلیٰ عمل کون سا ہے) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔ (ترمذی ابواب الدعوات رقم الحدیث ۳۳۰۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ فرمائیے کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور بلند ترین مرتبے والا کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والوں کا درجہ بلند ہوگا۔ عرض کیا گیا کہ کیا جہاد کرنے والوں سے بھی؟ فرمایا ہاں اگر تو تلوار پکڑ کر کافروں اور مشرکوں سے اس قدر (شدید) جنگ کرے کہ تیری تلوار بھی

ٹوٹ جائے اور تو خود بھی خون سے لت پت ہو جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کا درجہ بلند ہے۔ (احمد، ترمذی ابواب الدعوات رقم الحدیث ۱۳۰۲)

ف: اللہ اکبر! بھلا اُس شخص کی عظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے کہ جس کی زبان بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد بھی کرتا ہے۔ (اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ)

دعا کی اہمیت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ''دعا تو عبادت کا مغز ہے۔'' (ترمذی ابواب الدعوات)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے حضور دعا سے زیادہ عزت والی کوئی چیز نہیں ہے۔

(ابن ماجہ، ترمذی، ابواب الدعوات)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ لَمْ یَسْئَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ جو اللہ تعالیٰ کے حضور دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

عدمِ قبولیت کا سبب

شاید کبھی آپ نے اِس بات پر غور کیا ہو کہ آخر ہماری عبادات خضوع وخشوع سے مزین اور ہماری دعائیں لائقِ قبول کیوں نہیں ہیں۔ یاد رکھئے اس کا ایک بہت بڑا سبب رزقِ حلال کا نہ ہونا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ طیب (پاکیزہ) ہے اور وہ صرف پاک ہی کو قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بھی اسی طرح کا حکم دیا ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کو دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَا اَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْ

صَالِحًا وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ''اے رسولانِ عظام تم (حلال) پاکیزہ رزق کھاؤ اور نیک اعمال کرو اور (اسی طرح ایمان والوں کو) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو تم ہمارا عطا فرمودہ (صرف) پاکیزہ رزق کھاؤ۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (بطورِ مثال) ایسے شخص کا ذکر فرمایا کہ جو دور دراز کا سفر طے کر کے آیا (لمبے سفر کی وجہ سے) اس کے بال بھی بکھرے ہوئے ہیں اور سارا جسم گرد آلود ہے وہ شخص (حرمِ پاک میں آ کر) آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے بار بار کہتا ہے یارب یارب حالانکہ اُس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے۔ اس کا لباس حرام ہے اور اس کی غذا حرام پر مشتمل ہے (سوچو) پھر بھلا ایسے شخص کی دعا کب قبول ہو سکتی ہے؟ (صحیح مسلم شریف)

☆ حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے دس درہم کا کپڑا خریدا ان میں ایک درہم ذریعہ حرام سے حاصل کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ اُس وقت تک اُس کی نماز قبول نہیں فرماتا جب تک وہ لباس اس کے جسم پر ہے۔ (احمد، بیہقی فی شعب الایمان)

آدابِ دعا

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (مسجدِ نبوی میں) ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اس نے نماز ادا کی اور یوں دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ (اے اللہ تعالیٰ تو مجھے معاف فرما اور مجھ پر رحمت نازل فرما) اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: ''ارے نمازی تو نے بڑی جلدی کی ہے (دعا کا یہ طریقہ نہیں ہے بلکہ) جب تو نماز پڑھ چکے تو (باادب طریقہ سے) بیٹھ پھر اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان اُس کی حمد وثنا کر پھر مجھ پر درود شریف پڑھ اور پھر دعا مانگ۔ (یہ ہے طریقۂ دعا) راوی فرماتے ہیں کہ (ابھی ہم بیٹھے ہی تھے کہ) ایک اور آدمی آیا اُس نے نماز پڑھی پھر (دعا مانگتے ہوئے) اُس نے

درود شریف پڑھا اس پر حضور اکرم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا ''اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ'' اے نمازی اب دعا کر تو جو بھی مانگے گا دیا جائے گا۔

(ابوداؤد، نسائی، ترمذی ابواب الدعوات رقم الحدیث ۱۴۰۴)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا (قریب ہی) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے، خدمتِ فیضِ درجات میں حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حاضر تھے جب میں نماز پڑھ چکا تو بیٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہدیہ درود و سلام پیش کیا پھر اپنے لئے دعا مانگی (یہ ملاحظہ فرما کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سَلْ تُعْطَهْ سَلْ تُعْطَهْ'' اب مانگ جو مانگے گا اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا مانگ جو مانگے گا اللہ تعالیٰ تجھے عطا فرمائے گا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

☆ حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بے سک دعاء زمین و آسمان کے درمیان لٹکتی رہتی ہے اور اس سے کوئی بھی شے شرفِ قبول سے نہیں نوازی جاتی جب تک تو اپنے آقا رسول محتشم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درِ دربارِ عالیہ میں ہدیہ صلوٰۃ والسلام پیش نہیں کرتا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

قبولیتِ دعا کی بشارت

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُكَ اِنِّی اَشْھَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ'' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے قسم ہے اس ربِ ذوالجلال کی کہ جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اِس آدمی نے اللہ تعالیٰ کے حضور اُس کے اس اسمِ اعظم کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے کہ اس کے ساتھ مانگی گئی ہر (جائز)

دعا قبول ہوتی ہے اور ان کلمات کے ساتھ جو بھی سوال کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرما دیتا ہے۔ (ترمذی ابواب الدعوات رقم الحدیث ۱۴۰۲)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک محبوب دعا

حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت سیّدہ ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمتِ فیض درجات میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ اے ام المؤمنین فرمایئے جب حضور اکرم رسولِ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ہاں جلوہ افروز ہوتے تو کثرت کے ساتھ کون سی دعا مانگا کرتے تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ'' ''اے دلوں کے پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر قائم و ثابت رکھ۔'' ام سلمٰی فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ علیک السلام کیا سبب ہے کہ آپ اکثر یہی یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ..... الخ والی دعا مانگتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے امِ سلمٰی! ہر انسان کا دل اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے۔ اس نے جس کو چاہا سیدھا رکھا اور جس کو چاہا ٹیڑھا کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیتِ مبارکہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا (آخر تک تلاوت فرمائی۔

(ترمذی، رقم الحدیث ۱۴۴۸)

جب کسی بیماری و مصیبت میں مبتلا ہو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا اس طرح کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا یا میرا ہاتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں تھا پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہایت خراب حال آدمی کے پاس آئے تو حضورِ اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں! یہ تیری اس حد تک (کمزور) حالت کس وجہ سے نظر آ رہی ہے؟ اس نے کہا کہ تکلیف اور بیماری کی وجہ سے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں (کہ جن کے پڑھنے سے) تیری بیماری اور تکلیف دور ہو جائے؟ اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (وہ کلمات) مجھے نہیں سکھاتے؟ (مجھے تعلیم فرمائیں) تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ:

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ط

ترجمہ: ''میں نے بھروسہ کیا اس ذات پر جو زندہ ہے اسے موت نہیں اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو اولاد نہیں رکھتا اور نہ ہی بادشاہت میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کی خوب بڑائیاں بیان کیا کریں۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر (ایک دن) اس آدمی کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مھیم (تعجب سے پوچھا) کہ کس طرح ٹھیک ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! جب سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وہ کلمات سکھائے، میں ہمیشہ انہیں پڑھتا رہا۔ (مستدرک حاکم جلد اوّل)

اَلدَّعْوَاتُ

مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آیت ''مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

تو نے مجھ سے ایک ایسی بات پوچھی ہے جو تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی، آسمان وزمین کی کنجیاں یہ ہیں:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ ھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ ط وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط (مِائَۃَ مَرَّۃً)

ترجمہ: ''کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے اور پاک ہے اللہ اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور بخشش مانگتا ہوں اللہ سے کوئی معبود نہیں مگر اللہ وہ اوّل ہے اور وہ آخر ہے اور ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہمیشہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (۱۰۰ بار)

(فرمایا) اے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جس نے اس وظیفہ کو سو مرتبہ پڑھا۔ اس کو اس کے بدلے میں دس نوازشیں حاصل ہوں گی۔ **پہلی:** اس کے اگلے گناہ معاف کیے جائیں گے۔ **دوسری:** اس کو آگ سے نجات لکھ دی جائے گی۔ **تیسری:** اس کے ساتھ دو فرشتے مقرر کیے جاتے ہیں جو رات دن اس کی آفتوں سے بیماریوں سے حفاظت کرتے ہیں۔ **چوتھی:** اس کو خزانہ ثواب کا دیا جاتا ہے۔ **پانچویں:** اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جس نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے سو غلام آزاد کیے۔ **چھٹی:** اس کو اتنا ثواب ملے گا جیسے اس نے قرآن کریم، توراۃ، انجیل اور زبور پڑھ لیں۔ **ساتویں:** اس کے واسطے بہشت میں گھر بنے گا۔ **آٹھویں:** اس کا حورالعین سے نکاح کر دیا جائے گا۔ **نویں:** اس کے سر پر عزت کا تاج پہنایا جائے گا۔ **دسویں:** اس کے گھر کے ستر آدمیوں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔

اے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اگر تو طاقت رکھے تو کسی بھی دن یہ وظیفہ تجھ سے فوت نہ ہو تو کامیاب ہونے والوں میں سے کامیاب ہوگا اور اگلوں پچھلوں میں سے بڑھ جائے گا۔

(ابن مردویہ۔ ابویعلیٰ، ابن ابی عاصم، کنز العمال جلد اوّل صفحہ ۲۶۲ شمار ۴۵۹۲)

دُعائے کَثِیْرُ الْبَرَکَتْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَ دِیْنِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَھْلِیْ وَمَالِیْ وَ وَلَدِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مَا اَعْطَانِیَ اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ اَعَزُّ وَ اَجَلُّ وَ اَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُکَ وَ جَلَّ ثَنَآءُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ مَّرِیْدٍ وَّ مِنْ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ط اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ط

ترجمہ: ''اللہ کا نام لیتا ہوں میں اپنی جان پر اور اپنے دین پر اللہ کا نام لیتا ہوں میں اپنے اہل اور مال اور اپنی اولاد پر اللہ کا نام لیتا ہوں میں ان چیزوں پر جو اس نے مجھے عطا کیں اللہ اللہ ہی میرا رب ہے میں اس کے ساتھ نہیں شریک ٹھہراتا کسی کو اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اور بہت بلند ہے اور بہت اونچا ہے اور بہت برتر ہے ان چیزوں سے جن سے میں ڈرتا ہوں اور بچتا ہوں بہت باعزت ہے تیری پناہ اور پُر جلال ہے تیری تعریف اور کوئی معبود نہیں تیرے سوا اے اللہ میں پناہ لیتا ہوں تیری اپنے نفس کے شر سے اور ہر شیطان سرکش سے اور ہر ظالم جابر دشمن سے اگر وہ منہ پھیر لیں تو کہہ کافی ہے مجھے اللہ کوئی معبود نہیں مگر وہ اُسی پر بھروسہ کرتا ہوں میں اور وہ مالک ہے عظمت والے عرش کا۔ بے شک میرا کارساز وہی اللہ ہے جس نے اتارا ہے کتاب کو اور وہی ولی ہے نیک بندوں کا۔''

یہ دعا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خادم تھے۔ انہوں نے دس سال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کی والدہ کے التماس پر ان کو دنیا و آخرت کی دعائے خیر سے مخصوص و مشرف فرمایا اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعائے مبارک سے ان کی عمر اور مال اور اولاد میں بڑی برکت عطا فرمائی اور سو سال سے زیادہ ان کی عمر ہوئی، اور سو کی تعداد تک انکی اولاد ہوئی۔ تہتر بیٹے پوتے ہوئے اور باقی لڑکیاں۔ اور ان کا باغ سال میں دو دفعہ پھلتا تھا۔ یہ دنیا کی برکتیں ہیں اور آخرت کی برکتوں کے متعلق کیا کہہ سکتے ہیں۔

شیخ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ حدیث شریف کے بڑے علماء میں سے ہیں۔ کتاب ''جمع الجوامع'' میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ ابوالشیخ ''کتاب ثواب'' میں اور ابنِ عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے ''تاریخ'' میں روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حجاج نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تو نے دیکھا ہے کہ تیرے صاحب یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایسے گھوڑے اور دیگر اسباب دولت و ثروت موجود تھا؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! یقیناً میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اس سے (کہیں بہتر) چیزیں دیکھی ہیں اور میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے آدمی تین طرح کے گھوڑے رکھتے ہیں۔ **ایک قسم** تو وہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے اور دشمنانِ دین کی گوشمالی کے لیے ان کو رکھا جاتا ہے، ان گھوڑوں کی لید، پیشاب اور گوشت پوست اور خون کو قیامت کے روز ترازو میں تولا جائے گا۔ **دوسری قسم** کے وہ گھوڑے ہیں جن کو اپنی ضرورتوں کے لیے رکھا جاتا ہے اور بوقتِ ضرورت ان پر سوار ہوتے ہیں۔ **تیسری قسم** کے وہ گھوڑے ہیں جن کو نمود و نمائش کے لیے رکھا جاتا ہے تاکہ لوگ دیکھیں اور کہیں کہ فلاں کے پاس اتنے گھوڑے ہیں۔ جو شخص اس نیت سے گھوڑا رکھتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اے حجاج! تیرے گھوڑے اسی قبیل کے ہیں! اس بات کے سننے سے حجاج نہایت ناراض ہوا اور کہا اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

اگر تو نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت نہ کی ہوتی، اور امیر المؤمنین عبدالملک بن مروان کا خط تمہاری سفارش میں نہ آیا ہوتا کہ اس میں تمہارے حالات کی رعایت کے بارے میں لکھا ہے تو تمہارے ساتھ وہ کرتا جو چاہتا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں، اللہ کی قسم تو ہرگز میرے ساتھ کچھ نہیں کرسکتا اور میری جانب بُری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا بلاشبہ میں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے چند کلمات کو سن رکھا ہے میں ہمیشہ ان کلمات کی پناہ میں ہوں اور ان کلمات کی طفیل میں کسی بادشاہ کے غلبہ سے اور کسی شیطان کی بُرائی سے نہیں ڈرتا۔ حجاج اس کلامِ پُر ہیبت سے بہت خوفزدہ ہوا اور ایک ساعت کے بعد سر اُٹھا کر کہا اے ابوحمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! وہ کلمات مجھے سکھا دے! حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم وہ کلمات میں تجھے ہرگز نہیں سکھاؤں گا کیونکہ تو اس کا اہل نہیں۔

جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کا وقت آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سرہانے کھڑے ہوکر فریاد کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا چاہتا ہے؟ عرض کی وہ کلمات جن کو حجاج آپ سے سیکھنا چاہتا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو نہیں بتائے، فرمایا: ہاں! میں تجھ کو وہ کلمات سکھا دوں گا تو ان کا اہل ہے اور فرمایا میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دس برس خدمت کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اس حالت میں کہ مجھ سے خوش تھے۔ اے ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تو نے میری دس سال خدمت کی ہے اور میں اب دنیا سے کوچ کر رہا ہوں اس حالت میں کہ میں تجھ سے راضی ہوں۔ پڑھ تو صبح وشام ان کلمات کو۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو ہر آفت سے حفاظت میں رکھے گا۔ (تاریخ ابنِ عساکر)

ہر مصیبت سے بچنے کے لئے

ایک شخص نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے آ کر کہا کہ اپنے گھر کو جا کہ وہ جل گیا ہے اس شخص نے کہا میرا گھر نہیں جلا وہ چلا گیا۔ پھر آیا اور کہا کہ تیرا گھر جل گیا ہے۔ اس شخص نے کہا اللہ کی قسم! میرا گھر نہیں جلا اور فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت کہے:

رَبِّیَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ط مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط اَشْھَدُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ط اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الَّذِیْ یُمْسِکُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ مِنْ شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ رَبِّیْ اٰخِذٌ م بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ط

ترجمہ: ”میرا پروردگار اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہ پروردگار ہے عرشِ عظیم کا جو اللہ چاہے ہوتا ہے اور جو اللہ نہ چاہے نہیں ہوتا اور نہیں قوت اور نہیں طاقت مگر اللہ کے ساتھ جو بلند ہے عظمت والا میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور بے شک اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی جس نے روک رکھا ہے آسمان کو زمین پر گرنے سے اس کے حکم کے ساتھ ہر (زمین پر) چلنے والے کے شر سے اے میرے رب اس کی پیشانی تیرے قبضہ میں ہے۔ بے شک میرا رب صراطِ مستقیم پر ہے۔

تو اس کی جان میں اور عیال میں اور مال میں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ (کوئی ایسی چیز نہیں پہنچے گی جو اُسے ناگوار ہو) اور بے شک میں نے آج یہ دُعا پڑھی ہے پھر اس شخص نے کہا، اُٹھو میرے ساتھ سب کھڑے ہو گئے اور اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پھر اس کے گھر کے پاس جا کر ٹھہر گئے۔ (تو دیکھا) کہ اردگرد کے گھر جل گئے ہیں اور اس کے گھر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی رصفحہ ۱۶۔۱۷ شمار ۵۸)

محترم قارئین کرام! اس حقیقت کو کبھی بھی نہ بھولیں کہ کتاب ''رہبرِ زندگی'' میں مذکورہ بعض اعمال وارشاداتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جو حکمتیں درج کی گئی ہیں، وہ حرفِ آخر نہیں بلکہ یہ تو حضرت خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کے ایک ادنیٰ سے خادم کی پروازِ عقل ہے۔ تو جہاں شہبازِ سدرۃ المنتہیٰ سید الملائکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام جو آنِ واحد میں زمین وآسمان کا سفر طے فرمالیں۔ بارگاہِ نبوی میں سپر ہمت ڈالتے ہوئے بقولِ حضرت سعدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یوں عرض کریں کہ میرے آقا! میری پرواز کی حد آ گئی ہے۔ بس۔ اب ؎

اگر یک سرِ موئے برتر روم
فروغِ تجلی بسوزد پرم

(ترجمہ: اگر ایک بال کے برابر بھی آگے بڑھوں تو تجلیاتِ ذات الٰہیہ میرے بال وپر جلادیں)

تو وہاں ایک انتہائی ناتواں انسان ایک بندۂ ناتواں انسان ایک بندۂ ناچیز کی (مؤلفِ کتابِ ہذا) کی کیا حیثیت وحقیقت ہے۔ جو کوئی دعویٰ کرے، مگر یہ بندہ اس نعمت کے شکریہ میں سراپا سپاس ہے کہ اسے اپنے آقا رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ اعمال وارشاداتِ گرامی نقل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ فللّٰہِ الحمد علیٰ ذٰلك.
شکرًا وَالحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسّلام علی سید الانبیاء والمرسلین اَللّٰھم اغفرلمولفہ ولوالدیہ واحبّائہ واصدقائہ وکاتبہ ولجمیع المؤمنین والمؤمنات بحرمت سیّد الابرار صلی اللّٰہ تعالی علیہ و علی آلہٖ و صحبہٖ و بارك و سلّم دائمًا اَبَدًا اَبَدًا ط

مؤدبانہ گزارش: جو کوئی صاحب اس کتاب سے فائدہ حاصل کرے وہ مجھ گنہگار وناتواں کے حق میں دیدارِ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور حسنِ خاتمہ کی دعا ضرور کرے کیونکہ اسی خواہش کے تحت میں نے یہ کوشش کی ہے۔ فقط!

محتاجِ دعا

سیّد محمد سعید الحسن شاہ عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ

اے اللہ! اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخش دے۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ

اے اللہ! اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحم فرما۔

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ

اے اللہ! اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصلاح فرما۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ

اے اللہ! اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرما۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ

اے اللہ! اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح عطا فرما

اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ

اے اللہ! اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درگزر فرما۔

اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ

اے اللہ! اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشکلات آسان فرما۔

اَللّٰهُمَّ كَرِّمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ

اے اللہ! اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزت عطا فرما۔

اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ

اے اللہ! اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عظمت عطا فرما۔

علامہ سیّد محمد سعید الحسن شاہ صاحب

کی مستند و جامع تصانیف

سیرت امام الانبیاء ﷺ

(قرآن و بائیبل کی روشنی میں)

• قرآن کریم • احادیث مبارکہ • توراۃ • زبور
• انجیل • صحائف انبیاء اور اخبارات و جرائد کے سینکڑوں حوالہ جات سے مزین کتاب۔ ایک مستند تاریخی دستاویز

رہبر زندگی مع طب نبوی ﷺ

• رہبر کائنات ﷺ کے اعضائے مبارک کے حسن و جمال کا تذکرہ • روزمرہ کے معمولات پر بحث • پسندیدہ مشروبات و ماکولات کی تفصیل • مختلف جسمانی و روحانی امراض کا طبی علاج بھی کتاب ہذا میں ملاحظہ فرمائیے۔

خاندان مصطفےٰ ﷺ

کتاب ہذا میں رسول عربی ﷺ کے رشتہ داروں اور اعزّہ و اقارب کے علاوہ آپ کے دیگر متعلقین مثلاً رضاعی رشتہ دار، ہم شکل، مدنی نقیب، خلفاء راشدین • کاتبانِ وحی • بارگاہِ اقدس کے مفتیانِ عظّام • خطباء کرام • موذنین ذی وقار حضور ﷺ کے مقرر فرمودہ عہدیدارانِ مملکت اور دربارِ رسالت مآب ﷺ کی طرف سے شاہانِ زمانہ کے نام لکھے گئے خطوط کی تفصیلات مکمل سند و حوالہ کے ساتھ قلم بند کی گئی ہیں

صلوٰۃ الرسول یعنی امام الانبیاء کی نماز

• کیا حنفی نماز سنّتِ مصطفےٰ ﷺ کے عین مطابق ہے؟
• بار بار رفع یدین نہ کرنے، بلند آواز سے آمین نہ کہنے اور بیس رکعت نماز تراویح کا کیا ثبوت ہے؟
• بخاری و مسلم و دیگر کتب احادیث کے ہوتے ہوئے فقہ کی کیا ضرورت ہے؟
• ان سوالوں کا تفصیلی جواب جاننے کے لئے کتاب ہذا کا مطالعہ فرمائیے!

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد